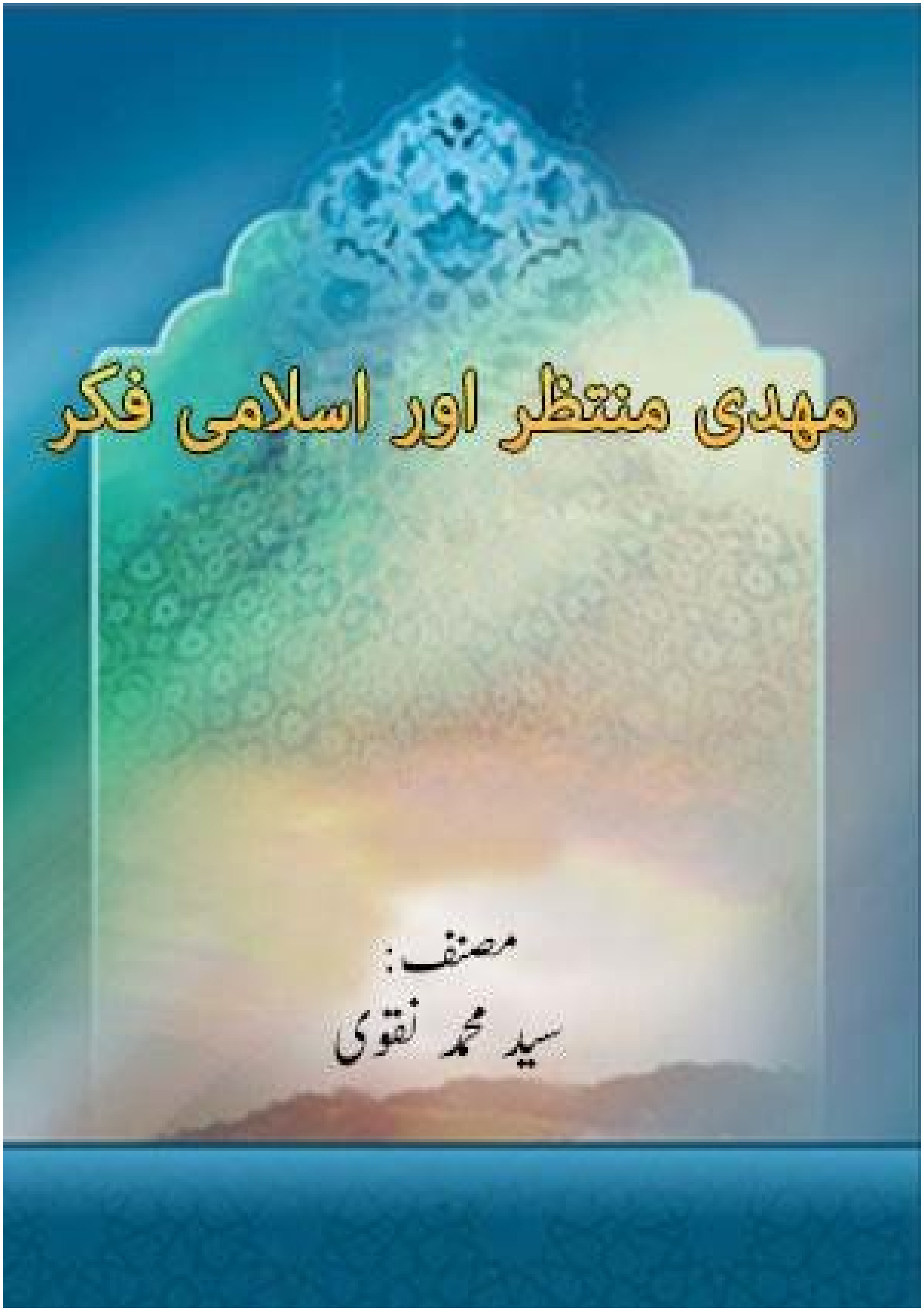
مہدی منتظر اور اسلامی فکر
مصنف :
سید محمد نقوی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

مهدی منتظر اور اسلامی فکر

مصنف: سید محمد نقوی

امام مہدی علیہ السلام کے نسب کے بارے میں احادیث

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ نسب کے بارے میں جو احادیث واردہوئی ہیں وہ سب کی سب ایک ہی نسب کو بیان کرتی ہیں ۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کنانی ،قریشی اورہاشمی ہیں

مقدسی شافعی نے ‘عقدالدرر میں حاکم نے "مستدرک "میں ایک حدیث نقل کی ہے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نسب کو کنانہ تک پھر قریش تک اور بنی ہاشم تک پہنچاتی ہے یہ قتادہ کی روایت ہے جسے اس نے سعیدبن مسیب سے روایت کیا ہے قتادہ کہتا ہے میں نے سعیدبن مسیب سے کہا کیا (وجود) حضرت امام مہدی علیہ السلام حق ہے ؟۔

اس نے جواب دیا حق ہے ۔

میں نے کہا:وہ کس کی اولاد سے ہوں گے ؟

اس نے جواب دیا کہ !کنانہ کی اولاد سے۔

میں نے کہا:اس کے بعد کس سے؟۔

کہتا ہے :قریش سے

میں نے کہا:پھر کس سے ؟۔

کہتا ہے !بنی ہاشم سے شافعی لکھتے ہیں ا سے امام ابو عمر عثمان بن سعید مقری نے اپنی سنن میں ذکرہے اوراس کوذکر کے تھوڑے سے اختلاف سے قتادہ سے اورانہوں نے سعیدبن مسیب سے نقل کیا ہے ۔

اس کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ خودا سے امام ابوالحسین احمدبن جعفر مناوی اورامام عبداللہ نعیم بن حمادنے بھی ذکرکیاہے(عقدالدرر ۴۲۔۴۴ باب اول ،مستدرک حاکم ۴:۵۵۳ مجمع الزوید۷:۱۱۵)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خود حدیث میں تضادہے کیونکہ ایک مرتبہ اس حدیث میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا سلسلہ نسب کنانہ بتایا گیا ہے ،دوسری مرتبہ قریش اورتیسری مرتبہ بنی ہاشم۔

ہاشمی قریشی ہیں اورہر قریشی کنانہ کی اولاد سے ہے کیونکہ علماء انساب کا اتفاق ہے کہ قریش کنانہ کے بیٹے نضر کا لقب ہے

حدیث کی روشنی میں حضرت امام مہدی (عج)کا حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے ہونا

اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہتے ہیں پیغمبر اسلام نے فرمایا:۔

نحن ولد عبدالمطلب سادةااهل الجنة :انا وحمزه وعلي وجعفر ،والحسن،والحسين ،والمهدى

ہم اولادعبدالمطلب اہل بہشت کے سردار ہیں "حمزہ، علی جعفر، حسن، حسین اورمہدی"(سنن ابن ماجہ۱۳۶۸:۲،باب خروج المہدی، مستدرک حاکم ۳:۲۱۱، شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ:۱۱۳، سیوطی کی جمع الجوامع ۱:۸۵۱)

اور عقد الدرر میں اسے ان الفاظ کے ساتھ ذکرکیاہے۔

"نحن سبعة بنو ابو مطلب سادات اهل الجنة :انا واخى على وعمى حمزه وجعفر ،والحسن،،والحسين ،والمهدى

عبدالمطلب کے ہم سات بیٹے اہل بہشت کیا سردار ہیں "میں ۔میرا بھائی علی ۔میراچچا حمزہ ۔جعفر ۔حسن ۔حسین اورمہدی اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ محدثین کی جماعت نے اسے اپنی اپنی کتابو ں میں ذکرکیا ہے "۔

ان میں سے چندہیں امام ابوعبداللہ محمدبن یزیدبن ماجہ قزوینی نے اپنی سنن میں ابو القاسم طبرانی نے اپنی معجم میں حفاظ ابو نعیم اصفہانی وغیرہ۔

یہ حدیث پہلی حدیث کے ساتھ تضادنہیں رکھتی (عقدالدرر:۱۹۵باب ہفتم۔)کیونکہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابو مطلب حضرت محمدکے داداہیں وہ ہاشم کے بیٹے ہیں پس عبدالمطلب کے بیٹے حتمی طورپرہاشمی ہیں لہذاحضرت امام مہدی علیہ السلام عبدالمطلب بن ہاشم قریشی کنانی کی اولادیں سے ہیں۔

حدیث کی روشنی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کاحضرت ابو طالب کی اولادسے ہونا

اس حدیث کو شیخ مفیدنے ارشادمیں اورمقدسی شافعی نے عقدالدررمیں نقل کیا ہے اورلکھاہے کہ نعیم بن حمادنے کتاب الفتن میں اسے ذکرکیاہے۔

اوریہ حدیث سیف بن عمیرہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں ابوجعفرکے پاس بیٹھاتھاکہ اس نے مجھے سے کہاکہ اے سیف بن عمیرہ آسمان سے ایک منادی اولادابو طالب میں سے ایک مردکا نام لیکرنداد ے گا۔

میں نے کہا آپ پرفداہوجاوں اے امیرالمومنین آپ یہ کیسی روایت سنارہے ہیں۔انہوں نے کہاہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضے قدرت میں میری جاں ہے اس لیے کہ میرے کانوں نے اسے سناہے۔

میں نے کہااے امیرالمومنین میں نے یہ حدیث اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔

انہوں نے کہااے سیف بن عمیرہ یہ حق ہے اورجب یہ ہوگاہو سب سے پہلے میں اس پرلبیک کہوں گابیشک یہ ندا ہمارے چچا کی اولادمیں سے ایک مردکے لیے ہوگی میں نے کہاوہ اولادفاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوگا۔

انہوں نے جواب دیا!ہاں اے سیف اگر اس میں نے اسے ابو جعفر محمد بن علی سے نہ سنا ہوتا تو سارے اہل علم زمین مجھے یہ حدیث سناتے تو بھی قبول نہ کرتا لیکن کیا کروں یہ محمد بن علی نے مجھے سنائی ہے (ارشاد شیخ مفید ۲:۳۷۰۔۳۷۱،عقد الدرر:۱۴۹ باب چہارم)

یہ حدیث بھی پہلی حدیث کے ساتھ تضاد نہیں رکھتی کیونکہ جو ابو طالب کی اولاد میں سے ہے وہ حتما آپ کے والد عبد المطلب کی اولاد میں سے ہے

اور اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اولاد فاطمہ سلام اللہ علیھا سے ہوں گے لیکن اس سے ہم بعد میں بحث کریں گے۔

لہذا اب تک کی بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ آخری زمانے میں جس امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی بشارت دی گئی اور ابو طالب بن عبد المطلب ہاشم قریشی کنانی کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اولاد عباس سے ہونے والی احادیث

اس میں شک نہیں کہ ایسی احادیث حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نسب کو ابہام میں ڈال دیں گی کیونکہ عباس کی اولاد ابو طالب کی اولاد نہیں ہے۔

اس لئے ایسی احادیث پر غور کرنا ضروری ہے تا کہ ابہام رفع ہو جائے۔اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث دو طرح کی ہیں۔

مجمل احادیث

یہ فقط جھنڈوں سے متعلق احادیث ہیں ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جسے احمد نے اپنی مسند میں ثوبان سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا:۔

"اذارایتم الرایات السودقداقبلت من خراسان فاتوھا ولو حبوا علی الثلج فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی"

جب دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان کی طرف سے آرہے ہیں تو ان کے پاس آو چاہے برف پر ہی گھسٹ کر ہی نہ آنا پڑے اس لئے کہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا (مسند احمد ۵:۲۷۷)اسی سے ملتی جلتی وہ حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے (سنن ابن ماجہ ۲:۱۳۳۶۔۴۰۸۲)

اسی طرح ترمذی نے ابو ھریرہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا

تخرج من خراسان رایات سود ،فلایردھا شی حتی تنصب بایلیاء"

"خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انہیں کوئی شئی نہیں روک سکے گی حتی کہ انہیں ایلیا میں گاڑھ دیا جائے گا(سنن ترمذی ۲۲۶۹-۴:۵۳۱)

ان احادیث میں اگرچہ واضح طورپر نہیں کہاگیاکہ حضرت مہدی علیہ السلام ،عباس کی اولادمیں سے ہیں لیکن بعض لوگوں نے اس کایہی معنی کیا ہے وہ یوں کہ یہ سیای جھنڈے ہوسکتا ہے وہ ہوں جنہیں ابو مسلم خراسان سے لے کرنکلا تھااوراس نے بنی عباس کی حکومت کو مضبوط کیا تھا لہذاان احادیث سے مرادمہدی عباسی ہے۔

مذکورہ مجمل احادیث پرایک نظر

مسنداحمدابن حنبل اورسنن ابن ماجہ کی حدیثوں کو کئی علماء نے ضعیف قراردیاہے۔

ابن قیم المسنادالنیف میں لکھتے ہیں کہ "یہ (یعنی ابن ماجہ کی)حدیث اوراس سے پہلے والی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اس پردلالت کرتی ہو کہ مہدی عباسی ہی وہی مہدی ہے جوآخری زمانے میں ظہور کریں (المنازالنیف ابن قیم ۱۳۷-۱۳۸-۳۳۸ اور۳۳۹ نمبرحدیثوں کے ذیل میں)ان کی دلیل یہ ہے کہ مہدی عباسی کا ۱۶۹ ئھ میں انتقال ہواتھااوراس کازمانہ ایسا تھا کہ عورتیں بھی امرمملکت میں مداخلت کرتی تھیں

چنانچہ طبری نے بیان کیاہے کہ خلیفہ مہدی عباسی کی بیوی خیزران امورحکومت میں مداخلت کرتی تھی حتی کہ اس کے بیٹے ھادی کے زمانے میں تویہ امورمملکت پرقابض ہوگئی تھی "(تاریخ طبری ۳:۴۶۶)اورجس کا یہ حال ہووہ کیسے زمین پرخداکاخلیفہ ہوسکتاہے۔

مزیدیہ کہ مہدی عباسی بلکہ تمام خلفاء آخری زمانے میں نہیں تھے نہ ان میں سے کسی کے ہاتھ کثیرمال لگا تھا اورنہ انہوں نے رکن ومقام کے درمیان لوگوں سے بیعت لی تھی اورنہ ہی دجال کو قتل کی تھا اورنہ ہی عیسی نے نازل ہوکران کے پیچھے نمازپڑھی تھی اورنہ ہی ان کے زمانے میں بیدانامی جگہ دھنسی تھی۔

بلکہ ان کےپورے دورمیں ظہورحضرت مہدی علیہ السلام کی کوئی چھوٹی سی علامت بھی ظاہرنہ ہوئی

رہی ترمذی کی حدیث تواس کے بارے میں ابن کثیراس حدیث غریب قراردینے کے بعدکہتے ہیں :۔

یہ سیاہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جنہیں ابومسلم خراسانی لے کرنکلا تھا اوراس نے ۱۳۲ ئھ میں بنی امیہ سے حکومت چھین لی تھی بلکہ یہ سیاہ جھنڈے اورہیں جوحضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ آئیں گے۔

مقصودیہ ہے کہ جس مہدی کے آخری زمانے میں ظہورکاوعدہ کیاگیا ہے اس کا خروج اورظہورومشرق کی طرف سے ہوگا(النہایۃ فی الفتن والملاحم ابن کثیر۱:۵۵)معیار صحیح قراردیاہے(مستدرک الحاکم ۴:۵۰۲)

واضح احادیث

۱۔یہ حدیث کہ (المهدی من ولد العباس عمی)

(کہ مہدی میرے چچا عباس کی اولاد سے ہیں)کو سیوطی نے الجامع الصیغیر میں ذکرکیا ہے یہ ضعیف ہے(الجامع الصیغر ۲:۶۷۲۔۹۲۴۲)

مناوی شافعی فیض التقدیرمیں تحریرکرتے ہیں کہ اسے دارقطنی نے الافراد میں روایت کیا ہے اورابن جوزی کہتے ہیں اس کی سندمیں محمدبن ولیدمقری ہے کہ جس کے بارے میں ابن عدی کا کہنا ہے۔

یہ احادیث گھڑتاتھا اوران کے متون اسانیدتبدیل کرتاتھا۔اور ابن ابی معشرکہتا ہے کہ یہ بڑاجھوٹ شخص تھا

سمہودی کاکہنا ہے کہ اس سے پہلی اوربارِوالی حدیثیں اس سے زیادہ صحیح ہیں لیکن خوداس میں محمدبن ولید ہے وہ خوداحادیث وضع کرتاتھا"(فیض القدیرشرح الجامع الصغیر۲۷۸:۶۔۹۲۴۲)

اورسیوطی نے الحاوی میں ابن حجرنے صواعق محرقہ میں صبان بے اسعاف میں وہ ابوالفیض نے انزازالوھم المکنون میں اسے ضعیف قراردیاہے اس کے جعلی ہونے کے بورے میں بہت سارے اقوال نقل کئے ہیں(الحاوی للفتاوی ۲:۸۵،صواعق محرقہ ۱۶۶:،اسعاف الراغبین: ۱۵ابوابر ازالوھم المکنون:۵۶۳۔)

۱۔ ابن عمرکی حدیث ہے کہ "رجل يخرج من ولدالعباس"

"عباس کی اولادمیں سے ایک شخص خروج کرے گا۔اسے خریدۃ العائب میں ابن عمرسے مرسل طورروایت کیاہے اوریہ حدیث ابن ابوموقوفہ ہے ()خریدۃ العجائب ابن وردی:۱۹۹)اس حدیث میں جومرسل ہونے کی وجہ دلیل نہیں بن سکتی مہدی کی وضاحت نہیں کی گئی۔

پس بہتریہ ہے کہ اسے پہلی قسم یعنی مجمل احادیث میں شامل کی جائے اگرچہ اس میں عباس کانام ہے۔

۳۔ ابن عباس نے پیغمبراکرم سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا

ان الله ابتداء بی الاسلام وسيختمه بغلام من ولدک وهو الذی يتقدم عيسی بن مريم

بیشک اللہ تعالی نے میرے ذریعے اس کا اختتام کرے گا اوریہ وہی ہے جوعیسی بن مریم کے آگے ہوگا۔

اسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اوراس کی سندمیں محمدبن مخلد ہے(تاریخ بغداد۱۱۷:۴،۳۲۳:۳) کہ جسے ذھبی نے ضعیف قراردیاہے اوراس کے ساتھ اس بات پر تعجب کا اظہارکیاہے کہ خطیب بغدادی نے اسے ضعیف کیوں نہیں دیا ! لکھتے ہیں :۔

اے محمدبن مخلدعطار سے روایت کیا ہے اور تعجب ہے کہ خطیب نے اسے اپنی تاریخ میں ذکرکیا ہے لیکن اسے ضعیف قرارنہیں دیاشایداسے اہمیت نہ دیتے ہوئے خاموشی اختیارکی ہو(میزان الاعتدال ۸۹:۱۔۳۲۸)

۴۔ام فضل نے پیغمبر اسلام سے توایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

يا عباس اذا كانت سنة خمس وثلاثين ومائة فهى لک ولو لدک ،منهم السفاح ،ومنهم المنصور ،ومنهم المهدى"

اے عباس ۱۳۵ ئھ تمہارااورتمہاری اولادکا سال ہے ان میں سفاح ، منصور اورمہدی ہوں گے

اس حدیث کوخطیب اورابن عساکرنے ام فضل سے نقل کیا ہے ()تاریخ بغداد۶۳:۱،تاریخ دمشق ۱۷۸:۴ اس کے متعلق ذھبی تحریرکرتے ہیں :۔

اس کی سندمیں احمدبن راشدہلالی ہے اس نے سعیدبن خیشم سے بنی عباس کے بارے میں ایک باطل حدیث کی روایت کی ہے احمدبن راشدکے بارے میں ذھبی کانظریہ یہ ہے کہ اس نے جہالت کی وجہ سے اس حدیث کوگھڑاہے()میزان الاعتدال ۹۷:۱

میں کہتا ہوں کہ :۔ ذھبی نے حدیچ کے گھڑنے میں احمدبن راشدکی جہالت کاحوالہ دیاہے جبکہ اس بات پراتفاق ہے کہ عباسیوں کی حکومت کاآغاز ۱۳۵ ئھ میں نہیں بلکہ ۱۳۲ءھ میں ہوااوراس سے پتہ چلتاہے کہ حدیث گھڑنے والے کوبنی عباس کی حکومت کے آغازکا بھی علم نہیں تھا۔

۵ اسی سے ملتی جلتی حدیث سیوطی نے ابن عباس سے اپنی کتاب " اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ"میں نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث جعلی ہے اور اس کا گھڑنے والاشایدغلابی ہے(" اللآلی المصنوعہ۴۳۴:۱۔۴۲۵)

اسے ابن کثیرنے "البدایۃوالنھایۃ" میں ضحاک کی ابن عباس سے روایت کی صورت میں نقل کیا ہے اورکہا ہے یہ سندضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ضحاک نے ابن عباس سے کچھ نہیں سنا پس یہ منطقع ہے۔(البدایہ والنہایۃ۲۴۶:۶)

اور حاکم نے اسے ایک اورسند کے ساتھ ذکرکیا ہے جس میں اسماعیل بن ابراھیم مہاجرہے(مستدرک الحاکم ۵۱۴:۴) ہے اورابوالفیض الغماری الشافعی نے ذھبی سے نقل کیا ہے کہ اسماعیل کے ضعیف ہونے پراجماع ہے جبکہ اس کاباپ ایسانہیں ہے۔(ابرازالوھم المکنون:۵۴۳)

یہی احادیث ہیں جن سے بعض سے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نسب کو پہچاننے میں انہیں مانع تصور کرتے ہیں لہذا حضرت مہدی علیہ السلام کا اولاد ابوطالب سے ہونا جعلی ہیں اور جھنڈوں والی احادیث بھی اس نتیجے کے خلاف دلالت نہیں کرتیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق دیگر احادیث پر نظر ڈالنے سے آپ کو مزید یقین ہو جائے گا کہ آپ اولاد عباس سے نہیں ہیں۔

چونکہ حضرت ابو طالب کی اولاد زیادہ تھی اس لئے احادیث نے معین کر دیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ابوطالب کے فرزند حضرت علی کی اولاد سے ہوں گے چنانچہ اس سلسلے میں کثیر روایات وارد ہوئیں ہیں ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"هورجل منی "مہدی مجھ سے ہیں (نعیم بن حماد کی "الفتن "۳۶۹:۱۔۱۰۸۴، سید ابن طاوس کی التشریف بالنن"۱۷۶۔۲۳۸ با ب ۱۹

یہ بات واضح ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی اولاد زیادہ ہے لیکن بہت ساری صحیح بلکہ متواتر روایات میں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اہلبیت علھیم السلام سے ہیں یا عترت سے ہے یا پیغمبر سے ہیں۔

لہذا اس سلسلے میں کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ اہل بیت علیھم السلام، عترت اور اولاد نبی علی کی اولاد میں سے صرف ان کو کہا جاتا ہے جن کا سلسلہ فاطمہ زھرا اسلام علیھا سے ہو ابطور نمونہ چند احادیث پیش کی جارہی ہیں۔

حدیث:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اہل بیت علیھم السلام سے ہیں

۱۔ لا تنقضی الایام ،ولایذهب الدهر ،حتی یملک العرب رجل من اهل بیتی اسمه یواطی اسمی

اس وقت تک ایام ختم نہیں ہوں گے اور زمانہ گزرے گا نہیں جب تک میرے اہلبیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ نہ بن جائے گا اور وہ میرا اہم نام ہوگا"۔ اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں ابن مسعود سے کئی طرق سے نقل کیا ہے اور ابن داود نے اپنی سنن میں طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اسے ذکر کیا ہے اور ترمزی ارع گنجی شافعی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بغوی نے اسے حسن بتایا ہے (مسند احمد ۳۷۶:۱۔۳۷۷۔۴۳۰، سنن ابی داود ۱۰۷:۴۔۴۲۸۳)

۲۔لو لم یبق من الدهر الایوم لبعث الله رجلا من اهل البیت یملئو عد لاکما ملئت جورا"

"اگر حیات دنیامین سے صرف ایک دن باقی رہ جائے تب بھی خدا میری اہل بیت میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم جو سے بھری ہوئی ہوگی۔

اس حدیث کو حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرم سے روایت کیا ہے اور احمد نے اسے اپنی مسند میں نقل کیا ہے نیز اسے ابن ابی شیبہ ابوداؤداوعر بیقھی نے بھی ذکر کیا ہے اور طبری نے مجمع البیان میں کہا ہے "شیعہ اور سنی علماء نے متفقہ طور پر نقل کیا ہے (مسند احمد۹۹:۱ ابن ابی شیبہ کی المصنف ۱۹۸:۱۵۔ ۱۹۴۹۴ ، سنن ابی داود۱۰۷:۴۔ ۴۲۸۳ بیہقی کی الاعتقاد: ۱۷۳ مجمع البیان ۶۷:۷)

ابوفیض الفیض غماری نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے "یہ حدیث بلا شک وشبہ صحیح ہے(بواز الوھم المکنون:۴۹۵)

۳۔ لا تقوم الساعة حتی یلی رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی

"قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک میرے لیے اہل بیت علیھم السلام کا ایک مرد حکومت نہ سنبھال لے کہ جو میرا ہم نام ہوگا "اس حدیث کو مسعود نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے۔

اور ابن مسعود سے احمد بن حنبل ،ترمذی، کنجی اور طبرانی نے کئی طرق سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور شیخ طوسی نے بھی اسے ذکر کیا ہے اور ابو یعلی موصلی نے اسے ابو ھریرہ سے اپنی مسند میں بیان کیا ہے (مسند احمد:۳۷۶، سنن ترمذی۵۰۵:۴۔ ۲۲۳۱، طبرانی کی المعجم الکبیرا:۱۶۵۔ ۱۰۲۲۰ وا:۱۶۷۔ ۱۰۱۶۷۔ کنجی کی البیان:۴۸۱، شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ:۱۱۳، مسند ابی یعلی موصلی ۱۹:۱۲۔ ۶۶۶۵)اور درمنشور میں کہا ہے کہ "اسے ترمذی نے ابوھریرہ سے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے"(ادر المنشور ۵۸:۶)

۴۔ "المھدی مناأهل البیت اشم الانف ،اجلی الجبهة ،یملا الارض قسطا وعد لاکما ملئت جورا وظلما"

"مہدی ہم اھل بیت سے ہیں ناک ابھری ہوئی اور جبین کشادہ ہے وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح ظلم وجور سے بھری ہوگی"اس حدیث کو ابو سعید خدری نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے اور ان سے عبد الرزاق نے ذکر کیا ہے اور حاکم نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور ابلی نے اسے کشف الغمہ میں بیان کیا ہے (عبد الرزاق کی المصنف ۳۷۲:۱۱۔ ۲۰۷۷۳، مستدرک حاکم ۵۵۷:۴، کشف الغمۃ ۲۵۹:۳)

اس سلسلہ میں بہت زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں ہم صرف ایک حدیث کے ذکرپر اکتفاء کریں گے۔

ابو سعید خدری نے پیغمبر اکرم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"لا تقوم الساعة حتی تملاالارض ظلما وعدوانا ،ثم یخرج رجل من عترتی اومن اھل بیتی التردید من الراوی یملئو ھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا"

"قیامت سے پہلے زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی پھر میری عترت یا میرے اھل بیت (روای کو شک ہوا ہے) سے ایک مردخروج کرے گا جو اسے عدل وانصاف سے اسی طرح بھردے گا جس طرح یہ ظلم وجور سے بھری ہوگی"

اس حدیث کو احمدبن حنبل ، ابن حبان اورحاکم نے بیان کیا ہے اوربخاری ومسلم کے معیارپر اسے صحیح قراردیا ہے اورصافی نے اسے "منتخب الاثر"میں نقل کیاہے (مسند احمد۳:۳۶، صحیح ابن صبان۸:۲۹۰۔۶۲۸۴، مستدرک حاکم ۴:۵۵۷، منتخب الاثر۱۹:۱۴۸)

ابوالفیض غماری شافعی اس کے طرق اورروایوں کے حالات کا بغورمطالعہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں"یہ حدیث بخاری اور مسلم کے معیارپر صحیح ہے جیساکہ حاکم نے کہا ہے"(ابرازالوھم المکنون:۵۱۵)

احادیث۔ حضرت امام مہدی (عج)پیغمبر اکرم کی اولادمیں سے ہیں

۱۔ابوسعیدخدری نے پیغمبراسلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"المھدی منی اجلنی الجبھة ،اقنی الانف ،یملوالارض قسطا وعد لا کما ملت ظلما وجورایملک سبع سنین"

مہدی مجھ سے ہیں وہ کشادہ جبین اورابھری ناک والے ہوں گے زمین کوعدل وانصاف سے اس طرح بھردیں گے جس طرح ظلم وجورسے بھری ہوگی اورسات سال تک حکومت کریں گے"۔

اس حدیث کو حاکم نے مسلم کی شرط پر صحیح قراردیا ہے نیز گنجی شافعی ، سیوطی ، شیخ منصورعلی ناصف نے "التاج الجامع الاصول "،میں اورابوفیض نے اسے صحیح قرارہے (مستدرک حاکم ۴:۵۵۷، گنجی کی البیان :۵۰۰، الجامع الصیغر۲:۶۷۲۔۹۲۴۴، التاج الجامع للاصول ۵:۳۴۳، ابرازالوھم :۵۰۸)

بغوی نے اسے حسن شمارکیا ہے ابن قیم نے اس کی سندکوجیدکہا ہے (مصابیح السنة ۳:۴۹۲۔۴۲۱۲، ابن قیم کی المنارالنیف:۱۴۴۔۳۳۰)

اوراس کو ابوسعید سے ابوداؤد، عبدالرزاق اور خطابی نے معالم السنن میں ذکرکیاہے اور شیعوں میں سے اسے ابن طاؤس اورابن بطریق نے نقل کیا ہے(سنن ابی داؤد۴:۱۰۷-۴۲۸۵، التشریف بالنن:۱۵۳-۱۸۹و۱۹۰ باب ۱۵۰ ابن حماد سے "فتن" میں۳۶۴:۱-۱۰۶۳ور۱۰۶۴، اورابن بطریق حلی کی العمدہ:۴۳۳-۹۱۰)

۲- امیر المومنین علیہ السلام پیغمبر اکرم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:-

"المهدى من ولدى تكون له غيبة و حيرة تضل فيها الامم ،ياتى بذخيرة الانبياء فيملوها عدلا وقسطا كما ملئت جوراوظلما"

"مہدی میری اولاد سے ہیں انہیں غیبت کا سامنا ہوگا جس میں اقوام گمراہ ہوجائیں گی آپ انبیائکا خزانہ لے کے آئیں گے پس زمین کواس طرح عدل وانصاف سے بھردیں گے جس طرح ظلم وجور سے بھری ہوگی"-

اس حدیث کو شیخ صدوق نے کمال الدین میں ذکرکیا ہے اورجوینی شافعی نے فرائد السمطین میں اورقندوزی حنفی نے ینابیعالمودة میں اس سے استدلال کیا ہے(کمال الدین ۲۸۷:۱-۲۵فرائد السمطین ۳۲۵:۲-۵۸۷ ینابیع المودة:۳باب نمبر۹۴)

اب تک جن احادیث کو ہم نے ذکرکیا ہے اب سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کی اس اولاد سے ہوں گے جس کا سلسلہ حضرت فاطمہ زہراا سلام علیہا سے چلا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت خودحدیث نے کی ہے-

حدیث:- حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد سے ہیں

ام سلمہ اسلام سے روایت کرتی ہیں کہ:-

"المهدى حق و هو من ولد فاطمة"

"مہدی حق ہے اوروہ اولادفاطمہ میں سے ہے"-

اس حدیث کو ام سلمہ سے ابوداؤد ابن ماجہ، طبرانی اورحاکم نے دوطریق سے نقل کیا ہے اوراہل سنت کے چار علماء نے اسے صحیح مسلم سے نقل کیاہے (سنن ابی داؤد۴:۱۰۷-۴۲۸۴، سنن ابن ماجہ ۱۳۶۸:۲-۴۰۸۶ طبرانی کی المعجم الکبیر۲۶۷:۲۳-۵۶۶، مستدرک حاکم ۴:۵۵۷-

اورمندرجہ ذیل چار علما اہلسنت نے اسے صحیح مسلم سے نقل کیا ہے جو اسبات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم میں تھی لیکن اب اس میں نہیں ہے-

ابن حجر ھیتمی نے صواعق محرقہ میں:۱۶۳ باب نمبر۱۱ فصل اول-

متقی ہندی نے کنزالعمال میں ۲۶۴:۱۴-۳۸۶۶۲

شیخ محمد بن علی صبان نے اسعاف الراغبین میں صفحہ ۱۴۵۔
شیخ حسن عمودی حمزاوی مالکی بنے مشاق الانوار میں صفحہ ۱۱۲۔

)اور دوسرے نے اس کے صحیح اور سند کے سند ہونے کا اعتراف کیا ہے بلکہ بعض نے اسے متواتر قرار دیا ہے (کنجی نے البیان میں اسے صحیح قرار دیا: ۴۸۶باب نمبر ۲ نیز سیوطی نے جامع الصیغر میں ۲:۶۷۲۔ ۹۲۴۱، اسی طرح التاج الجامع للاصول کے ہاشے پر۵:۳۴۳، بغوی نے اسے حسن قرار دیا ہے مصابیح السنة ۳:۴۹۲۔ ۴۲۱۱، ابو الفیض نے ابراز الوھم :۵۰۰ میں حدیث کی سند کی تحقیق کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے سارے راوی عادل ہیں۔

البانی نے اس کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے جیسا کہ "عقیدہ اہل السنة "اور محسن بن حمد حمادکی "الاثرفی المہدی المنتظر "صفحہ ۱۸، پر اور قرطبی وغیرہ کے تواتر کا قول ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

نعیم بن حماد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔
"المهدی رجل منا من ولد فاطمة"

"مہدی ہم میں سے ہے اور اولاد فاطمہ میں سے ہے"
(نعیم بن حمادکی الفتن ۱:۳۷۵۔ ۱۱۱۷ ،اسی سے کنزالعمال میں نقل ہوا ہے۱۴:۵۹۱۔ ۳۹۶۷۵)
نیز ھری سے نقل کیا ہے کہ :۔
"المهدی من ولد فاطمة"

"مہدی اولا فاطمہ میں سے ہے"
(۱) نعیم بن حمادکی الفتن ۱:۳۷۵۔ ۱۱۱۴ ،اور اسی سے تشریف بالنن میں نقل ہوا ہے :۱۷۶۔ ۲۳۷ باب نمبر۱۶۳۔
اسی طرح کعب سے بھی وارد ہوئی ہے
(۲) نعیم بن حمادکی الفتن ۱:۳۷۴ سے ۱۱۱۲، اور اسی سے تشریف بالنن میں نقل ہوا ہے :۱۵۷۔ ۲۰۲باب نمبر۱۶۳۔

جو ان ساری گزشتہ احادیث کی جامع ہے قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید سے کہا کیا مہدی حق ہے
انہوں نے کہا حق ہے۔ میں نے کہا کس کی نسل سے ہی؟ انہوں نے کہا قریش کی نسل سے۔ میں نے کہا کون سے قریش کی نسل سے؟

کہا :ہاشم کی میں نے کہا ہاشم کے کس بیٹے سے؟ انہوں کہا:عبد المطلب کی اولاد سے۔ میں نے پوچھا میں نے پوچھا : عبد المطلب کے کس بیٹے سے ؟ تو انہوں نے جواب دیا: اولاد فاطمہ سے"(۱) عقد الدرر:۴۴ باب اول، نعیم بن حمادکی الفتن ۱:۳۶۸ ۔ ۳۶۹۔ ۱۰۸۲، اور اسی سے سید ابن طاوس نے التشریف بالنن میں بالنن میں نقل کیا ہے :۱۵۷۔ ۲۰۱ باب نمبر۱۶۳

لیکن احادیث میں پہلے دو احتمالوں کی تائید سے تیسرا احتمال باطل ہوجاتا ہے۔

رہا چوتھا احتمال کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد سے ہیں تو یہ واضح طور پر باطل اور غیر معقول ہے۔

کیونکہ صحیح بلکہ متواتر احادیث سے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اہل بیت علیہم السلام اور حضرت فاطمہ زھراسلام اللہ علیھا کی اولاد سے ہیں۔ لہذا پہلے دو احتمالوں کو ثابت کرنے والی احادیث میں غور کرنے کی ضرورت ہے اگر پہلے احتمال کو ثابت کرنے والی احادیث جھوٹی ثابت ہوجائیں تو دوسرے احتمال کو ثابت کرنے والی احادیث میں غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی اور وہی یقینی اور صحیح ہوگا کیونکہ دونوں احتمالوں کا جھوٹا ہونا محال ہے

حدیث:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام پیغمبر کے نواسے حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضرت حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کے بارے میں کتب اہل سنت میں صرف ایک حدیث بلکہ عالم اسلام کی کتابوں میں اس کے علاوہ کوئی دوسری حدیث نہیں ہے۔

اوراس حدیث کوابو داود سجستانی نے اپنی سنن میں ذکرکیاہے وہ کہتے ہیں میرے لیے ہارون بن مغیرہ سے نقل کیا گیا کہ اس نے عمربن ابوقیس سے اوراس نے شعیب بن خالدسے اوراس نے ابواسحاق سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام کودیکھ کرفرمایا:۔

"ان ابنی ھذا سید کما سماہ النبی صلی علیه وآله وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم ،یشبهه فی الخلق ولایشبهه فی الخلق"

"میرا یہ بیٹا سردارہے جیسا کہ نبی اکرم نے اسے یہ نام دیاہے اوراس کی صلب سے ایک مولودہوگا جو تمہارے نبی کا ہمنام ہوگا وہ خلق (اخلاق)میں نبی کا مشابہ ہوگا نہ خلقت میں"

اس کے بعدیہ جملہ فرمایاکہ وہ زمین کو عدل سے پرکردے گا(سنن ابوداود۴:۱۰۸۔۴۲۹۰، اسی سے جامع الاصول میں نقل ہوا ہے ۱۱:۴۹۔۵۰۔۷۸۱۴، کنزالعمال ۱۳:۲۵۷۔۳۷۶۳۶، نعیم بن حمادنے اسے الفتن میں ذکرکیاہے۳۷۴:۱۔۱۱۱۳)

حدیث کے باطل ہونے پرسات دلیلیں نعیم بن حمادکی الفتن ۱:۳۷۵ ،اوراسی سے تشریف بالنن میں نقل ہوا ہے:۱۷۶۔۲۳۷ باب نمبر۶۳

حدیث کے باطل ہونے پر سات دلیلیں

اس حدیث کی سند اورمتن میں غور کرنے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولادسے ہونے والی احادیث کے ساتھ اگرموازنہ کرنے سے بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ یہ حدیث جعلی ہے۔

پہلی دلیل:

۔یہی حدیث ابوداؤد سے مختلف طریقوں سے نقل ہوئی ہے چنانچہ جزری شافعی (متوفی ۸۳۳ہجری) نے اس حدیث کو اپنی سندکے ساتھ خودابوداؤد سے نقل کیا ہے اوراس حدیث کو سندکے ساتھ خودابوداؤد سے نقل کیا ہے اوراس میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی بجائے حضرت امام حسین کا نام لکھتے ہیں:۔

" صحیح یہ ہے کہ حضرت امام مہدی حسین ابن علی علیہما السلام کی اولاد سے ہیں کیونکہ اس بات کی خود حضرت علی علیہ السلام نے وضاحت فرمائی ہی"۔

جیسا کہ شیخ عمربن حسن رقی نے مجھے یہ خبردی ہے انہوں نیابوالحسن بخاری سے، اس عمر بن محمد قزی سے اس ابوبدر کرخی سے اس بے ابوبکر خطیب سے، اس نے ابوعمر ہاشمہ سے اس نیابوعلی لولوئی سے اوراس نے حافظ ابوداود سے وہ لکھتے ہیں مجھے ہارون بن مغیرہ سے نقل کیا گیا اس نے عمر بن ابوقیس سے اس نے شعیب بن خالد سے اوراس نے ابواسحاق سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا:۔

"ان ابنی هذا سید کما سماه النبی ﷺ ،وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم ، یشبهه فی الخلق ،ولا یشبهه فی الخلق"

"میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ پیغمبر اکرم نے اس کا نام رکھا ہے اوراس کے صلب سے ایک مولود ہوگا جو تمہارے نبی کا ہمنام ہوگا وہ ان کے خلق (اخلاق) میں مشابہ ہوگا نہ کہ خلقت میں"۔

پھر یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کو عدل سے پر کردے گا۔

ابوداؤد نے اسے اپنی سنن میں اسی طرح روایت کیا ہے اوراس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا(اسمی المناقب فی تھذیب اسنی المطالب، علامہ جزری دمشقی شافعی:۱۶۵۔۱۶۸۔۶۱)ہم نے بعینہ اصلی الفاظ کو نقل کیا ہے

مقدسی شافعی نے عقد الدرر صفحہ ۴۵ باب اول پر اسے ذکر کیا ہے اس میں حضرت امام حسن علیہ السلام کا نام ہے اوراس کی تحقیق کرنے والے نے حاشیے پر لکھا ہے کہ ایک دوسرے نسخے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام ہے

اس نسخہ کی تائیدیوں ہوتی ہے کہ سید صدرالدین نے اس نسخے سے نقل کیا ہے کیونکہ انہوں نے عقد االدرر سے حدیث نقل کی ہے اوراس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام ہے (المھدی سید صدرالدین صدر:۶۸)

دوسری دلیل

حدیث منقطع ہے کیونکہ اسے حضرت علی علیہ السلام سے ابواسحاق سبیعی نے روایت کیا ہے اوراس کے متعلق ثابت نہیں ہے کہ اس نے حضرت علی علیہ اسلام سے ایک بھی حدیث سنی ہو جیسا کہ منزری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے(مختصر سنن ابی منزری ۶:منزری ۱۶۲:۶۔۴۱۲۱)

کیونکہ امیرالمومنین علیہ السلام کی شہادت کے وقت اس کی عمر سات برس تھی کیونکہ ابن حجر کے قول کے مطابق خلافت عثمان کے ختم ہونے سے دوسال پہلے پیدا ہوئے تھا(تھذیب التھذیب ۸:۵۶۔۱۰۰)

تیسری دلیل

اس کی سند مجہول ہے کیونکہ داود کا کہنا ہے کہ مجھے ہارون بن مغیرہ سے نقل کیا گیا معلوم نہیں نقل کرنے والا کون ہے اور بالاتفاق مجہول حدیث ہر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

چھوتھی دلیل

مذکورہ حدیث کو اہل سنت بزرگ عالم دین ابو صالح سلیلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے باپ دادا حضرت امام جعفر ابن محمد صادق علیہما السلام سے ، انہوں نے اپنے جد حضرت علی ابن ابیطالب علیہما السلام سے روایت کیا ہے اور اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام ہے نہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا (سید ابن طاوس کی التشریف بالنن:۲۸۵۔۴۱۳باب نمبر ۷۶،انہون نے اسے فتن سلیلی سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔)

"لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد ،لطول الله عزوجل ذلک الیوم حتی یبعث فیه رجلا من ولدی اسمه اسمی"

"دنیا اگر کا ایک دن باقی ہو تو اس دن کو بھی اللہ تعالی اس قدر طول دے گا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو میرا ہمنام ہوگا"۔

سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا یا رسول اللہ آپ کے کون سے بیٹے سے ؟

فرمایا :۔ من ولدی هذا" میرے اس بیٹے سے اور اپنا ہاتھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر رکھا"

(ابن قیم نے المنار النیف :۱۴۸۔۳۲۹ فصل نمبر ۵۰،میں طبرانی کی کتاب الاوسط سے نقل کیا ہے عقد الدرر:۴۵ باب اول(اور اس میں ہے کی اسے حافظ ابو نعین نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حالات میں ذکر کیا ہے) محب طبری کی ذخائز العقبی :۱۳۶(اور اس میں کہا ہے کہ گزشتہ سب حدیثوں کو اس مقید پر حمل کیا جائے گا)فرائد السمطین ۲:۳۲۵۔۵۷۵باب ۶۱ ابن حجر کی القول المختصر۷:۳۷باب اول ،فرائد فوائد الفکر ۲:باب ۱، السیرة الحلبیه ۱:۱۹۳،ینابیع المودة ۳:۶۳باب نمبر ۹۴

اسی طرح کی مندرجہ ذیل کتابوں میں احادیث ہیں۔

خوارزمی حنفی کی مقتل الحسین ۱:۱۹۶،فرائد السمطین ۲:۳۱۰۔۳۱۵ الاحادیث :۵۶۱،ینابیع المودة ۳:۱۷۰۔۲۱۲ باب نمبر ۹۳،

شیعہ کتب میں ملاحظہ ہوں۔

کشف الغمہ ۳:۲۵۹، کشف الیقین:۱۱۷، اثبات الھداۃ ۳:۶۱۷-۱۷۴ باب ۳۲، حلیۃ الابرار ۲:۷۰۱-۵۴ باب نمبر ۴۱، غایہ المرام:۶۹۴-۱۷ باب ۱۴۱ اور "منتخب الاثر" میں اس سلسلے میں طرفین کی ذکر کردہ بہت ساری احادیث نقل کی ہیں

چھٹی دلیل

ابو داؤد کی حدیث میں کتابت کی غلطی کا احتمال بھی بعید نہیں ہے کہ حسین کی جگہ حسن لکھ دیا ہو کیونکہ اس کی نقل میں اختلاف ہے رہا یہ احتمال کہ حسن کی جگہ حسین ہو گیا ہو تو یہ خبر واحد ہے جو متواتر کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ اس کی تفصیل ہم ذکر کریں گے۔

ساتویں دلیل

گزشتہ وجوہات کی بنا پر یہ احتمال قوی ہے کہ یہ حدیث جعلی ہو اس احتمال کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حسنین اور ان کے پیروکاروں اور مددگاروں کا خیال یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ بن الحسن المثنی بن امام حسین علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں کہ جنہیں ۱۴۵ ھ میں منصور عباسی کے زمانے میں قتل کر دیا گیا۔

جیسا کہ اس کے بعد عباسیوں اور ان کے پیروکاروں نے کہا کہ انہوں نے عباسی خلیفہ محمد بن عبداللہ منصور جس کا لقب مہدی تھا کے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا اور اس کے ذریعے وہ اپنے بڑے بڑے سیاسی مقاصد میں پہنچنا چاہتے تھے جن تک اس مختصر راستے کے بغیر پہنچنا ممکن نہیں تھا۔

مذکورہ حدیث ان حدیثوں کے ساتھ تعارض نہیں رکھتی جو دلالت کرتی ہیں

کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسین کی اولاد میں سے ہیں

گزشتہ سب اشکالات سے اگر صرف نظر کر کے ہم اس حدیث کو صحیح مان لیں تو بھی ان احادیث کے ساتھ تضاد نہیں رکھتی جو واضح طور پر کہتی ہیں کہ حضرت امام مہدی منتظر علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے۔

اس طرح کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام باپ کی طرف سے حسینی اور ماں کی طرف سے حسنی ہوں کیونکہ چوتھے امام زین العابدین کی بیوی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ماں حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیھا ہیں۔

پس حضرت امام باقر علیہ السلام باپ کیطرف سے حسینی اور ماں کی طرف سے حسنی ہیں تو در حقیقت آپ کی اولا دونوں نواسوں کی اولاد سے ہوئی۔

اسی جمع کی قرآن مجید بھی تائید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

"(ووھبنا لہ اسحاق کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن زریتہ داودو سلیمان) ۔۔۔(وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین) "انعام ۸۴:۶۔۸۰

اورہم نے ابراہیم کو اسحاق ویعقوب عطا کیے ہم نے سب کی ہدایت کی اوران سے پہلے نوح کی (بھی) ہم نے ہدایت کی اوران ہی کی اولاد سے داؤد سلیمان ۔۔۔۔اور عیسیٰ والیاس (سب کی ہدایت کی) یہ سب خدا کے نیک بندوں میں سے ہیں۔

اس آیت میں جناب عیسیٰ کو جناب مریم کی وجہ سے انبیاء کی اولادشمار کیاگیاہے لہذا اگر حضرت امام محمدباقر علیہ السلام کی اولادکوماں کی وجہ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولادشمار کرلیاجائے تواس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ داودکی حدیث مان لیں ورنہ مذکورہ ادلہ کی روشنی میں حدیث صحیح ہی نہیں ہے

یہاں تک یہ بات واضح ہوگئی کہ دوسرا احتمال (یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہونا)صرف احتمال نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے چاہے ہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولادسے ہونے والی حدیث کو صحیح سمجھیں یانہ۔

اگر صحیح سمجھیں تو یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حضرت امام حسین کی اولادسے ہونے والی احادیت کی مویدبن جائے گی۔

اوراگر اس حدیث کو صحیح نہ مانیں جیساکہ ہم سات دلیلوں سے ثابت کرچکے ہیں پھر حقیقت کو جاننے کے لیے کسی اورچیزکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم بتاچکے ہیں کہ دونوں احتمال باطل نہیں ہوسکتے لہذا ایک کا بطلان خودبخوددوسرے احتمال کوثابت کردیتا ہے۔

کیونکہ یہ تویقینی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جناب زہرا سلام اللہ علیھا کی اولادسے ہیں۔

وہ حدیثیں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے امام حسین علیہ السلام کی اولادہونے کے ساتھ تضادرکھتی ہیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ نسب کے بارے میں جو بحث کی ہے اس سے واضح ہوگیاہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کی اولادہیں۔

اورشیعوں کے اس عقیدے کوکہ حضرت امام مہدی امام حسین کے نویں فرزندہیں اورآپ پیداہوچکے ہیں اورآپ کے والدگرامی امام حسن عسکری ہیں ثابت کرنے والی احادیث کوذکرکرنے سے پہلت کچھ ان روایات کے بارے میں بحث کرنا ضروری ہے جوان کے معارض ہیں۔

یہ اہل سنت کی وہ روایات ہیں جو حضرت امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ بتاتی ہیں اس وجہ سے بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مہدی عبداللہ کا فرزند محمد ہے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا اور آخری زمانے میں اپنے ظہور سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوگا۔

اور چونکہ تواتر سے یہ ثابت ہے کہ مہدی ایک ہی ہے لہذا فریقین میں سے ایک یقینا فرضی مہدی کا منتظر ہے فرزند ہر فریق کو اپنے نظرئیے کی ادلہ میں غور کرنا چاہیے مبادہ وہ صحیح نہ ہوں اور دوسرے کی ادلہ میں بھی غور کرنا چاہیے مبادہ وہ صحیح ہوں۔

یہ کام اگرچہ مشکل ہے لیکن اس پر عمل کرنے والا یقینا منزل تک پہنچ جائے گا اور یہ جاننے کے لیے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے والد کا نام عبداللہ ہے یا حسن چندباتیں قابل ذکر ہیں۔

احادیث: "اسم ابیہ اسم ابی (عبداللہ)

ان احادیث کی تحقیق سے پہلے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ بعض شیعہ علماء نے ان احادیث کو دیانت داری کی وجہ سے صرف نقل کیا ہے ان پران کا اعتقاد نہیں ہے کیونکہ یہ ان کے بنیادی عقائد کے خلاف ہیں یا اس امید پرکہ ان کی تاوئل کرکے انہیں اپنے بنیادی عقائد سیکار ساز بنایا جاسکتا ہے اوریا بعینہ نقل کرکے مسلمانوں کو ان پر جرح و بحث کی دعوت دی ہے وہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ابن ابی شیبہ، طبرانی اورحاکم سب نے عاصم بن ابی نجود سے اس نے زربن حبیش سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے اورانہوں نے پیغمبر اکرم سے روایت کی ہے

کہ آپ نے فرمایا:۔

"لا تذهب الدنیا حتی یبعث اللہ رجلا یواطی اسمه اسمی' واسم ابیه اسم ابی"

"دنیا اسوقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک اللہ کے ایسے بندے کو نہ بھیج دے جو میرا ہمنام ہوگا اوراس کا والد میرے والد کے ہمنام ہوگا"(ابن ابی شیبہ کی المصنف ۱۹۸:۱۵۔۱۹۴۹۳' طبرانی کی المعجم الکبیر ۱۰:۱۶۳۔۱۰۶۱۳، اور ۱۶۶:۱۰۔ ۱۰۲۲۲، مستدرک حاکم ۴۴۶:۴، شیعوں میں سے اسے قتل کیاہے مجلسی نے بحارالانوار میں ۸۶:۵۱۔ ۲۱، اردبیلی کی کشف الغمہ سے ۲۶۱:۳، اوراردبیلی نے اسے ابو نعیم کی کتاب الاربعین سے نقل کیا ہے۔)

۲۔ ابو عمر ودانی اوعرخطیب بغدادی دونوں نے عاصم بن ابی نجود سے اس نے زربن حبیش سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے اورانہوں نے حضرت پیغمبر اسلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"لا تقوم الساعة حتی یملک الناس رجل من اهل بیتی ،یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی"

اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک میرے اہل بیت کا ایک شخص لوگوں کا حاکم نہ بن جائے جو میرا ہمنام ہوگا اور اس کا باپ میرے باپ کا ہمنام ہوگا"(سنن ابوعمرو دانی: ۹۴-۹۵، تاریخ بغداد ا:۳۷۰، اور اس کی روایت کو کسی شیعہ نے نقل نہیں کیا ہے۔)

۳۔ نعیم بن حماد، خطیب اور ابن حجر سب نے عاصم سے اور اس نے زر سے اور اس نے ابن مسعود سے اور انہوں نے پیغمبر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: المھدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی"

"مہدی میرا ہمنام ہے اور اس کا والد میرے والد کا ہم نام ہے"(تاریخ بغداد ۵:۳۹۱، نعیم بن حماد کی کتاب الفتن ۱:۳۶۷-۱۰۷۷، ۱۰۷۶، اس میں ابن حماد کا بیان ہے "میں نے یہ حدیث کئی دفعہ سنی ہے اور اس میں ان کے والد کا نام نہیں تھا" کنزالعمال ۱۴:۳۸۶۷۸، پر ابن عساکر سے نقل کیا ہے اور سید ابن طاوس نے اسے التشریف بالمنن: ۱۵۶-۱۹۶-۱۹۷ باب ۱۶۳، میں ابن حماد کی الفتن سے نقل کیا ہے اور ابن حجر نے اسے القول المختصر میں بطور مرسل نقل کیا ہے: ۴۰-۴)

۴۔ نعیم بن حماد نے اپنی سند کے ساتھ ابوالطفیل سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا:۔

المھدی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی"

"مہدی کا وہی نام ہے اور اس کے باپ کا وہی نام ہے جو میرے باپ کا نام ہے(نعیم بن حماد کی الفتن ۱:۳۶۷-۱۰۸۰ اور اسی سے سید ابن طاوس نے التشریف بالمنن: ۲۵۷-۲۰۰ پر نقل کیا ہے)

اس تعارض کی حقیقت اور اس کی علمی حیثیت

یہی وہ احادیث ہیں کہ جنہوں نے بعض لوگوں کے لئے محمد بن عبداللہ کو مہدی آخر الزمان ماننے کا جواز فراہم کیا۔

لیکن یہ ان کے لیے دلیل نہیں بن سکتیں کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ پہلی تینوں روایات عاصم بن ابوالنجود کے سلسلے سے ابن مسعود تک پہنچتی ہیں اور اس سلسلے کی حقیقت عنقریب واضح ہو جائے گی۔

رہی چوتھی حدیث تو اس کی سند بالاتفاق ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں رشدین بن سعد مھری ہے کہ جس کے ضعیف ہونے پر اہل سنت کے علماء کا اتفاق ہے۔

چنانچہ رشدین کے متعلق احمد بن حنبل سے منقول ہے۔

وہ پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے روایت نقل کر رہا ہے"۔ اور حرب بن اسماعیل کا کہنا ہے کہ:۔

"میں نے اس کے متعلق احمد بن حنبل سے سوال کیا تو انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا"۔

یحیی بن معین سے منقول ہے کہ اس کی حدیث لکھی نہیں جاتی ابوذرعہ سے منقول ہے کہ یہ ضعیف ہے اورحاتم کا کہنا ہے کہ اس کی حدیچ قابل قبول نہیں ہے۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ اس کے ہاں بہت ساری معضل اورنا قابل قبول روایات ہیں اورنسائی کا کہنا ہے اسکی احادیث قابل قبول نہیں ہیں اوروہ لکھی نہیں جاتی تھیں خلاصہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے اسے موثق قراردیاہو۔

ہاں فقط ھیثم بن ناجۃ نے احمدبن حنبل کی موجودگی میں اسے موثق قراردیاہے تواحمدہنسنے لگا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے ضعیف ہونے پرسب کا اتفاق ہے (تہذیب الکمال ۹:۱۹۱۔۱۹۱۱ اورتہذیب التھذیب ۳:۲۴۰ ان دونوں کتابوں میں رشدین ابی رشدین کے بارے میں سب کچھ موجودہے)

لہذا اتنے اہم مسئلہ کے متعلق رشدین ابن رشدین جیسے غیرمعتبرشخص کی بات نہیں مانی جاسکتی۔

اوررہا مسئلہ پہلی تین احادیث کا تووہ بھی کسی طرح سے دلیل نہیں بن سکتیں کیونکہ ان کی عبارت "اسم ابیہ اسم ابی"کو کسی بڑے محدث اورحافظ نے روایت نہیں کیا بلکہ ان سے فقط یہ عبارت اسمہ اسمی اس کا نام میرانام ہے ثابت ہے کہ جیساکہ ہم عنقریب اس کودلیل سے ثابت کریں گے۔

اس کے علاوہ بہت سارے علماء اہل سنت نے عاصم بن ابی النجودکے سلسلہ روایت میں تحقیق کرکے وضاحت کی ہے کہ اس میں یہ اضافہ ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی

نیز ان تینوں حدیثوں کی سندابن مسعودتک پہنچتی ہے اورخود ابن مسعودسے اسمہ اسمی وہ میراہمنام ہوگامروی ہے جیساکہ مسند احمدمیں کئی مقامات پریہ عبارت موجودہے (مسنداحمد۳۷۶:۱۔۳۷۷۔۴۳۰۔۴۴۸)

اسی طرح ترمذی نے بھی اس حدیث کواس اضافے کے بغیرروایت کیاہے اورساتھ ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ابوسعیدخدری ام سلمہ ابوھریرہ سے "اسمہ اسمی "(وہ میرا ہمنام ہوگا)مروی ہے۔

پھراسی عبارت کیساتھ ابوسعیدسے حدیث کو روایت کرنے کے بعدکہتاہے اس باب میں حضرت علی ابوسعید ضرری ام سلمہ اورابوھریرہ سے بھی روایات ہیں اوریہ حدیث حسن صحیح ہے (سنن ترمذی ۴:۵۰۵۔۲۲۳۰)

اکثرحفاظ نے ایسا ہی نقل کیا ہے مثال کے طورپے طبرانی نے اسی حدیث کوخودابن مسعودسے کئی دوسرے سلسلوں سے روایت کیاہے کہ جن کی عبارت "اسمہ اسمی "(میرا ہمنام)ہے اس کی المعجم الکبیرکی مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

:۱۰۲۰۴۔۱۰۲۱۵۔۱۰۲۱۶۔۱۰۲۱۷۔۱۰۲۱۸۔۱۰۲۱۹۔۱۰۲۲۰۔۱۰۲۲۱۔۱۰۲۲۳۔۱۰۲۲۵۔۱۰۲۲۶۔۱۰۲۲۷۔

۱۰۲۲۹۔۱۰۲۳۰۔

اسی طرح حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو ابن مسعود سے فقط ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے "اسمه اسمی" اسکا نام میرا نام ہے "اس کے بعد لکھتے ہیں "یہ حدیث بخاری اور مسلم کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا"(مستدرک حاکم ۴:۴۴۲)

ذھبی نے بھی اس بات میں حاکم کی پیروی کی ہے اسی طرح بغوی نے بھی اس حدیث کو ابن مسعود سے اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے(مصباح السنۃ:۴۹۲۔۴۲۱۰)

مقدسی شافعی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اس اضافے کو آئمہ حدیث نے روایت نہیں کیا اور اس حدیث کو اس اضافے کے بغیر ابن مسعود سے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ :۔

"آئمہ حدیث کی ایک جماعت نے اسے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے جیسے امام ابو عیسی ترمذی نے اپنی جامع میں امام ابوداود نے اپنی سنن میں اور حافظ ابوبکر بیہقی اور شیخ ابو عمرو دانی نے"

لیکن سب نے اس اضافے کے بغیر نقل کیا ہے(عقد الدرر:۵۱باب نمبر ۲)

یعنی اس میں یہ نہیں کہا کہ :۔اسم ابیه اسم ابی"

"اس کا باپ میرے باپ کا ہمنام ہے"

پھر اس کی تائید کرنے والی دوسری بہت سے روایات ذکر کی ہیں اور اس کیساتھ ہی اشارہ کیا ہے کہ ان حفاظ :طبرانی ۔احمد حنبل ۔ترمذی ۔ابوداؤد ۔حافظ ابوداؤد اور بیہقی نے اسے عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عمر اور حذیفہ سے روایت کیا ہے(عقد الدرر:۵۱۔۵۲ باب نمبر۲)

اور اس سے پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ ترمذی نے ان روایات کو حضرت علی ابوسعید خدری ۔ام سلمہ اور ابوھریرہ سے روایت کیا ہے اور سب میں فقط یہی تھا "اسمه اسمی "وہ میرا ہمنام ہے"۔

اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اتنے سارے حفاظ اس میں اس اضافے "اسم ابیه اسم ابی"

(اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہے)کو حذف کریں یہ واقعا ابن مسعود سے مروی ہوتا تو کبھی بھی اس کے حذف ہونے پر اس قدر اتفاق نہ ہوتا بلکہ ان کے اس اضافے کو ساقط کرنے کا تصور ہی محال ہے کیونکہ مخالفین کے لیے تو یہ بہت بڑا ہتھیار تھا۔

یہی واضح ہوجاتا ہے کہ یہ جملہ ابن مسعود کی عاصم سے روایت میں بڑھایا گیا ہے اس کی وجہ یا تو حسنیوں اور ان کے طرفداروں کی طرف سے محمد بن عبداللہ حسن المثنی کی مہدویت کی ترویج کرنا تھا یا عباسیوں اور ان کے پیروکاروں کی طرف سے منصور عباسی کی مہدویت کو ثابت کرنا تھا

اس حدیث کے جعلی ہونے کی ،مزتائیداس بات سے ہوتی ہے کہ ان میں سے سے پہلے کی زبان چونکہ تتلی تھی اس لئے اس کے پیروکاابو ھریرہ کیطرف غلط نسبت دینے پر مجبر ہوئے کاابو ھریرہ نے کہا "بیشک مہدی کا نام محمدبن عبداللہ ہے اوراس کی زبان تتلی ہے"(یہ جعلی حدیث معجم احادیث الامام المہدی میں مقاتل الطالبین سے نقل کی گئی ہے:۱۶۳۔۱۶۴)

چونکہ پہلی تینوں احادیث جوعاصم بن ابوالنجودنے زربن حبیش سے اوراس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہیں ان دوسری احادیث کے مخالف ہیں کہ جو علماء حدیث نے عاصم سے روایت کی ہیں

لہذا حافظ ابونعیم اصفہانی (متوفی ۴۳۰ہجری) نے اپنی کتاب "مناقب المہدی "میں عاصم کی اس حدیث کے طرق کی تحقیق کرکے انہیں اکتیس تک شمارکیاہے ورکسی ایک میں بھی یہ عبارت نہیں ہے

"اسم ابیه اسم ابی"

(اس کے والدکانام میرے والدکانام ہے)

بلکہ سب کے سب اسی جملہ پر متفق ہیں کہ "اسمہ اسمی"وہ میرا ہمنام ہوگاان کی عبارت کو کنجی شافعی (متوفی ۶۳۸ہجری) نے نقل کرنے کے بعد کہاہے کہ

اس حدیث کو زر سے عاصم کے علاوہ عمروبن حرۃ نے بھی روایت کیاہے ان سب نے یہی روایت کی ہے "اسمہ اسمی"اس کانام میرا نام ہے سوائے عبیداللہ بن موسی کے اس نے زائدہ سے اوراس نے عاصم سے روایت کی ہے "اسم ابیہ اسم ابی"اس کے والد کا نام میرے والدکانام ہے

لیکن کسی ذی شعور کی نظرمیں اس اضافے کی کوئی اہمیت نہیں ہوسکتی کیونکہ محدثین نے اسے قبول نہیں کیا۔

مزید کہتا ہے اس سلسلے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ امام احمدنے جواحادیث کے سلسلے میں انتہائی دقیق ہیں اس حدیث کو اپنی مسندمیں کئی مقامات پر نقل کیا ہے

اوران سب میں فقط یہ ہے "اسمہ اسمی"اسکانام میرانام ہے(البیان فی اخبار صاحب الزمان کنجی شافعی:۴۸۲۔

لہذا ان ساری باتوں سے ی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث "اسم ابیه اسم ابی "اس کے والدکا نام میرے والدکانام ہے اس قدضعیف ہے کہ حضرت امام مہدی کے والد کے نام کے تعین میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا جو شخص محمدبن عبداللہ نامی مہدی کامنتظرہے وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق درحقیقت اس سراب کاانتظار کررہا ہے جسے پیاساپانی کا سمجھتاہے۔

اس سلسلے میں ازھریونیورسٹی کے پروفیسر سعد محمد حسن واضح طورپر کہتے ہیں یہ احادیث "اسم ابیه اسم ابی "اس کے والدکا نام میرے والدکا نام ہے جعلی ہے لیکن تعجب اس پر ہے کہ انہوں نے ان جعلی احادیث کو شیعوں کی طرف منسوب کیاجاتاہے تاکہ اس کے ذریعے اپنے نقطہ نظرکی تائیدکی جاسکیں (المہدیۃفی الاسلام استادسعد محمد حسن:۶۹)

پس نسب حضرت امام مہدی حضرت امام حسین کی اولادمیں سے ہیں کیونکہ باقی اس کے خلاف سب احادیث ضعیف ہیں اورکوئی قرینہ ان کی صحت کی تائیدنہیں کرتا بلکہ اس کے برخلاف سارے قرائن ان کے جعلی ہونے کوثابت کرتے ہیں اورمتواتر روایات اسی کی تائیدکرتی ہیں

حضرت امام مہدی کے حضرت امام حسین کی اولادسے ہونے کی تائیدکرنے والی احادیث

شیعوں کی کتابوں میں کثیرتعدادمیں ایسی روایات موجودہیں کہ جن میں بارہ اماموں کے نام ذکرکیے گئے ہیں اوران کی ابتداء حضرت علی سے اوران کی انتہا حضرت امام مہدی پرہوتی ہے نیزایسی احادیث کہ جن میں پہلے امام نے بعدوالے امام کو معین کیا ہے

خوداہل سنت کی صحاح میں ایسی متعددروایات ہیں جو آئمہ کی تعدادبیان کرتی ہیں اور ان کی مناقب وغیرہ کی کتابوں میں ایسی احادیث ہیں جو ان کے نام بھی بتاتی ہیں۔

نیزکئی ایسی احادیث ہیں جن کی صحت پراتفاق ہے اوروہ اس بات کوبیان کرتی ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت تک زندہ ہیں جب تک دنیا میں دوانسان ہیں اوریہ اس صورت میں ہی ہوسکتاہے کہ جب حضرت امام مہدی حضرت امام حسین کے نویں فرزند ہوں یہاں ہم ان میں سے صرف ان احادیث کو ذکرکریں گے جنکے ذریعے فریقین کی کتابوں میں استدلال کیاگیاہے۔

حدیث ثقلین

اس میں شک نہیں کہ جب پیغمبراسلام کا انتقال ہو تو اس وقت تک آپ کی احادیث کی مکمل طورپرتدوین نہیں ہوئی تھی جبکہ آپ نے قیامت تک باقی رہنے والی اپنی رسالت میں کوئی کوتاہی نہیں کی تھی۔

نیزاپنی امت پرشفیق اورمہربان ہونے کی وجہ سے اسے شتربے مہارکی طرح نہیں چھوڑدیا تھاتوپھرکس طرح انہیں تنہاقرآن کے سپردکردیتے کہ جس میں محکم ،متشابہ، مجمل ومفصل اورناسخ ومنسوخ آیتیں موجودہیں۔

اس کے علاوہ اس کی آیات میں کئی کئی احتمالات پائے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سارے اسلامی فرقے اورمذاہب اپنی اپنی متضادآرا کوثابت کرنے کے لیے انہیں دلیل کے طورپرپیش کرتے ہیں

بالخصوص اس تناظر میں کہ آپ کو علم تھا کہ جب آپ کی زندگی میں آپ پر جھوٹ بولا گیاتوپھرآپ کی وفات کے بعدکیا ہوگا اس کے ثبوت میں حضرت کی یہ حدیث ہے جسے عل، درایت کی کتابوں میں تواتر لفظی کی مثال کے طور پر پیش کیاجاتاہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"من كذب على متعمد افليتبوامقعده من النار"

لہذا معقول نہیں ہے کہ پیغمبر اکرم اپنی شریعت کودوسرے لوگوں کے اجتہادکے رحم وکرم پرچھوڑجائیں اوراس کے لیے کوئی ایسا راہمنا اورجامع اصول معین نہ کریں جوپورے قرآن کا حقیقی علم رکھتا ہواورسنت کواس کی پوری تفاصیل کے ساتھ جانتاہو۔

پس رسالت کو بچانے اس کی حفاظت کرنے ،اسکی راہ کودوام بخشنے اورتمام عالم بشریت تک پہنچانے کے لیے ایک ہدایت گراوررراہنما کاہونا بہت ضروری ہے یہیں سے حدیث ثقلین (قرآن وعترت)اور امت کے دین حق حاصل کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع کرنے کی اہمیت واضح ہو

جاتی ہے۔

نیزواضح ہوجاتا ہے کہ آنحضرت غدیرخم جیسے مختلف مواقع اورمقامات پراورآخرمیں اپنی بیماری کی حالت کیوں اس پرزوردیتے رہے زیدبن اسلم پیغمبرسے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:۔

"کا ننی قد دعیت فاجیب ،انی تارک فیکم الثقلین احد هما اکبرمن الآخر:کتاب الله،وعترتی اهل بیتی فانظرواکیف تخلفونی فیهما ،فانهمالن یفتر قا حتی یردا علی العوض ،ان الله مولایی ،ولیی کل مومنمن کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعار من عاداه"

"گویا مجھے ندا آچکی ہے اورمیں نے اس پرلبیک کہہ دیا ہے میں تم میں دوگمراں قدرچیزیں چھوڑکے جارہاہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہیں۔اللہ کی کتاب اورمیری عترت اھل بیت دیکھنا میرے بعدتم ان دوکے بارے میں کیا روش اپناوگے یہ آپس میں ہرگزجدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثرپرمیرے پاس پہنچ جائیں گی۔

بیشک اللہ میرامولیٰ ہے اورمیں ہرمومن کا مولیٰ ہوں اورجس کا میں مولاہوں اسکے علی مولی ٰہیں اے اللہ اس کو دوست رکھ جوعلی کودوست رکھے اوراس کودشمن رکھ جو علی کودشمن رکھے"(مستدرک حاکم ۳:۱۰۹۔)

ابوسعید خدری پیغمبراکرم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:۔

"انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم به لن تضلو ابعدی ،احدهما اعظم من الآخر:کتاب الله حبل ممدود من السماء الارض ،وعترتی اهل بیتی ،واهل لن یفترقا حتی یردا علی العوض ،فانظرواکیف تخلفونی فیهما"

"میں تم میں چھوڑکے جارہا ہوں جب تک تم اس سے تمسک رکھوگے میرے بعدہرگزگمراہ نہیں ہوگے ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظیم ہے اللہ کی کتاب جوآسمان سے زمین تک درازہی ہے اورمیری عترت اھل بیت کہ دودونوں حوض کوثرپرمیرے

پاس آنے تک آپس میں ہرگز جدا نہیں ہوں گے پس دیکھنا میرے بعد تم ان دو کے بارے میں کیا روش اپناتے ہو(سنن ترمذی ۶۶۲:۵۔۳۷۸۶، اورحدیث ثقلین تیس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اوربعد والی میں اس کے راوی سینکڑوں کی تعداد میں ہیں)

چنانچہ کبھی اہل بیت کو کشتی نجات کہا کبھی امت کے لیے امان اور کبھی باب حطہ سے تعبیر کیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کو پیغمبر سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ مباہلہ میں صرف وہی افراد آپ کے ہمراہ تھے جو اہل کسا تھے اورآپ فرمارہے تھے:

"اللھم ھو ء اھل بیتی" "خدایا یہ میرے اھل بیت ہیں "اور صحابہ اس کلام کی خصوصیات کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔

اوراس میں جو حصراوراختصاص ہے اس سے وہ اچھی طرح واقف تھے اورابن عباس کا کہنا ہے کہ نوماہ تک پیغمبرہر صبح جناب فاطمہ سلام اللہ علیھا کے دروازے پر کھڑے ہوکراس آیت کی تلاوت کرتے تھے۔(سید علی حسینی میلانی کی کتاب "حدیث الثقلین تواترہ فقہہ")

(انمایریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) (الاحذب ۳۳:۳۳)پیغمبر اسلام کی در فاطمہ سلام اللہ علیھا پر کھڑے ہوکرآیت کریمہ کی تلاوت کرنے کے واقعے کے لئے ملاحظہ ہوطبری ۶:۲۲

اور پیغمبراکرم کا یہ عمل لوگوں کے اہل بیت علیھم السلام کو پہچاننے کے لیے کافی تھا

لہذا پیغمبر اسلام سے سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ امت قرآن کے ہمراہ کن لوگوں کے ساتھ تسمک کرکے گراہی سے بچ سکتی ہے

اورامت (اورصحابہ)کو ان میں صرف پہلے شخص کوجاننے کی ضرورت تھی تاکہ پیغمبرکے بعدوہ دینی امورمیں اس کیطرف رجوع کریں اوروہ ان کوگمراہی سے بچا سکے۔پھروہ ہے کہ اپنے بعدایک شخص کومعین کرے جوامت کوگمراہیوں سے بچانے والا ہو اور یونہی اس کاسلسلہ چلتارہے یہاں رک کہ امرکوگمراہی سے بچانے والا آخری محافظ قرآن کے ہمراہ حوض کوثرپیغمبرکے پاس پہنچ جائے۔

اورجب واضح ہے کہ حضرت علی بے شمار حدیثوں کی رو سے پیغمبراکرم کی طرف سے معین کیے گئے ہیں کہ ان میں سے ایک یہی حدیث ثقلین ہے توپیغمبر کے لیے ضروری نہیں تھا کہ ہرزمانے میں امت کوگمراہی سے بچانے والے ک نام لیں یہ مصلحت کاتقاضاہو

لحاظ ہرزمانے کے امام کی معرفت کا معیاریاتو یہ ہے کہ سارے اماموں کوایک ہی دفعہ معین کردیا جائے یایہ کہ امام بعدوالے کو معین کرے اوروہ اپنے بعد والے کویہی وہ طبعی روش ہے جسے انبیاء اوراوصیا نے اپنایاتھا اورابتداء سے لے کرآج تک اس سے سبھی واقف ہیں۔

اہلبیت کی ما ام پر طرفین سے بہت زیادہ حدیثیں ہیں اور اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ آئمہ علیھم السلام نے حکومت وقت کے سامنے اپنی امامت کا دعوی کیا اور اپنے آپ کو امام قائد بار کرایا اور آپ کے لاکھوں پیروکار آپ کو امام وقائد تسلیم کرتے تھے۔

اور ہر امام اپنے پیروکار کو اپنے بعد والے امام کا نام بتارہا تھا اسی وجہ سے وہ ہمیشہ حکومت کی قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے اور حکام کے ہاتھوں کبھی زہر سے اور کبھی میدان جنگ میں شہید کئے گئے۔

اور اگر ایک امام نے اپنے بعد کسی امام کو معین نہ کیا جبکہ حدیث کی رو سے معین کرنا ضروری تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ امام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قرآن کے ساتھ رہے گا کیونکہ یہ حدیث ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے

واضح طور پر دلالت کررہی ہے کہ ہر زمانے میں قرآن کے ساتھ عترت میں سے ایک امام ہوگا اسی لئے ابن حجر کا نظریہ ہے کہ جو احادیث اہل بیت کیساتھ تمسک کرنے کا حکم دیتی ہیں ان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت تک کوئی نہ کوئی فرد ہوگا جو اسی تمسک کا اسی طرح اہل ہوگا جس طرح قرآن ہے۔

اس لیے وہ اہل زمین کے لیے امان ہیں اور یہ حدیث بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ میری امت کی ہر قوم میں میری اہلبیت کے عادل لوگ ہیں (صواعق محرقہ:۱۴۹)

حدیث: من مات ولم یعرف امام زمانہ

"جو شخص مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے"

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ شیعہ سنی دونوں فرقوں کی اہم کتابوں میں موجود ہے اور ان سب کی بازگشت ایک معنی اور ایک مقصد کی طرف ہے

اس کی صحت کے لیے کافی ہے کہ اسے اہل سنت میں سے بخاری اور مسلم نے (صحیح بخاری ۵:۱۳ باب الفتن، صحیح مسلم ۶:۲۱-۲۲-۱۸۴۹

)اور شیعوں میں سے کلینی، صدوق ان کے والد، حمیری اور صفار نے روایت کیا ہے (اصول کافی ۱:۳۰۳-۱:۳۰۸، ۵-۲، ۱-۳۷۸-۲ روضہ کافی ۸:۱۲۹-۱۲۳، کمال الدین ۲:۴۱۲-۴۱۳-۱۰و ۱۱، و۱۲، و۱۵) باب ۳۹، الامامۃ والتبصرۃ:۲۱۹-۶۹، و۷۰ و۷۱، قریب الاسناد:۳۵۱-۱۲۶۰ بصائر الدرجات:۲۵۹ و۵۰۹ و۵۱۰)

اور بہت سارے علماء نے اسے اتنے زیادہ طرق کے ساتھ ذکر کیا ہے جن کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے (مسند احمد ۲:۸۳، ۴:۹۶، ۴۴۶:۳م، مسند ابوداؤد طیالسی:۲۵۹ طبرانی کی معجم کبیر ۱۰:۳۵۰-۱۰۶۸۷، مستدرک حاکم ۱:۷۷، حلیۃ الاولیاء ۳:۲۲۴،

الکنی والاسماء ۲:۳، سنن بیہقی ۸:۱۵۲،۱۵۷، جامع الاصول ۴:۷۰نووی کی شرح مسلم ۱۲:۴۴۰ ،ذھبی کی تلخیص المستدرک ۱:۷۷و۱۷۷، ھیثمی کی مجمع الزوائد ۵:۲۱۸،۲۱۹،۲۱۳،۲۱۵،۳۱۲،تفسیر ابن کثیر ۱:۵۱۷، جیسا کہ کشی نے اس کو اپنے رجال ۲۳۵:۔۴۲۸ میں سالم بن ابی حفصہ کے حالات میں ذکر کیا ہے)

لہذا کو یہ اس کی سند میں نقص نہیں کرسکتا اگرچہ ابن زھرہ نے یہ توہم کیا ہے کہ یہ روایت فقط کافی ہے(الامام الصادق ابوزھرہ ۱۹۴:)

جبکہ بعید نہیں ہے کہ یہ حدیث متواتر ہو اوراس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے اوروہ شخص یہ کہتاہے کہ امام جس کی معرفت کے مرنے والا جاہل کی موت مرتا ہے اس سے مراد بادشاہ اورحاکم ہے چاہئے ظالم اورفاسق ہی ہو !تواس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے دلیل سے یہ ثابت کرے کہ ظالم وفاسق کی معرفت دین کا جزء ہے

اورپھر یہ کہ عقلاء کے لیے فاسق اورظالم کی معرفت کے فوائد ہیں کہ اگر اس کی معرفت کے بغیر مرجائے تووہ جاہلیت کی موت مرا

بہرحال حدیث واضح طورپر دلالت کرتی ہے کہ ہرزمانے میں امام حق موجود ہے اوریہ بات تب ہی صحیح ہوسکتی ہے جب ہم حضرت امام مہدی کے کو تسلیم کریں جو اولاد فاطمہ سلام اللہ علیھا سے ہے جیسا کہ ہم ثابت کرچکے ہیں

حدیث:ان الارض لاتخلومن قائم للہ بحجة

"زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوسکتی"

اس حدیث سے بھی طرفین نے استدلال کیا ہے اورانھوں نے اسے کئی طریقوں سے نقل کیا ہے

(اس حدیث کو اسکافی معتزلی نے المعیار والموازنہ میں ذکر کیا ہے :۸۱ابن قتیبہ نے عیون اخبار میں :۷،یعقوبی نے اپنی تاریخ میں ۲:۴۰۰، ابن عبدربہ نے العقد الفرید میں ۱:۲۶۵، ابو طالب مکی نے قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب")میں ۱:۲۲۷، بیہقی نے المحاسن والمساوی میں :۴۰ خطیب نے اپنی تاریخ میں ۶:۴۷۹، اسحاق نخعی کے حالات میں ، خوارزمی حنفی نے مناقب میں :۱۳رازی نے مفاتیں الخیب میں ۲:۱۹۲، ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح میں جیسا کہ آیا ہے ابن عبدالبر نے المختصر میں :۱۲تفازانی نے شرح مقاصد میں ۵:۲۴۱ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ۶:۳۸۵اورکلینی نے اسے کئی طرق کے ساتھ طرق کے ساتھ حضرت علی سے اصول کافی میں ذکر کیا ے ۱:۱۳۲۔۱،۳،۱:۲۷۰،۷۔۳،۲۷۴،صدوق نے کمال الدین میں بہت سارے طرق سے ۱:۲۸۷۔۴باب ۵۲

اور۲۸۹۱۔۲۹۴۔۲باب ۲۶ اور۱:۳۰۲،۱۰باب ۲۶)

اوراسے حضرت علی کے جلیل القدر صحابی کمیل بن زیاد نخفی نے آپ سے روایت کیا ہے جیسا کہ نہج البلاغہ میں ہے چنانچہ آپ ایک طویل کلام کے بعد فرماتے ہیں

"اللھم بلیٰ! لاتخلوالارض من قائم الله بحجة"

"اے خدایقینا! زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوسکتی"

اورزمین کا حجت خدا سے خالی ہونا اس وقت ہو سکتا ہے جب حضرت امام مہدی پیدا ہو چکے ہوں اورابن ابی حدید نے اسے درک کر لیا تھاچنانچہ مذکورہ جملے کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"تاکہ زمانہ ایسے شخص سے خالی نہ ہوجائے جواللہ تعالی کی طرف سے لوگوں پرنگران اورمحافظ ہوتا ہے اورعین ممکن ہے کہ یہ (جملہ)مذہب شیعہ کے عقائد کو بیان کررہاہولیکن ہمارے علماء ابدال مرادلیتے ہیں"(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۱۸:۳۵۱)

اورابن حجرعسقلانی نے بھی بھانپ لیا تھا کہ یہ حضرت امام مہدی کی طرف اشارہ ہےچنانچہ کہتے ہیں" آخری زمانہ میں اورقیامت کے نزدیک حضرت عیسی کا اس امت کے ایک فرد کےپیچھے نمازپڑھنا اس بات کے صحیح ہونے پردلالت کرتاہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوسکتی(فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶:۳۸۵)

نہج البلاغہ کی اس سے پہلی والی عبارت کودیکھ کریہ مطلب مزیدواضح ہوجاتا ہے فرماتے ہیں:۔

"یا کمیل بن زیاد،ان ھذہ القلوب اوعیة فخیرھااوعاھا ،فاحفظ عنی ماقول لک ثلاثة : فعالم ربانی ،ومتعلم علی سبیل النجاة وھمج دعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیوا بنور العلم ولم یلجاوالی رکن وثیق"

"اے کمیل بن زیاد! بیشک دل برتنوں کی مانندہیں پس بہترین دل وہ ہے جوزیادہ حفاظت کرنے والا ہے پس جوکچھ بھی کہہ رہا ہوں اسے خوبی یاد کرلو!

لوگ تین قسم کے ہیں عالم ربانی ،اوروہ متعلم جو نجات کے راستے پرگامزن ہے اورتیسرے وہ لوگ جوہرآوازدینے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں اورہوا کے جھونکوں کے ساتھ مڑجاتے ہیں انہوں نے نورعلم سے روشنی حاصل نہیں کی اورکسی مضبوط پہاڑکی پناہ نہیں لی"

مزیدفرماتے ہیں:۔

اللھم بلیٰ لا تخلو الارض من قائم بحجة اما ظھر امشھورا، واما خائفا مغمورا، لئلا تبطل حجج الله و بیناته"

"خدایاہاں !زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی یا وہ ظاہراورمشہور ہے یاخوف زدہ اورگمنام ہے تاکہ اللہ تعالی کی واضح نشانیاں اوراحکام اورحجتیں معطل نہ ہوجائیں (نہج البلاغہ شرح شیخ محمد عبدہ ۴:۲۹۱۔۸۵،شرح ابن ابی الحدید ۱۸:۳۵۱)

اسی لیے حسین بن ابی علاء خفاف کی حدیث صحیح میں ہے کہتا ہے میں نے حضرت امام جعفرصادق سے کہاکیایہ ممکن ہے کہ زمین پرکوئی امام نہ ہوتوانہوں نے ارشادفرمایا:۔ نہیں(اصول کافی ۱:۱۳۶۔۱ باب ان الارض لاتخلو عن حجة اوراس کی سندیوں

ہے ہمارے کئی علماء نے احمد بن محمد عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حسین بن ابو العلاء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے)

اور اگر حدیث ثقلین اور حدیث "من مات "اور حدیث الخلفاء اثنا عشر"جس کا ذکر کے بعد میں آئے گا کو مذکورہ بیان سے ملائیں تو معلوم ہوجائے گا کہ حضرت امام مہدی اگر واقعا پیدا نہیں ہوئے تو حتما آپ سے پہلے والے امام زندہ ہوں گے لیکن کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اہل بیت علیھم السلام کے ان بارہ اماموں میں سے حضرت امام مہدی کے علاوہ کوئی اور امام زندہ ہے

بخاری نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں نے پیغمبر کو یہ فرماتے ہوئے سنا

یکون اثناعشر امیرا

بارہ امیر ہوں گے

پھر کوئی بات کہی جو سنائی نہ دی لیکن میرے والد نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا تھا:۔

"کلھم من قریش"

"وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے"(صحیح بخاری ۴:۱۶۴، کتاب الا حکام باب الاستخلاف اور صدوق نے اسے جابر بن سمرہ سے کمال الدین ۱:۲۷۲۔۱۹ میں اور خصال ۲:۴۶۹۔۴۷۵ میں ذکر کیا ہے)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ:۔

"ولایزال الدین قائما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفه کلھم من قریش"

"قیامت تک دین قائم رہے گا یا بارہ خلفاء آجائیں جو سب کے سب قریش سے ہوں گے"(صحیح مسلم ۲:۱۱۹ کتاب الامارہ باب الناس تبع لقریش میں اسے نو طرق سے ذکر کیا ہے)

اور احمد نے اپنی مسند میں مسروق سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے "ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ انہیں ایک شخص نے کہا اے عبداللہ کیا تم لوگوں نے کبھی پیغمبر اسلام سے پوچھا تھا کہ اس امت کے کتنے خلیفے ہوں گے؟

انہوں نے کہا جب سے میں عراق میں آیا ہوں تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے یہ سوال نہیں کای پھر کہا ہا ہم نے پیغمبر سے سوال کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا

اثنی عشره کعدة نقبای بنی اسرائیل

"بنی اسرائیل کے سرداروں کی تعداد کے مطابق بارہ خلیفہ ہوں گے (مسند احمد ۵:۹۰،۹۳۔۱۰۰،۹۷،۱۰۷،۱۰۶ اور صدوق نے اسے کمال الدین ۱:۲۷۰۔۱۶ میں ابن مسعود سے نقل کیا ہے)

ان احادیث سے مندرج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں

۱۔ خلفاء کی تعداد بارہ سے زیادہ نہیں ہوگی اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے اور یہ شیعہ عقیدے کے مطابق ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آئمہ کو خلفاء نہیں کہا جا سکتا لیکن اس کا جواب بہت واضح ہے کیونکہ پیغمبر کی مراد امارت اور خلافت کے مستحق ہیں۔

خدا نخواستہ کبھی بھی آپ کی مراد معاویہ، یزید اور مروان جیسے لوگ نہیں ہوسکتے کہ جو اپنی خواہشات کیمطابق امت مسلمہ کی تقدیر سے کھیلتے رہے۔

بلکہ خلیفہ سے مراد وہ ہے جسے یہ منصب خدا کی طرف سے ملے یہ اور بات ہے کہ دوسرے لوگوں حکومت پر قبضہ کر لیں

اسی لیے "عون المعبود فی شرح سنن ابی داود میں ہے "تور بشتی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا حل یہ ہے کہ ان سے مراد عدل قائم کرنے والے خلفاء ہوں کیونکہ در حقیقت وہی خلیفہ کے نام کے مستحق ہیں۔

اور ضروری نہیں ہے کہ حکومت بھی ان کے ہاتھ میں ہو اور بطور فرض اس سے مراد حکومت کے زمامدار لوگ ہیں تو انہیں خلیفہ کہنا مجاز ہوگا۔

جیسا کہ مرقات میں بھی اسی بات کہی گئی ہے (عون المعبود ۱۱:۶۲۶، حدیث ۴۲۵۹ کی شرح)

۲۔ نبی اسرائیل کے سرداروں کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب بھی یہ ہے کہ مراد یہی بارہ ہوں جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے

(ولقد اخذ اللہ میثاق نبی اسرائیل وبعثنا منهم اثنا عشر نقینا)

اور اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان میں بارہ سردار معین کئے (مائدہ ۵:۱۲)

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ بارہ میں سے کوئی بھی خلیفہ روئے زمین پر نہ ہو بلکہ قیامت تک ان میں سے ایک کا وجود ضروری ہے چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح کے اسی باب میں ایک حدیث ذکر کی ہے جو اس بات کی تائید کرتی ہے

"لا یزال هذا الامرفی قریش مابقی من الناس اثنان"

"قریش میں یہ سلسلہ چلتا رہے گا اگرچہ دنیا میں دو شخص ہی باقی ہوں

اور یہ چیز بالکل شیعوں کے عقیدے کے مطابق ہے کہ بارہویں امام حضرت امام مہدی منتظر دوسرے زندہ لوگوں کی طرح زندہ ہیں اور وہ آخری زمانے میں ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی۔

جیسا کہ ااپ کی جد امجد حضرت محمد نے اس کے متعلق خوشخبری دی ہے اور یہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اہل سنت کبھی بھی بارہ خلفاء کے ناموں پر متفق نہیں ہو سکے حتی کہ بعض کو مجبور ہو کر یزید بن معاویہ، مروان، عبد المالک اور دوسروں کو خلفاء کی صفت میں داخل کر دیا اور اس سلسلہ عبد العزیز تک پہنچا دیا تاکہ بارہ کا عدد پورا ہو سکے (ان کے اقوال معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو

مقریزی کی کتاب "السلوک لمعرفۃدول الملوک ۱۳:۱-۱۵، حصہ اول، تفسیر ابن کثیر ۲:۳۴سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۲، کی تفسیر میں شرح العقیدہ الطعاویۃ ۲:۷۳۶، سنن ابی داؤدپر حافظ ابن قیم کی شرح ۱۱:۲۶۳، شرح حدیث ۴۲۵۹، الحاوی الفتاوی ۲:۸۵)

لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ اس کا لازمہ یہ ہے کہ عمرابن عبدالعزیز کے بعد سب زمانے خلیفہ سے خالی ہوں جبکہ حدیث یہ کہتی ہے کہ قیامت تک ان کے وجود کے صدقے میں قائم رہے گا۔

بیشک ان احادیث کا اگر یہ معنی نہیں ہے توپھر ان کا کوئی صحیح معنی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ واضح ہے کہ ظاہری حکومت جن لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ان کی تعداد ان سے کئی گنازیادہ ہے جو احادیث میں آئی ہے

نیزوہ سب کے سب ختم ہوچکے ہیں اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ان میں سے کسی پر نص بھی نہیں آئی وہ اموی ہوں یا عباسی۔چنانچہ قندوزی حنفی لکھتے ہیں کہ پیغمبراورحدیث ثقلین بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ پیغمبر اکرم کی مرادبارہ امام ہیں (ینابیع المودۃ ۳:۱۰۵باب ۷۷"بعدی اثنا عشر خلیفہ"میرے بعد بارہ خلفا ہوں گے والی حدیث کی تحقیق)

یہ بات واضح ہے "یہ حدیث کے خلفاء بارہ ہوں گے بارہ اماموں کے تاریخی تسلسل سے پہلے کی ہے اور آئمہ کے دور کے مکمل ہونے سے پہلے یہ صحاح وغیرہ میں لکھی جاچکی تھی۔پس یہ ایک محض خبر نہیں ہے بلکہ ایک ربانی حقیقت ہے جواس شخص کی زبان سے جاری ہوئی جو وحی الہی کے بغیر بولتا نہیں تھا اس نے فرمایامیرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے تاکہ یہ اس واقعی حقیقت کی گواہ ہو اوراس کی تصدیق کرے کہ جس کی ابتداامیرالمومنین حضرت علی سے ہوئی اورجس کی انتا حضرت امام مہدی پر ہوگی اوراس حدیث کی یہی معقول تفسیر ہو سکتی ہے(بحث حول المہدی شہید محمد باقر الصدر:۵۴-۵۵)

اوراس حدیث کو غیب کی سچی خبر ہونے کی بنا پر نبوت کی دلیل بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

رہا حدیث کو ان عباسی اوراموی خلفاء پر منطبق کرنا کہ جن کی منافقت جرائم اورقتل وغارفت کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہے بلکہ پیغمبر اسلام کی شان کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے عمر ابن عبدالعزیز کے زمانے تک دین کے باقی رہنے کی خبر دی ہے نہ قیامت تک۔

دلیل کہ بارہ خلفاء سے مراد بارہ امام ہیں

یہاں ان دلیلوں کو ذکر کریں گے جو بارہ خلفاء والی حدیث کی وضاحت کرتی ہیں اور حضرت امام مہدی کو نام اور حسب ونسب کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔

لیکن اس سے پہلے ایک ایسی اہم بات کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ اگر ایک منصف مزاج شخص اس میں غور کرے اوراس کی تہہ میں جائے توسارے حقائق اس کے سامنے آجائیں گے اوراس کے لیے ذکر شدہ وہی معیار کافی ہوں گے جو پیغمبر اکرم نے ہر زمانے کے امام کی شناخت کے لیے بیان فرمائے ہیں اوران کے علاوہ کسی اوردلیل کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اس سے ہماری مراد وہ اسلامی تاریخ ہے جس پر یکے بعد دیگرے ایسے نظام مسلط ہوتے رہے جنہوں نے آل رسول کو حکومت سے پوری طرح دور رکھا

بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اموی اورعباسی خلفاء نے پیغمبر اسلام کی عترت طاہرہ پر ہر قسم کے مظالم روا رکھے۔

اور منطقی سے بات ہے کہ ان حکام کے اشارے پر اور ان کے زیر سایہ لکھی گئی کتابیں کہ جنہوں نے آل رسول کو قتل کیا اورکربلا کی تپتی ہوئی ریت کو اصحاب کساء کے پانچویں گوہرتابناک کے خون سے رنگین کرکے اولاد بتول کو ختم کرنے کی کوشش کی ان میں بارہ اماموں پر نصوص اورواضح احادیث بہت کم ہوں گی

کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ظالم اپنے آپ کو ذلیل اورپست کرکے اس روایت کی اجازت دے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو حضرت امام حسین کانواں فرزند بتا رہی یا یہ کہ بارہ خلفاء سے مراد شیعوں کے بارہ امام ہیں۔

سوائے اس روایت کے جو اس کی نگرانی سے باہر ہو اورجس کی خبراس کے کانوں تک پہنچے لیکن ان ساری سختیوں اورپابندیوں کے باوجود وہ حدیثیں سورج کی روشنی کیطرح پھیل گئیں۔

اب ہم اختصار کے ساتھ ان میں سے بعض کو ذکر کررہے ہیں کہ جو "الخلفاء اثنا عشر" "خلفاء بارہ ہیں"کی وضحت کرتی ہیں۔

۱۔قندوزی حنفی نے ینا بیع المودة: میں خوارزمی حنفی کی کتاب المناقب سے نقل کیا ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام رضا سے انہوں نے اپنے آباء واجداد سے اورپھر پیغمبر سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں علی سے لیکر مہدی ک بارہ اماموں کے نام واضح طور پر موجود ہیں۔

قندوزی اس روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ اسے حموینی نے بھی ذکر کیا ہے (ینا بیع المودت ۳:۱۶۱باب ۹۳)یعنی کتاب فرائد السمطین کے مولف جوینی حموینی شافعی نے۔

۲۔ نیز ینابیع میں اس عنوان "بارہ اماموں کا بیان ان کے ناموں کے ساتھ "کے تحت فرائد السمطین سے اس نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے اورانہوں نے پیغمبر سے ایسی دوحدیثیں نقل کی ہیں جن میں آئمہ کا ذکر ان کے ناموں کے ساتھ ہے ان میں سے پہلے علی اورآخری مہدی (ینابیع المودة ۳:۹۹)

اوربالکل یہی چیز اس باب میں بھی ذکر خلیفہ النبی مع اوصیاء (ینابیع المودت ۳:۲۱۲باب ۹۳)کہتے ہیں پیغمبر اسلام نے فرمایا

"یا جابر ان اوصیائی وائمه المسلمین من بعد ی ،اولهم علی ثم الحسن ، ثم الحسین۔۔۔"

"اے جابر میرے اوصیاء اورمیرے بعد مسلمانوں کے اماموں میں سے پہلے علی پھر حسن پھر حسین ۔۔۔"

پھر حضرت امام حسین کی اولاد میں سے نواماموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان میں سے پہلے حضرت زین العابدین اورآخری حضرت امام مہدی بن حضرت امام حسن عسکری علیھما السلام ہیں (ینابیع المودت ۳:۱۷۰باب ۹۴)

۴۔ کمال الدین میں ہے "ہمیں بیان کیا حسین بن احمد بن ادریس نے انہوں نے اپنے باپ سے اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اورابراہیم بن ہاشم سے ان دونوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابوالجارور سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں کہ

"حضرت فاطمہ کے پاس آیا توآپ کے سامنے ایک تختی تھی جس میں اوصیاء کے نام تھے میں نے شمار کیے تووہ بارہ تھے آخری مہدی تھے تین محمد اورچار علی علیھم السلام تھے(کمال الدین ۳۱۳:۱۔۴باب ۲۸)

اوراپنے طرق سے بھی ذکر کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو الخطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اس کے بعد وہی سابقہ سلسلہ سند ہے۔بعض لوگوں کا کہتے ہیں یہ روایت دووجہ سے صحیح نہیں ہے

اول:۔پہلی سند میں حسین بن احمد بن ادریس ہے اوردوسری میں احمد بن محمد یحییٰ عطار ہے اوردونوں موثق نہیں ہیں۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں مشایخ اجازہ ہیں اورصدوق نے اپنی جس کتاب میں بھی ان کا ذکر کیا ہے ساتھ "رضی اللہ عنہ کہا ہے اورواضح ہے کہ یہ جملہ ایک فاسق شخص کے لیے نہیں کہا جاتا بلکہ کسی بزرگ شخص کے لیے کہا جاتا ہے اوراگر ہم تسلیم کرلیں کہ یہ جملہ وثاقت پر دلالت نہیں کرتا توبھی بہت بعید ہے کہ دونوں شخص اپنے باپ پر جھوٹ بولیں کیونکہ دونوں نے یہ حدیث اپنے اپنے باپ سے روایت کی ہے

ان کے صدق کی یہ بھی دلیل ہے کہ کلینی نے صحیح سند کے ساتھ ابوالجارود سے حدیث ذکر کی ہے اور سند کی ابتداء شیخ صدوق کے والد محمد بن یحییٰ عطار سے کی ہے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے ابی الجارود سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر سے اورانہوں نے عبداللہ انصاری سے(اصول کافی ۵۳۲:۱حدیث ۹باب ۱۲۶)

خلفاء بارہ ہیں

ابو الجارود مطعون ہے پس سند حجتہ نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ابوالجارود ایک تابعی ہے اور تابعی کو کہاں معلوم ہو سکتا ہے کہ اوصیا کے ناموں میں تین کا نام محمد اور چار کا نام علی ہے؟ جب کہ یہ واقع کے مطابق ہے اور ابو الجارود اس سلسلے کے مکمل ہونے سے دسیوں سال پہلے انتقال کر چکے تھے۔

علاوہ ازیں شیخ مفید نے اپنے رسالہ عددیہ میں انہیں موثق قرار دیا ہے (سلسلہ مولفات شیخ مفید (الرسالۃ الددیہ) جوابات اہل الموصل فی العددو الرویۃ طبع بیروت ۹:۲۵، اس میں انہیں حضرت امام محمد باقر کے صحابی فقہا میں شمار کیا ہے۔

اوران اعلام میں سے کہ جن سے حلال وحرام فتوے اور احکام حاصل کئے جاتے ہیں اور ان پر کسی قسم کی تنقید نہیں کی جا سکتی اوران میں کسی کی کوئی مذمت نہیں کی جا سکتی)

اور پھر صدوق نے تختی والی حدیث کو باب کے اول میں اس کے ساتھ ذکر کیا ہے مجھے بیان کیا میرے باپ ا اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما) انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا سعد بن عبداللہ بن جعفر حمریی نے انہوں نے ابو الحسن صالح بن حماد اور حسن بن طریف سے انہوں نے بکر بن صالح سے اور دوسری سند یہ ہے:۔

ہمیں بیان کیا مرےے باپ محمد بن موسی متوکل، محمد بن علی ماجیلویہ، احمد بن ابراہیم ۔ حسن بن ابراہیم ناتانہ اور احمد بن زیاد ہمدانی نے (رضی اللہ عنھم) انہوں نے کہا ہم نے بیان کیا علی بن ابراہیم نے اپنے باپ ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے بکر بن صالح سے انہوں نے عبد الرحمن بن سالم سے انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے ابو عبداللہ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔

دونوں سندیں بکر بن صالح تک صحیح ہیں لیکن بکر بن صالح کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کا ضعیف ہونا یہاں مضر نہیں ہے کیونکہ معقول نہیں ہے کہ ایک ضعیف شخص ایک شئ کے بارے میں اس وقت سے پہلے خبر دے پھر وہ شئ اس کی خبر مطابق واقع ہو جائے اور پھر مخبر کو اس کے بعد سچا شمار نہ کیا جائے

چنانچہ وہ شخص حضرت امام موسی کاظم سے روایت کرتا ہے اسے مہدی تک ان کی اولاد کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟

جبکہ ان کے طبقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے (حضرت امام ہادی علیہ السلام حضرت امام عسکری اور حضرت امام مہدی) کو نہیں پایا اور اس کی یہ مزید وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ پہلی سند میں بکر بن صالح سے روایت کرنے والے حسن بن ظریف کے مشایخ بن ابی عمیر (متوفی ۲۱۷ ہجری) اور ان کے طبقے والے لوگ ہیں۔

۵۔ کفایہ الاثر فی النص علی الآئمہ الاثنی عشر" میں اس کے مصنف خزاز نے کہ جو چوتھی صدی ہجری کے جید علماء میں سے ہے صرف وہ احادیث لکھی ہیں جو بارہ اماموں کے بارے میں ان کے نام کے ساتھ وارد ہوئی ہیں ان سب روایات کو تو ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔

لیکن کتاب کے مقدے میں جو کچھ ہے اسے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے وہ کہتے ہیں "میں نے سب سے پہلے آئمہ علیہم السلام کو معین کرنے والی ان نصوص کو ذکر کیا ہے جن کی روایت پیغمبر اسلام کے مشہور صحابہ نے کی ہے جیسے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، ابو سعید خدری، ابوذر غفاری، سلمان فارسی ۔ جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، ابوہریرہ، ایوب انصاری عمار بن یاسر، حذیفہ بن اسید، عمران بن حصین، سعد بن مالک، حذیفہ بن یمان، ابو قتادہ انصاری، علی بن ابو طالب اور آپ کے دو فرزند حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ۔

پھر آئمہ علیہم السلام سے وارد ہونے والی ایسی ہی روایات کو ذکر کیا ہے اور ہر امام کی بعد والے امام پر نص کو ذکر کیا ہے تاکہ انصاف پسند لوگ جان لیں اور اس پر ایمان لے آئیں اور اس طرح نہ ہو جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے:۔

(فما الختلفو الا من بعد ما جائهم العلم بغيابينهم)

ان لوگوں نے علم آجانے کے بعد آپ میں ضد کی بنا پر ایک دوسرے سے اختلاف کیا (کفایہ الاثر خزاز :۸۔۹ مقدمہ)

۶۔ اور کمال الدین "میں محمد بن علی بن ماجیلویہ اور محمد بن موسی بن متوکل سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور محمد بن احمد بن ولید سے انہوں نے ابو طالب عبداللہ بن صلت قمی سے انہوں نے عثمان بن عیسی سے انہوں نے سماعۃ بن مہران سے ذکر کیا ہے کہتے ہیں عمران مکہ میں ایک گھر میں تھے

محمد بن عمران نے کہا میں نے حضرت امام صادق سے سنا تھا وہ فرمارہے تھے "ہم بارہ ہدایت یافتہ ہیں"۔

ابو بصیر نے ان سے کہا: قسم تو نے یہ حضرت امام صادق سے سنا ہے؟ تو انہوں نے ایک یا دو مرتبہ قسم اٹھا کر کہا میں نے ان سے سنا ہے تو ابو بصیر نے کہا میں نے تو یہ حضرت امام محمد باقر سے سنا تھا (کمال الدین ۲:۳۳۵۔۶، اس کے ذیل میں بھی یہی ذکر ہے۔)

کلینی نے اسے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن الحسین سے انہوں نے ابو طالب سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے سماعۃ بن مہران سے انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے (اصول کافی ۱:۵۳۴۔۵۳۵۔۲۰ باب ۱۲۶، اور مجلسی نے مرآۃ العقول ۶:۲۳۵ میں اسے حدیث مجہول شمار کیا ہے لیکن یہ قطعی اشتباہ ہے کیونکہ کافی والی سند کے تمام راویوں کو شیخ نجاشی اور ان کے بعد والے سارے علماء نے ثقہ قرار دیا ہے اور ظاہر ابو جعفر کے غلام محمد بن عمران کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے کہ جس کی وثاقت پر کوئی نص وارد نہیں ہوئی لیکن اس کا وجود مضر نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ایک ثقہ موجود

ہے اور ابو بصیر کی طرف سے حضرت امام محمد باقر سے حدیث کا سننا معلوم ہے تو کیا عجب یہی حدیث امام صادق سے بھی سنی گئی ہو)

اور جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی سند میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے موثق ہونے میں شک و تردید کیا جائے اور اگر صدوق کی سند میں ممدوح ہے تو اس کے پہلو میں ثقہ مامون بھی ہے جو بارہ خلفا والی حدیث کی وضاحت کرتی ہے کہ اس سے مراد کون ہیں

۷۔کافی میں انتہائی صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے: ہمارے کئی علما نے احمد بن محمد برقی سے انہوں ابو ہاشم داود بن قاسم جعفری سے انہوں نے ابو جعفر ثانی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں امیر المومنین آئے اور حسن بن علی آپ کے ہمراہ تھے آپ سلیمان کے بازو کا سہاری لئے ہوئے تھے اور اس روایت میں سب بارہ اماموں یعنی علی سے لیکر مہدی بن حسن عسکری تک کا ذکر ہے(اصول کافی ۵۲۵:۱۔ ا باب ۱۲۶)

ابو ہاشم سے بالکل اس طرح کی روایت کی ہے محمد بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے محمد بن حسن سے کہا اے ابو جعفر اچھا یہ ہوتا کہ یہ خبر احمد بن ابو عبداللہ کے بغیر آئی ہوتی تو انہوں نے کہا مجھے اس نے حیرۃ سے دس سال پہلے بیان کی تھی(اصول کافی ۱: ۵۲۶۔۲باب۱۲۶))

اور حیرۃ سے یہاں مراد امام مہدی کی ۲۶۰ ھ میں غیبت ہے، اور یہ وہی سال ہے جس میں امام عسکری نے وفات پائی اور محمد بن یحییٰ نے جو کچھ کہا ہے یہ احمد بن ابی عبداللہ برقی پر تنقید نہیں کیونکہ یہ بالاتفاق ثقہ ہے

دراصل محمد یحییٰ کا خیال تھا کہ ان کے شیخ صفار کو جنہوں نے حدیث بیان کی ہے وہ امام عسکری یا امام ہادی کے زمانے میں فوت ہو چکے تھے اور وہ برقی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ۲۷۴ھیا ۲۹۰ھتک زندہ رہے۔

کیونکہ ایک شئی نے واقع ہونے سے پہلے اس بارے میں خبر دینا پھر اس خبر کے مطابق شئی کا موجود ہوجانا یہ ایسا اعجاز ہے کہ جو اپنے ثبوت کے لیے اس کا محتاج نہیں ہے کہ اس کی روایت مشہور ہو اور راوی زیادہ ہوں کیونکہ اسے کسی بھی صورت میں جھٹلایا نہیں جا سکتا اگرچہ صرف ایک سند کے ساتھ دوسری ہو۔

پس صفار نے جواب دیا کہ جلیل القدر اور موثق روای برقی اسے غیبت سے دس سال پہلے حدیث بیان کی تھی۔

اور کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ایک غیر موثق شخص جو کسی شئی کے واقع ہونے کے بارے میں خبر دے رہا ہے تو اس کی بات قبول کرنے کے لیے زیادہ وہی شرائط ہیں جو ایک خبر ضعیف کو قبول کرنے کیلئے ہوتی ہیں یا اس شئی کا خبر کے مطابق وقوع پذیر ہوجانا یہ بھی اس کے صدوق کی علامت ہے اگرچہ کتب رجال نے اسے ثقہ قرار نہ دیا ہو(اور اگر مخبر موثق ہو تو پھر بالاتفاق یہ

شرط نہیں ہے کیونکہ فرض یہ ہے کہ وہ سچا ہے اورصدق کے بعدیہی ہوتا ہے کہ خبر واقع کے مطابق ہو جیسے عیسیٰ کے نازل ہو نے والا مسئلہ، مہدی کا ظاہر ہونا، دجال ک افتنہ وغیرہ اگرچہ ابھی تک ان میں کوئی رونما نہیں ہوا)

اسی طرح کلینی اورصدوق نے صحیح سند کے ساتھ ابان بن عیاش سے انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی سے انہوں نے عبداللہ بن جعفرطیار سے انہوں نے پیغمبر سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں علی کے امام ہونے پر نص بیان کے بعد ان کے فرزند حسن بھی آپ کے فرزند حسین پھر علی بن حسین پھر محمد باقر پھراس نے کہا کہ بارہ امام مکمل کیے ہیں اوران میں نوامام حسین کی اولاد میں سے ہیں(اصول کافی ۱-۴:۵۶۹باب ۱۲۵، کمال الدین ۱-۱۵:۲۷۰باب ۲۴خصال ۴۷۷باب ۴۱ازابواب اثنی عشر)

اوران میں عبان بن عیاش کے ضعیف ہونے سے کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکی اس نے ایسی شئی کے بارے میں خبر دی ہے جو اس وفات کے کئی سال بعد اس کی خبر کے مطابق وقوع پذیر ہوئی اور شیخ صدوق نے کمال الدین میں ایسی بہت سے روایات ذکر کی ہیں

لیکن غیر محقق لوگ کہتے ہیں کہ یہ احادیث معتبر نہیں ہیں کیونکہ ان کی سند ضعیف ہے حالانکہ یہ ضعف ان راویوں میں ہے جو بارہ اماموں کے تاریخی تسلسل کے مکمل ہونے سے سالہا سال پہلے فوت ہو چکے ہیں۔

اوریہ اعجاز امام زمانہ کے متعلق کثیر روایات میں ہے جیسا کہ شیخ صدوق نے لکھا ہے کہ آئمہ نے ان کی غیبت کی خبردی ہے اوراسے اپنے شیعوں کو بتایا ہے اوریہ ساری باتیں ان رسالوں اورکتابوں میں محفوظ ہیں جو غیبت سے دوسو سال یا س سے کم وبیش پہلے لکھی گئی ہیں۔

حضرت آئمہ علیھم السلام کا کوئی ایسا پیروکار نہیں ہے جس نے انہیں اپنی کتابوں اورتصنیفات میں ذکر نہ کیا ہو اوریہ کتابیں جنہیں اصول کے نام سے پہچانا جاتاہے یہ شیعوں کے یہاں غیب سے پہلے لکھی گئی ہیں۔

جیساکہ میں نے اوپرذکرکیا ہے اورمجھے غیبت سے متعلق جو راویات ملی ہیں انہیں میں نے اس کتاب میں ذکر کردیا ہے۔

لہذاآئمۃ علیھم السلام کے یہ پیروکار جنہوں نے کتابیں لکھی ہیں یا توانہیں غیبت کے متعلق علم غیب تھا جسے انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے تویہ اہل عقل وعلم کے یہاں محال ہے یا انہوں نے اپنے کتابوں میں جھوٹ لکھا ہے۔

لیکن اتفاقا جو انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہو گیا اوران کی گھڑی ہوئی بات واقعیت اختیار کرگئی جب کہ ان کے نظریات مختلف اوران کے علاقے دور دور تھے یہ بھی محال ہے

پس یہی احتمال بچتا ہے کہ انہوں نے آئمہ علیھم السلام سے سن کے یاد کیا تھا جنہوں نے پیغمبر اکرم کی فرمائشات کی حفاظت کی تھی کہ جن میں انہوں نے غیبت اوراس کے بعد کے واقعات کا ذکر کیا تھا اوروہ ان کی کتابوں اوران کے اصول میں موجودہیں ان

ہی جیسی چیزوں سے حق غالب ہو گیا اور باطل شکت کھا گیا بیشک باطل شکست کھانے والا ہے (کمال الدین ۱:۱۹ مصنف کا مقدمہ۔)

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ جن اصول کی طرف شیخ صدوق نے اشارہ کیا ہے ان کی نسبت ان کے مصنفین کی طرف شیخ صدوق کی نظر میں متواتر ہے جیسا کہ ہمارے لئے کمال الدین کی نسبت شیخ صدوق کی طرف متواتر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اخبار غیبت میں اگر پہلے ضعف تھا بھی تو وہ ان کی صحت کیلئے مضر نہیں ہے کیونکہ یہ بلاواسطہ طور پر ان کتابوں سے نقل کی گئی ہیں۔

بہر حال ہمیں شیعہ روایات میں وہ چاہئے کہ جس کی سند امام تک پوری صحیح ہے یا اس تک کہ جس نے امامت والے تسلسل کے مکمل ہونے سے پہلے اس کی خبر دی ہے چاہے خود اس کی وثاقت معلوم نہ بھی ہو۔

امام مہدی امام حسین کی اولاد میں سے ہیں اور آپ کے نویں فرزند ہیں

یہ بات اگرچہ گذشتہ بحث میں ثابت ہو چکی ہے لیکن بات کو محکم کرنے کے لیے مزید اس بحث کی ضرورت ہے۔

چنانچہ پہلے ہم بعض ان واضح روایات کو ذکر کررہے ہیں جن کے ذریعے علماء اہل سنت نے استدلال کیا ہے اور پھر اختصار کی خاطر شیعوں کی نظر میں صحیح روایات میں کچھ نقل کریں گے

۱۔ یہ حدیث سلیمان فارسی، ابو سعید خدری، ابو ایوب انصاری، ابن عباس اور علی ہلالی سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ پیغمبر نے فرمایا:۔

"اے فاطمہ ہم اہل بیت کو وہ چھ خصوصیات دی گئی ہیں جو نہ پہلے لوگوں میں سے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ آخری (زمانہ کے) لوگوں میں سے کوئی انہیں درک کرپائے گا (ان میں سے ایک یہ ہے) کہ ہم میں سے امت کا وہ مہدی ہے جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے پھر امام حسین کے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یا امت کا مہدی اس سے ہو گا (اسے دارقطنی نے ذکر کیا ہے جیسا کہ کنجی شافعی کی "البیان فی اخبار صاحب الزمان میں ہے ۵۰۱۔۵۰۲ باب ۹، ابن صبان مالکی کی الفصول المہمۃ ۲۹۵۔۲۹۶ فصل ۱۲۰۔ سمعانی کی فضائل الصحابہ جیسا کہ ینا بیع المودت میں ہے ۴۹ باب ۹۴ اور معجم احادیث الامام المہدی ۷۷۔ ۱:۱۴۶ میں واضح ہے اس کے طرق اتنے زیادہ ہیں کہ اگر یہ سب کو ذکر کیا جائے تو تقریباً ایک جلد بن جائے)

۲۔ مقدسی شافعی نے عقد الدرر میں علی سے روایت کی ہے جس میں آپ نے فرمایا "بیشک امام مہدی امام حسین کی اولاد سے ہیں اور جو اس کے غیر کو ولی مانے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔(عقد الدرر ۱۳۲ باب ۴، فصل ۲)

مقدسی نے اسے دلیل کے طور پر ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ :۔

"ہم اس فصل کا اختتام بڑے بڑے سورماؤں کی شکست دینے والے علی کے ایسے فرمان سے کر رہے ہیں جو سخت ہولناک اور دشوار امور اور اس امام مہدی کے خروج پر مشتمل ہے جو دکھوں کو دور کرنے والے اور لشکروں کو متفرق کرنے والے ہیں پھر اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں "

۳۔ عقد الدرر میں جابر بن یزید سے انہوں نے امام باقرسے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے "اے جابر! حضرت مہدی حضرت امام حسین کی اولاد سے ہیں (عقد الدرر ۱۲۶ باب ۴، فصل ۲)

۴۔ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں علی کے اس فرمان "اور ہمارے ذریعے اختتام ہو گا نہ تمہارے ذریعے "کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

"یہ اس مہدی کی طرف اشارہ ہے جو آخری زمانے میں ظہور کرے گا اور اکثر محدثین کا نظریہ یہ ہے کہ وہ فاطمہ کی اولاد سے ہے اور ہم معتزلہ کے علماء بھی اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ صراحت کے ساتھ اسے اپنی کتب میں ذکر کرتے ہیں اور ان کے بزرگ علماء نے اس کا اعتراف کیا ہے ۔

مزید لکھتے ہیں قاضی القضاۃ رحمہ اللہ نے ابو القاسم اسماعیل بن عباد سے اس نے علی سے متصل سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ آپ نے مہدی کا ذکر کیا اور فرمایا وہ امام حسین کی اولاد سے ہے پھر ان کا حلیہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ روشن پیشانی والا ، اونچی تیکھی ناک والا ، بڑے پیٹ والا ، موٹی رانوں والا ، چمکیلے دانتوں والا ہے اور اس کی دائیں ران پر تل ہے"۔

اس حدیث کو بعینہ عبداللہ بن قتیبہ نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ذکر کیا ہے(شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ۲۸۲:۱ ۔ ۲۸۱، شرح خطبہ نمبر ۱۶)

۵۔ ینابیع المودت میں مناقب خوارزمی سے ان کی سند کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"میں اپنے جد رسول کے پاس گیا انہوں نے مجھے اپنی ران پر بھٹایا اور فرمایا:۔

اے حسین اللہ نے تیری پشت سے نو اماموں کو منتخب فرمایا ہے ان میں نواں قائم ہوگا اور وہ سب کے سب اللہ تعالی کی نظر میں فضلیت اور مقام و مرتبے لحاظ سے برابر ہیں"(ینابیع المودۃ ۱۲۸:۳ باب ۶۴)

۶۔ نیز ینابیع میں مناقب خوارزمی سے ان کی سند کے ساتھ سلمان سے روایت نقل کی ہے کہتے ہیں ۔

"میں حضرت پیغمبر کے پاس گیا تو حضرت امام حسین آپ کی ران پر بیٹھے تھے آپ ان کی آنکھوں کو چوم رہے تھے اور منہ کا بوسہ لے رہے تھے اور فرمارہے تھے "تو سردار ہے سردار کا بیٹا ہے سردار اکا بھائی ہے تو امام ہے ۔ امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے تو حجت ہے ، حجت کا باپ ہے تو نو حجتوں کا باپ ہے ان میں سے نواں قائم ہو گا "(ینابیع المودۃ ۱۶۷:۳باب ۹۶)

اور سلیمان کو اس حدیث کو صدوق نے کتاب الخصال میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہتے ہیں ۔

"ہم سے بیان کیا میرے باپ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یعقوب بن یزید نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی سے انہوں نے سلمان فارسی سے کہ کہتے ہیں میں پیغمبر اکرم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت امام حسین آپ کی آغوش میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان کی آنکھوں اور منہ کو چوم رہے تھے اور فرمارہے تھے ۔

"انت سید ابن سید ،اخوسید ،انت امام بن امام اخواامام ، انت حجة ابو حجة ، انت ابو حجج تسعة تاسعم قائهم"

"تو سردار ہے سردار کا بیٹا ، تو امام ہے امام کا بیٹا اور اماموں کا باپ تو حجت ہے ، حجت کا بیٹا اور نو حجتوں کا باپ ان میں سے نواں قائم ہوگا "(الخصال ۴۷۵:۲۔ ۳۸ ابواب الاثنی عشر، کمال الدین ۲۶۲:۱۔۹ باب ۲۴)

۷۔ اصول کافی میں علی بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن عمیر سے انہوں نے سعید بن غزوان سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"حسین بن علی کے بعد نو امام ہوں گے ان میں نواں قائم ہو گا(اصول کافی ۵۳۳:۱۔۱۵باب ۱۲۵)

صدوق نے کافی کی روایت کو اپنے باپ سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے نقل کیا ہے(الخصال ۲: ۴۸۰۔ ۵۰ ابواب الاثنی عشر)

اوراس کی سند میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی جلالت و عظمت میں شک کیا جائے ۔

۸۔ینابیع میں حمدینی جوینی شافعی کی فرائد السمطین سے ان کی سند کے ساتھ اصبغ بن نباتہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے پیغمبر اکرم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"میں ، علی ، حسن ، حسین اور حسین کے نو فرزند پاک وپاکیزہ اور معصوم ہیں"(ینابیع المودۃ ۱۶۲:۳باب ۹۴، نیز مودت عاشرۃ ۸۳:۲، میں بھی اس عنوان کے تحت منقول ہے"فی عدد الآئمة وان المهدی منهم"

مہدی محمد ابن حسن عسکری ہیں

اب ہم ان چند نصوص و احادیث کا ذکر کرتے ہیں جو بغیر تاویل کے حضرت امام مہدی پر دلالت کرتی ہیں اور ان کی غیبت سے پہلے ان کی خبر دیتی ہیں۔

۱۔ صدوق نے اپنی صحیح سند کے ساتھ محمد بن حسن بن ولید سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے ایوب بن نوح سے وہ کہتے ہیں میں امام رضا سے عرض کیا :۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاتھ میں حکومت آجائے گی اور اللہ تعالی بغیر تلوار کے اسے آپ کے پاس لوٹا دے گا اور آپ کی بیعت کرلی گئی ہے اور آپ کے نام کے دراہم چھپ چکے ہیں

۔

توآپ نے فرمایا "ہم میں سے کوئی نہیں ہے جسے خطوط لکھے گئے ہوں ، اور اس سے مسائل پوچھے گئے ہوں ، انگلیوں نے اس کی طرف اشارہ کئے ہوں اور اس کی طرف اموال لائے گئے ہوں مگر یہ کہ اسے قتل کردیا گیا یا اسے بستر سے موت آئی۔

یہاں تک کہ خداوند متعال اس حکومت کے لیے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کی پیدائش اور پرورش مخفی ہوگی لیکن نسب مخفی نہیں ہوگا"(کمال الدین ۲:۳۶۰۔ ا باب ۳۵)

اس حدیث میں امام مہدی کی ولادت کے متعلق امور کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ اس کا علم صرف امام حسن عسکری کے خواص کو ہوگا اس لیے ایک صحیح حدیث میں آیا ہے ۔"مہدی وہ ہے جس کے بارے میں لوگ کہیں گے ابھی تک پیدا نہیں ہوئے"۔

صدوق نے صحیح سند کے ساتھ روادیت کی ہے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا میرے باپ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا موسی خشاب نے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے وہ کہتے ہیں میں نے امام موسی کاظم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ۔

"اس حکومت کا مالک وہ ہے جس کے بارے میں لوگ کہیں گے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا"(کمال الدین ۲:۳۶۰۔ ۲ باب ۳۴۔ اسی باب میں دیگر طرق سے بھی ذکر کیا ہے۔)

۲۔ مقدسی شافعی نے عقدالدرر میں امام محمد بن باقر سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:"یہ حکومت سن کے لحاظ سے ہم میں سے سب سے چھوٹے کے پاس آئے گی"(عقدالدرر:۱۸۸ باب ۶)

اس میں بھی امام مہدی بن حسن عسکری کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ کلینی نے صحیح سند کے ساتھ علی بن ابراہیم سے انہوں سے نے محمد بن حسین سے انہوں نے ابن ابی نجران سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے سدیر صیرافی سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں امام صادق کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اس حکومت کا مالک یوسف سے کچھ مشابہت رکھتا ہے ۔۔۔۔۔۔

مزید فرماتے ہیں "اس امت کو اس لیے بھی تیار رہنا چاہئے کہ اللہ اپنی حجت کے ساتھ وہی کرے جو اس نے یوسف کے ساتھ کیا تھا کہ وہ ان کے بازاروں میں گھومے اور ان کی بساط کو باندھے یہاں تک کہ اللہ تعالی اس طرح اذن دے دے جیسے یوسف کو دیا تھا کہ لوگ کہنے لگیں کیا تو ہی یوسف ہے ؟ تو اس نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں (اصول کافی ۴، ۳۳۶: ۱ باب ۸۰)

۴۔ ینابیع المودۃ میں امام رضا سے روایت ہے "حضرت امام حسن عسکری کی اولاد سے صالح فرزند ہی صاحب الزمان ہے اور وہی حضرت امام مہدی ہیں"

قندوزی نے ینابیع میں نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ابو نعیم اصفہانی کی کتاب الاربیعن میں بھی موجود ہے "(ینابیع المودت ۱۶۶: ۳ باب نمبر ۹۴)

۵۔ اسی کتاب میں امام رضا سے روایت منقول ہے کہ :۔

"میرے بعد میرا بیٹا محمد امام ہے محمد کہ اس کا بیٹا علی اس کے بعد اس جا بیٹا حسن ، حسن کے اس کا بیٹا حجت قائم اور یہ وہی ہے جس کا غیبت میں انتظار کیا جائے گا، ظہور میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے پر کردے گا جیسے وہ ظلم وجور سے پر ہو چکی ہو گی۔

رہا یہ کہ کب قیام کرے گا ؟ تو یہ وقت بتائے گا مجھ سے میرے باپ نے اور انہوں نے اپنے آباء واجداد سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وہ قیامت کی طرح اچانک تمہارے پاس آجائے گا (ینابیع المودت ۱۱۵: ۳۔ ۱۱۶ باب ۸۰، اس وضاحت کے ساتھ کہ اسے حموینی شافعی کی فرائد السمطین سے نقل کیا ہے)

۶۔ اصول کافی میں صحیح سند کے ساتھ علی بن ابراہیم سے انہوں نے حسن بن موسی خشاب سے انہوں نے عبداللہ بن موسی سے انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے زرارۃ سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ فرماتے ہوئے سنا :۔

بیشک قیام سے پہلے ہمارا بیٹا غالب ہو گا راوی کہتا ہے میں نے کہا ایسا کیوں تو فرمایا خوف کی وجہ سے وہ اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا:۔

اے زرارۃ یہی وہ منتظر ہے کہ لوگ جس کی ولادت میں شک کریں گے بعض کہیں گے اس کا باپ بغیر بچے کے مر گیا بعض کہیں گے یہ حمل میں تھا (یعنی باپ کی شہادت کے وقت شکم مادر میں تھا) بعض کہیں گے اپنے باپ کی موت سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔

اے زرارۃ یہی منتظر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی شیعوں کا امتحان لے گا اس وقت باطل پرست لوگ شک وشبہ میں بتلا ہوجائیں گے(اصول کافی ۳۳۷:۱-۵باب ۸۰، کمال الدین ۳۴۲:۲-۲۴باب ۳۳-۳۲۳۳۶،۲باب ۳۳، ایک اور سند کیساتھ لیکن پہلی سند زیادہ عمدہ ہے)

وہ کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا قائم کو دو غیبتیں ہوں گی ایک چھوٹی دوسری لبی پہلی غیبت میں اس کی جگہ کو فقط اس کے خاص شیعہ جانتے ہوں گے اور دوسری میں فقط خالص چاہنے والے(اصول کافی ۳۴۰:۱- ۱۹باب ۸۰)

اس حدیث کے حضرت امام جعفر صادق سے صادر ہونے میں شک نہیں ہے کیونکہ اس کے راوی موثق ہیں اور حضرت امام مہدی بن حسن عسکری علیھما السلام پر اس کی دلالت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔

۸۔ کمال الدین میں صحیح سند کیساتھ روایت نقل کی ہے کہتے ہیں "مجھے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل بن دراج سے انہوں نے زرارۃ سے وہ کہتے ہیں حضرت جعفر صادق نے فرمایا:۔

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں ان سے ان کا امام غائب ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا لوگ اس زمانہ میں کیا کریں گے؟توفرمایا اسی شی کے ساتھ تمسک کریں جو ان کے پاس ہے حتی کہ ظاہر ہو جائے(کمال الدین ۳۵۰:۲-۴۴باب ۳۳)

۹۔ اصول کافی میں علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عبی عمیر سے انہوں نے ابو ایوب خزاز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا"صاحب امر کی غیبت کے بارے میں اگر تمہیں خبر ملے تو اس کا انکار نہ کرنا"(اصول کافی ۳۳۸:۱-۱۰باب ۸۰، اسی باب میں اس حدیث کو اس کے ساتھ طریق صحیح ذکر کیا ہے ہمارے بعض علماء نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حکم سے اورانہوں نے محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے۔۳۴۰:۱-۱۵)

میں کہتا ہوں بالاتفاق بارہ اماموں میں سے فقط حضرت امام مہدی غائب ہوئے ہیں اور جب یہ حدیث صادر ہوئی تھی اس وقت آپ پیدا نہیں ہوئے تھے اسی لئے اس حدیث میں ولادت کے بعد آپ کی غیبت پر تاکید کی گئی ہے کلینی بے اسے دو ایسی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جن کے صحیح ہونے کے بارے میں علماء شیعہ کا اتفاق ہے

۱۰۔ کمال الدین میں ہے "مجھ سے بیان کیا میرے باپ دادا اور محمد بن حسن (رضی اللہ تعالی عنہما) نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری اور احمد بن ادریس اورانہوں نے کہا کہ ہم بیان کی احمد بن حسین بن ابوالخطاب

اور محمد بن عبد الجبار اور عبداللہ بن عامر بن سعد اشعری نے اور انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حضرت امام صادق سے کہ میں امام کو فرماتے ہوئے سنا:۔

خدا کی قسم تمہارا امام کئی سال تک زندہ رہے گا اور تمہیں آزمایا جائے گا یہاں تک کہ اس کے متعلق کہا جائے گا وہ مر گیا یا جس وادی میں گیا تھا وہیں ہلاک ہو گیا اور مومنین کی آنکھیں اس پر آنسو بہائیں گی۔

اور تم اس طرح متزلزل ہو جاوگے جیسے کشتیاں سمندر کی لہروں میں ہچکولے کھاتی ہیں اور نہیں نجات پائے گا مگر وہ شخص کہ جس سے اللہ نے عہد و پیمان لیا ہوگا اور اس دل میں نور داخل کر دیا ہو گا اور خود اس کی مدد کرے گا(کمال الدین ۳۴۷:۲۔۳۵باب ۳۳)

محمد بن مساور سے پہلے والے سب راوی بلا اختلاف جلیل القدر اور ثقہ ہیں لیکن محمد بن مساور جو ۱۸۳ء ھ میں فوت ہوا مجہول ہے اور مفضل کی ثاقت میں بھی اختلاف ہے

لیکن خود یہ حدیث ان کے نقل حدیث کے سلسلے میں ماندتداری کی بہترین دلیل ہے کیونکہ یہ ایسی اعجاز آمیز خبر ہے کہ جو ابن مساور کی وفات کے ستتر سال بعد وقوع پذیر ہوئی کیونکہ غیبت ۲۶۰ئھ میں ہوئی اور کلینی نے بھی اسے صحیح سند کے ساتھ محمد بن مساور سے اس نے مفضل سے نقل کیا ہے (اصول کافی ۳۳۶:۱۔۳ باب ۸۰)

لیکن اس مفہوم پر مشتمل دیگر کثیر روایات کو دیکھ کر اس کے صدور کا بھی یقین ہو جاتا ہے۔

مثلاً ابن سنان کی وہ صحیح حدیث کہ جسے صدوق نے اپنے باپ اور انہوں نے محمد بن حسن بن احمد بن ولید سے انہوں نے صفار سے انہوں نے عباس بن معروف سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے اسحاق بن جریز سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں اور میرے والد حضرت جعفر صادق کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:۔

اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم ہدایت کرنے والے امام اور پرچم ہدایت کو نہیں دیکھ سکو گے() کمال الدین ۳۴۸:۲۔ ۴۰باب ۳۳

۱۱۔ اصول کافی میں ہے کہ ہمارے کئی علماء نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ محمد عیسیٰ سے انہوں نے بکیر سے انہوں نے زراۃ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا "بے شک قائم آل محمد قیام سے پہلے غائب ہو گا وہ ڈرے گا اور حضرت نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کی یعنی قتل سے "(اصول کافی ۳۴۰:۱۔۱۸باب ۸۰، کمال الدین ۴۱۸:۲۔۱۰باب ۴۴میں صدوق نے اسے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ محمد بن ماجیلویہ ثقہ ہے) اور اس کی سند بالاتفاق صحیح ہے

۱۲۔ مقدسی شافعی کی عقد الدرر میں شہید کربلا حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اس حکومت کا مالک، حضرت امام مہدی علیہ السلام دودفعہ غائب ہو گا، ایک غیبت زیادہ طویل ہو گی حتی کہ بعض لوگ کہنے لگیں گے کہ فوت ہوگیا بعض کہیں گے قتل کردیا گیا اور بعض کہیں گے چلا گیا "(عقد الدرر ۱۷۸ باب ۵)

اس طرح کی احادیث صحیح سند کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہیں ملاحظہ ہو نمبر ۷۔۶

۱۳۔ کمال الدین میں ہے کہ "مجھ سے بیان کیا میرے باپ اور محمد بن حسن (رضی اللہ عنہما) نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے کہا ہم سے بیان کیا احمد بن حسین بن عمر بن یزید نے انہوں نے حسین بن ربیع مدائنی سے (کافی ۳۴۱:۱۔۳۳ باب ۸۰، میں اسے احمد بن حسن سے اس نے عمر بن یزید سے اس نے حسن بن ربیع ہمدانی سے ذکر کیا ہے۔ اور ظاہرہ یہ صحیح ہے کیونکہ سعد اور حمیری نے احمد بن حسین بن عمر بن یزید سے روایت نہیں کی بلکہ سعد نے بہت سارے مقامات پر احمد بن حسن سے روایت نقل کی ہے اور اس سے مراد ابن علی بن فضال فطحی ثقہ ہے رہا عمر بن یزید تو چاہے یہ صیقل ہو یا بیاع سابری اس کی وفات غیبت سے دسیوں سال پہلے ہوئی ہے)

انہوں نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے اسید بن ثعلبہ سے انہوں نے ام ہانی سے کہ وہ کہتی ہیں جب میں نے امام محمد باقر سے ملاقات کی تو میں نے ان سے اس آیت "(فلا اقسم با لخنس الجوار الکنس)"

مجھے ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:۔

یہ وہ امام ہے جو اپنے والد کی وفات کے بعد ۲۶۰ھ میں غائب ہوگا پھر رات کی تاریکی میں چمکنے والے شہاب ستارے کی طرح ظاہر ہو گا اگر آپ اسے پائیں گی تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائے گی (کمال الدین ۱۔۳۲۴:۱ باب ۳۲ اسی باب میں ۱۵۳۳۰:۱ باب ۳۲ اسے ام ہانی نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے)

پہلے یہ لوگ فوت ہو چکے تھے پس یہ حدیث ان کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

۱۴۔ کمال الدین میں صحیح سند سے یہ روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا محمد بن حسن (رضی اللہ عنہ) نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن احمد علوی نے اور انہوں نے ابو ہاشم داود بن قاسم جعفری سے وہ کہتے ہیں میں امام علی نقی کو فرماتے ہوئے سنا:۔

"میرے بعد میرا جانشین میرا بیٹا حسن ہو گا پس جانشین کے جانشین کے بارے میں تم کیا کرو گے۔

میں نے عرض کی میں قربان ہوجاوں ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟

تو فرمایا:۔ کیونکہ تم اسے دیکھ نہیں سکو گے اور اسے تمہارے لئے نام کے سات ذکر کرنا جائز نہیں ہوگا میں نے کہا پس ہم کیسے ذکر کریں گے تو فرمایا: تم کہنا حجت آل محمد (کمال الدین ۳۸۱:۲۔۵ باب ۳۷، کافی ۳۲۸:۱۔۳ باب ۷۵)

یہ سند حجت ہے کیونکہ اس کے سب راوی موثق ہیں اوراس میں جو علوی ہیں یہ جلیل القدرشیعہ مشایخ میں سے ہیں جیسا کہ نجاشی نے اپنے رجال میں العمرکی البوفلی کے حالات میں تحریر کیا ہے(رجال نجاشی ۸۲۸۔۳۰۳)اس سلسلہ میں یہی احادیث کافی ہیں لیکن تین کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری ہے۔

اول :۔آخری حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بالکل نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ جس جملے میں نام لینے سے منع کیا گیا ہے اس کا سبب دیگر روایات میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زندگی کے لیے جو خطرہ بیان کیا گیا ہے(حضرت امام مہدی کی ولادت کی دلیلوں میں ہم ان احدیث کی طرف اشاری کریں گے۔)

اگر اس جملے کو (تم اسے نہیں دیکھ سکتے) کونام لینے سے منع کرنے والے جملے کہ جس کی علامت دیگر احادیث میں آپ کی جان کو لاحق خطرہ بتایا گیا ہے کے ساتھ ملایا جائے تو یہ غیبت سے کنایہ ہے یعنی تم اپنے امام مہدی کو جب چاہو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ تم جس طرح میری زندگی میں مجھے دیکھنے پر قادر ہو اس طرح اسے دیکھنے پر قادر نہیں ہوگے کیونکہ وہ تم سے غائب ہوگا اوراس کا نام لیکر ذکر نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اسے پہچان کے اسے پانے پر قادر ہوجائے ۔خلاصہ یہ ہے کہ :۔دیکھنے کی نفی غیبت کی طرف کنایہ ہے اورنام لینے سے منع کرنا خطرے کی وجہ سے تھا اورپھر نفی اورنہی بھی زمانہ غیبت سے مخصوص تھی اوریہ صرف ان سب یا بعض مخاطبین کے لیے تھی ورنہ امام حسن عسکری کی زندگی میں میں آپ کو دیکھا تھا اوربہت سارے لوگوں نے آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کو دیکھ اتھا جیسا کہ اسی فصل میں بیان کریں گے۔

دوم :۔ جو نصوص وروایات ہم نے ذکر کی ہیں یہ اس سلسلے میں وارد ہونے والی روایات کا ایک مختصر سا نمونہ تھا اورہم نے ان کا انتخاب کسی علمی تحقیق کے لیے نہیں کیا یعنی ہم نے صحیح اسانید سے بحث عقیدے کو پختہ کرنے کے لیے نہیں کی کیونکہ ہمارا عقیدہ توپہلے ہی راسخ ہے بلکہ صرف اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لیے ایک وسیلے کے طورپر اسے بیان کیا ہے ورنہ ہمیں ان اسانیدکی بالکل ضرورت نہیں ہے کیونکہ :۔

اولا:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود کے آخری زمانے تک مستمر رہنے پر وافر مقدار میں قطعی دلیلیں موجودہیں جیسا کہ ان کو تفصیل سے پیش کرچکا ہوں اور ان کے ہوتے ہوئے ان اسانید کیضرورت نہیں ہے۔

ثانیہ اس بات پر وافر دلیلیں موجودہیں کہ امام مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث بلاواسطہ طورپر ان کتابوں سے لی گئی ہیں جو آپ کی ولادت سے دسیوں سال پہلے لکھی گئی ہیں اور شیخ صدوق نے اس کی گواہی دی ہے

پس اگر کسی کی سند میں کوئی ضعف تھا بھی تووہ مضر نہیں ہے کیونکہ ان کا اس اعجاز نما خبرپر مشتمل ہونا جو بعد میں وقوع پذیر ہوئی خود ان کے سچے ہونے کی علامت ہے۔

سوم:۔ احادیث حضرت امام مہدی علیہ السلام چاہے پیغمبر سے منقول ہوں یا اہل بیت علیہم السلام سے ایک ہی حقیقت پر مشتمل ہیں اوران میں کوئی فرق نہیں ہے اورجس طرح اس حقیقت کو صحیح حدیث ثابت کرتی ہے اسی طرح ضعیف بھی ثابت کرتی ہے کیونکہ اگرکوئی موثق شخص خبر دے کہ زید مرگیا ہے پھر ایک خیر موثق بھی یہی خبر دے تو ہم اسے نہیں کہ سکتے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔

اسی طرح تیسرا، چوتھا، پانچواں ۔۔۔دسواں شخص یہی خبر لائے تو ہم نہیں کہہ سکتے تم جھوٹ بول رہے ہو چاہے ہمیں علم نہ بھی ہو کہ وہ سچا ہے یا نہیں بلکہ ان میں سے ہر خبر ایک احتمالی قرینہ ہوگی کہ جسے اس سچی خبر کے ساتھ ملایا جائے گا حتی کہ وہ سچی خبر درجہ یقین کو پہنچ جائے گی۔

کیونکہ جتنے قرائن زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی ان کی نقیض کا احتمال کم ہوتا ہے۔

اگریہی موضوع پر اخبار اتنی زیادہ ہوں جن کی وجہ سے انسان یقین کی حدتک پہنچ جائے تو محال ہے کہ وہ موضوع سچا اور واقع کے مطابق نہ ہو۔

یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عملی قدروں کو ٹھوکر مار کر بالخصوص یہ ثابت ہونے کے بعد کہ ان سے مراد امام مہدی ہیں علم حدیث کی الف، با سے ناواقف بعض لوگ جو احادیث مہدی کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:۔

یہ اس مہدی پر دلالت نہیں کرتیں تو یہ درحقیقت ایک ناشناختہ شکست کا اظہار اوراس بات کا آئینہ دار ہے کہ کسی عقیدے سے بحث کرنے کیلیے ان کے پاس فکری مواد بہت کم ہے اسی وجہ سے جھوٹ اور غلط بیانی کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

البتہ اصلاح کرنے کے پس پردہ عقائد کو کتابی صنعت کی شکل میں بیان کرنے کی ان کی کوشش اس بات کا مظہر ہے کہ ان کا سر چشمہ مغربی تمدن ہے اسی سے وہ رہنمائی حاصل کرتے ہیں اوراس سلسلے میں انہیں کا پیسہ خرج ہوتا ہے۔

لیکن وہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ عقیدہ ہوا کی سمت کوئی کوڑا کرکٹ نہیں اوراس صحیح راہ روش کو انہوں نے ترک کردیا جس کو پیغمبر اکرم اوران کی اہل بیت نے امام مہدی کا پہنچاننے کے لیے معین کیا تھا اوراس کے ساتھ ہی ان کا نام ونسب بھی بتادیا تھا

امام مہدی کی ولادت

امام مہدی کے اہلبیت میں سے ہونے، ان کے آخری زمانے میں ظہور کرنے اوراس پر مسلمانوں کا اتفاق جان لینے کے بعد ہمیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کو ثابت کرنے والی دلیلوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جب کہ امام مہدی کے نسب سے جو بحث ہم نے کی تھی اس کا نتیجہ بھی واضح ہے کہ بیشک امام مہدی اہل بیت کے بارہ اماموں میں سے بارہویں امام ہیں اورآپ کا سلسلہ نسب یوں ہے محمدبن حسن بن علی بن محمدبن علی بن موسی جعفربن محمدبن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب علیھم السلام ۔

آپ باپ کی طرف سے حسینی اورماں کی طرف سے حسنی ہیں کیونکہ امام باقرکی والدہ گرامی امام حسن کی دختر اختر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام مہدی کی ولادت اوراس کے شرعی ثبوت کے بارے میں بحث کرنا ایک غیر طبیعی بحث ہے مگر بعض تاریخی مغالطوں اورشکوک وشبہات کی وجہ سے جیسا کہ آپ کے چچا جعفر کذاب کا دعوی کرنا کہ میرے بھائی حسن کی کوئی اولاد نہیں تھی ۔

اورحکومت وقت کا ان کے اس دعوی کو قبول کرتے ہوئے امام حسن عسکری کی وارثت ان کے حوالے کردینا جیسا کہ خود علماء شیعہ اثنی عشری نے لکھا ہے اور اگر غیر شیعہ نے لکھا ہے توانہیں کے طرق سے نقل کیا ہے۔

یہی چیز ایک منصف اورغور وفکر کرنے والے کیلیے کافی ہے کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ شیعہ ایک چیز کو نقل کریں اوراس کے بطلان کو ثابت کیے بغیر اس کے خلاف عقیدہ رکھیں یہ ایسا ہی ہے جیسے شیعہ ان روایات کو نقل کرتے ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ معاویہ، حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پیغمبر کے ہاں کسی بھی مقام ومرتبے کا قائل نہیں تھا۔

پس معاویہ کا انکار بھی ثابت ہے اورحضرت علی کا مقام ومرتبہ بھی ثابت ہے اوردونوں کا ثبوت یقین کی حدتک ہے۔

اسی طرح شیعوں کے یہاں جعفر کذاب کا انکار اورحکومت وقت کا ان کے انکار سے مطابق عمل درآمد کرنا ثابت ہے اوراس کے مقابلہ میں حضرت امام مہدی کی ولادت بھی، اقرار، مشاہدہ اوربرہان کے ساتھ ثابت ہے۔

لیکن مغرب کے دسترخوانوں پرپلنے والے انہیں شبہات سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اورانہیں (اصلاح) کے نئے اوررنگارنگ لباس سے سجاتے ہیں ۔

چنانچہ ہمارا دعوی ہے کہ کسی شخص کی ولادت صرف اس کے باپ اوردادا کی گواہی سے ثابت ہوجاتی ہے چاہے اسے کسی نے بھی نہ دیکھا ہو مورخین نے اس کی ولادت کا اعتراف کیا ہو۔

علماء نساب نے اس کا نسب بیان کیا ہو اس کے قریبی لوگوں نے اس کے ہاتھ پر معجزات کا مشاہدہ کیا ہو اس سے وصیتیں اور تعلیمات، نصیحتیں اورارشادات، خطوط، دعائیں، درود، مناجات منقول ہوں، مشہور اقوال اورمنقول کلمات صادر ہوئے ہوں، اس کے وکیل معروف ہوں، ان کے سفیر معلوم ہوں اورہر عصر ونسل میں لاکھوں لوگ اس کے مددگار اورپیروکار ہوں۔

مجھے اپنی عمر کی قسم!جو شخص ان شبہات کو ابھارتا ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا انکار کرتا ہے کیا اس سے زیادہ ثبوت چاہتا ہے یا اپنی زبان حال کے ساتھ مہدی کو وہی کہہ رہا ہے جو زبان متعال کے ساتھ مشرکین آپ کے جد امجد پیغمبر کے بارے میں کہتے تھے۔

"وقالو الن نومن لک حتی تفجرلنا من الارض ینبوعاً ، اوتکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانهارخلالها تفجیرا،اوتسقط السماء کمازعمت علینا کسفااو تاتی بالله والملائکة قبیلاً ، اویکون لک بیت من زخرف اوترقی فی السماء ولن نومن لرقیبک حتی تنزل علینا کتابا نقروه! قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا

کفار مکہ نے کہا جب تک تم ہمارے واسطے زمین سے چشمہ جاری نہیں کروگے ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یا کھجوروں اورانگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اس میں تم بیچ بیچ میں نہریں جاری کرکے دکھاویا جیسے تم گمان رکھتے تھے ہم آسمان کو ٹکرے کرکے گراؤیا خدا اور فرشتوں کو اپنے قول کی تصدیق میں ہمارے سامنے گواہی میں لاکھڑا کرو یا تمہارے رہنے کیلیے کوئی طلائی محل سرا ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاو۔

اورجب تک ہم تم پر (خدا کے ہاں سے ایک)کتاب نازل نہ کرو گے ہم اسے خودپڑھ لیں اس وقت تک ہم تمہارے آسمان پر چڑھنے کے بھی قابل نہیں ہو گے (اے رسول)تم کہہ دو کہ میں ایک آدمی (خدا کے)رسول کے سوا اورکیا ہوں (جو یہ بیہودہ باتیں کرتے ہو(اسراء ۱۷:۹۴۔۹۰)

اے اللہ تعالی ! ہمیں اس کی ہدایت کی کوئی امید نہیں جو حق کو پہچان کرباطل سے تمسک کرتا ہے کیونکہ ج سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتا وہ چاندکی روشنی میں کیسے دیکھ سکتا ہے ہم توجاہل تک حق کو پہنچانا چاہتے ہیں اورکمزورایمان ک وقوی کرنا چاہتے ہیں ۔

حضرت امام حسن عسکری کا اپنے فرزند حضرت امام مہدی کی ولادت کی خبر دینا۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے جو محمد بن یحییٰ عطار نے احمد بن اسحاق سے انہوں نے ابو ہاشم جعفری سے صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری سے عرض کیا آپ کی عظمت مجھے آپ سے سوال کرنے سے روکتی ہے پس مجھے آپ سوال کرنے کی اجازت فرمائیں توآپ نے فرمایا:۔

پوچھو !میں نے عرض کیا اے میرے آقا کیا آپ کا کوئی فرزند ہے ؟

آپ نے فرمایا:۔ہاں

میں نے کہا اگرآپ کو کوئی حادثہ پیش آگیا تو اسے کہاں تلاش کریں ؟فرمایا مدینہ میں "(اصول کافی ۲۔۳۲۸:اباب ۷۶)

اورعلی بن محمد کی محمد بن علی بن بلال سے صحیح روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے امام حسن عسکری نے اپنی وفات سے دوسال قبل خط لکھ کر اپنے خلیفہ کی خبر دی پھر اپنی وفات سے تین دن پہلے خط لکھ کر مجھے یہی خبر دی(اصول کافی ۱: ۳۲۹۔۲باب ۷۶)

علی بن محمد سے مراد ثقہ اورفاضل ادیب ابن بندار ہیں اور محمد بن علی بن بلال کی وثاقت اور عظمت زبان زد خاص وعام ہے اورعلماء رجال کے بقول ابوالقاسم حسین بن روح جیسے افراد آپ کے پاس آتے تھے۔

دایہ کی امام مہدی کی ولادت کے بارے میں گواہی

یہ پاک وپاکیزہ علوی سیدہ امام جواد کی بیٹی ، امام ہادی کی بہن اور حضرت امام عسکری علیہ السلام کی پھوپھی حکیمہ ہیں امام زمانہ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ نرجس خاتون کی دایہ کا کام آپ نے سر انجام دیا تھا (کمال الدین ۲۔۱، ۴۲۴ وباب ۴۲ شیخ کی الغیبۃ ۲۰۴۔۲۳۴)

اورولادت کے بعد امام زمانہ کو دیکھنے کی گواہی دی تھی (اصول کافی ۱:۳۳۰ ، باب ۷۷، کمال الدین ۲:۴۳۳۔۱۴ باب ۴۲)اورولادت کے کام میں بعض عورتوں نے آپ کی مدد کی تھی جیسے ابوعلی خیزرانی کی لونڈی جو اس نے امام عسکری کو ہدیۃ کے طورپر دی تھی جیساکہ موثق راوی محمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے (کمال الدین ۲:۴۲۱۔۷باب ۴۲)اورامام عسکری کی خادمہ ماریہ اور نسیم (کمال الدین ۲:۴۳۰۔۵باب۴۲۔ شیخ کی کتاب الغیبۃ ۲۱۱۔۲۴۴)

مخفی نہ رہے کہ مسلمانوں کے بچوں کی پیدائش کے وقت ماں کا مشاہدہ فقط دایہ کرتی ہے جو اس کا انکارکرتا ہے وہ ثابت کرے کہ اس کی ماں کو دایہ کے علاوہ بھی کسی نے دیکھا تھا ۔ اورپھر امام مہدی کی ولادت کے بعد امام عسکری نے سنت شریفہ کو جاری کرتے ہوئے عقیقہ کیا تھا جیساکہ سنت محمدیہ کے پابند لوگ بچے کی پیدائش کے وقت کرتے ہیں۔

آئمۃ کے اصحاب اورغیر اصحاب میں سے جن لوگوں نے امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی دی ہے

امام عسکری کی زندگی میں اورآپ کی اجازت سے آپ کے اورآپ کے والد امام ہادی کے کئی اصحاب نے امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی دی ہے۔

جیساکہ امام عسکری کی وفات کے بعد اورغیبت صغری میں کہ جو۲۶۰ ھ سے ۳۲۹ ھ تک جاری رہی اس میں کئی لوگوں نے امام زمانہ کو دیکھنے کی گواہی دی ہے

ان گواہی دینے والوں کی کثرت کے پیش نظر انہیں دیکھنے کا ذکر کریں گے جنہیں کافی بزرگان متقدمین نے ذکر کیا ہے۔

اوروہ ہیں کلینی (وفات ۳۲۹ہجری)کہ جنہوں نے تقریباً غیبت صغری کاپورا زمانہ پایا ہے۔

صدوق (متوفی ۳۸۱ہجری)کہ جنہوں نے غیبت صغری کے بیس سال زیادہ سال پائے ہیں

شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ہجری) اور شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰ہجری) اوران روایات میں سے فقط چند ایک کو ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں آپ کو دیکھنے والوں کے نام بھی ہیں۔

اس کے بعد ہم فقط آپ کو دیکھنے والوں کے نام ذکر کریں گے اور یہ بتائیں گے کہ کتب اربعۃ میں کہاں کہاں پر ان کی روایات موجودہیں۔

۱۔ کلینی نے صحیح سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ اور محمد بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں :۔

"میں اور شیخ ابو عمرو ، احمد بن اسحاق کے پاس جمع ہوئے احمد بن اسحاق نے مجھے اشارہ کیا کہ جانشین کے متعلق سوال کروں میں نے کہا اے ابو عمرو میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اور جس چیز کا میں سوال کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے کوئی شک نہیں ہے

یہاں تک کہ عمری کی تعریف اور آئمہ کی زبانی اس کی توثیق کرنے کے بعد کہتا ہے پس ابو عمرو سجدے میں گر گئے اور گریہ کرنے لگے پھر مجھ سے پوچھ جو چاہتا ہے تو میں نے کہا کیا تم نے امام عسکری کے جانشین کو دیکھا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم اوران کی گردن ایسی ہے اورانہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا میں نے کہا نام کیا ہے توکہا اس کے متعلق سوال کرنا حرام ہے اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں میں کون ہوتا ہوں حلال اور حرام کرنے والا بلکہ امام نے خود فرمایا ہے۔

کیونکہ حکومت سمجھتی ہے کہ امام عسکری فوت ہوگئے اور ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا اور ان کی میراث کو دے دی ہے جس کا کوئی حق نہیں تھا اوران کے عیال ہیں جو چکر کاٹتے پھرتے ہیں اور کوئی جرات نہیں کرتا کہ ان کی پہچان کرائے یا انہیں کوئی چیز دے اور جب نام آجائے گا تو تلاش شروع ہوجائے گی پس اس سے باز رہو(اصول کافی ۱: ۳۳۰۔ ۳۲۹۔ ۱باب ۷۷، اور صدوق نے اسے کمال الدین ۱۴۔۴: ۴۴۱باب ۴۳، میں صحیح سند کے ساتھ اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن حسن سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کیا ہے)

۲۔کافی میں صحیح سند کے ساتھ علی بن محمد جو ابن بندار ثقہ انہوں نے مہران قلانسی ثقہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں :۔

میں نے عمری سے کہا حضرت امام حسن عسکری بھی چلے گئے تو اس نے کہا چلے گئے لیکن اپنا جانشین تم میں چھوڑ گئے کہ جس کی گردن اس طرح ہے اوراپنے ہاتھ سے اشاری کیا (اصول کافی ۳۲۹: ۱۔ ۴باب ۷۶، ۳۳۱۱۔۴باب ۷۷)

۳۔ صدوق نے صحیح سند کے ساتھ جلیل القدر مشایخ سے روایت نقل کی ہے کہتے ہیں ہم سے بیان کیا محمد بن حسن (رضی اللہ عنہ) نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا عبداللہ بن جعفر حمیری نے وہ کہتے ہیں میں نے محمد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ سے وہی سوال کرنا چاہتا ہوں جو ابراہیم نے اپنے پروردگار سے کیا تھا جب انہوں نے کہا تھا :۔

"رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اول، تومن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی"

"اے میرے پروردگار مجھے دکھا دے کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے فرمایا :کی تو ایمان نہیں رکھتا کہا کیوں نہیں لیکن اس لئے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے(البقرہ۲۶۰:۲)

پس تو مجھے اس حکومت کے وارث کے بارے میں بتا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے تو اس نے کہا :ہاں اور اس کی اس طرح گردن ہے اور اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا(کمال الدین ۴۳۵:۲۔۳باب ۴۳)

۴۔ صدوق نے کمال الدین میں روایت نقل کی ہے کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن علی اسود نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی بن حسین بن موسی بن بابویہ نے محمد بن عثمان عمری کی وفات کے بعد کہا میں ابو القاسم روحی سے کہوں گا کہ وہ امام زمانہ سے عرض کریں کہ وہ میرے لئے ایک بیٹے کی اللہ سے دعا فرمائیں ۔

وہ کہتے ہیں میں نے ان سے کہا اور انہوں نے آگے بات پہنچائی پھر تین دن کے بعد مجھے خبر دی کہ امام نے علی بن حسین علیہم السلام کے لئے دعا مانگی ہے اور عنقریب خداتعالی اسے ایک مبارک بیٹا عطا کرے گا جس کے ذریعے خداتعالی نفع پہنچائے گا اور اس کے بعد اور بچے ہوں گے۔

پھر صدوق اس کے بعد کہتے ہیں :ابو جعفر محمد بن علی اسود جب بھی مجھے اپنے استاد محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی عنہ کے پاس آتے جاتے علوم کو لکھتے اور حفظ کرتے ہوئے دیکھتے تو کہتے کہ تعجب نہیں ہے کہ تجھے علم کا اس قدر شوق ہو کیونکہ تو امام زمانہ کی دعا سے پیدا ہوا ہے(کمال الدین ۵۰۲:۲۔ ۳۱باب ۲۵)

۵۔ شیخ طوسی نے کتاب الغیبہ میں جلیل القدر علماء سے روادیت کی کہتے ہیں "مجھے خبر دی محمد بن محمد بن نعمان اور حسین بن عبیداللہ نے ابو عبداللہ محمد بن احمد بن صفوانی سے وہ کہتے ہیں شیخ ابو القاسم (رضی اللہ عنہ) نے ابو الحسن علی بن سمری کو وصیت کی۔

چنانچہ آپ بھی ابو القاسم تیسرا سفیر ہی کی طرح کام کرتے ہیں رہے جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیعہ آپ کے پاس آئے اور سوال کیا کیا کہ آپ کے بعد وکیل اور آپ کا قائم مقام کون ہے تو آپ نے صرف اتنا بتایا کہ مجھے اس سلسلے میں اپنے بعد کسی کو وصیت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا(کتاب الغیبۃ شیخ طوسی ۲۶۳۔۳۹۴)

اورواضح ہے کہ سمری کا مقام امام علیہ السلام کی وکالت میں وہی ہے جو ابوالقاسم حسین بن روح کا ہے لہذا ضرورت کے وقت آپ امام کی طرف رجوع کرتے تھے اورآپ کی زیارت سے شرفیاب ہوتے تھے

اسی وجہ سے امام زمانہ کے ارشادات ، وصیتیں اورحکام ان کے چارسفیروں کی روایات میں متواترہیں(یہ سب تین جلدوں میں "المختارمن کلمات الامام المہدی"تالیف شیخ غروی کے نام سے چھپ چکی ہے)

اوردیگر کثیر روایات موجودہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ چار سفیروں میں سے ہر ایک نے اپنی وکالت کے زمانے میں امام کو دیکھا تھا اوربہت سارے مواقومیں توشیعوں کے سامنے دیکھا۔

جیساکہ ہم امام زمانہ کو دیکھنے والوں کے ناموں میں اس کی طرف اشارہ کریں گے دیکھنے والے مندرجہ ذیل ہیں

ابراہیم بن ادریس ابواحمد (الکافی ۱:۳۳۱ ۔۸باب۷۷۔ارشاد شیخ مفید ۲:۲۵۲ شیخ طوسی کی کتاب الغیبۃ ۲۳۲۔۲۶۸اور۳۵۷،۳۱۹)

ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری (الکافی ۱:۳۳۱ ۔۶باب ۷۷، ارشاد ۲:۳۵۲، الغیبۃ ۲۳۱۔۲۶۸)ابراہیم بن محمدتبریزی(الغیبۃ۲۲۶۔۲۵۹)

ابراہیم بن مہزیار ابو اسحاق اہوازی (کمال الدین ۲:۴۴۵۔۱۹باب ۲۳)احمدبن اسحاق بن سعد اشعری(کمال الدین ۲:۳۸۴۔ ۱باب ۳۸)

اوراس نے امام کو دوسری مرتبہ (شیخ صدوق کے والد اورکلینی کے مشایخ میں سے)سعدبن عبداللہ بن ابی خلف اشعری کے ہمراہ بھی دیکھا تھا(کمال الدین ۲:۴۵۶۔ ۲۱باب ۴۳)احمدبن حسین بن عبدالملک ابو جعفر ازدی بعض نے کہا ہے اودی (کمال الدین ۲:۴۴۴۔۱۸باب ۴۳۔الغیبۃ۲۲۳۔۲۵۳)عباس کی اولادمیں سے احمدبن عبداللہ ہاشمی انتالیس مردوں کے ہمراہ(الغیبۃ ۲۲۶۔۲۵۸)احمدبن محمدبن مطہر ابو علی جو امام ہادی اورامام عسکری کے اصحاب میں سے ہیں(الکافی ۱: ۳۳۱۔۵ باب ۷۷ ۔ارشاد ۲:۲۳۵۲۔الغیبۃ ۲۶۹:۲۳۳)

ابو غالی ملعون احمدبن ہلال ابو جعفر العبرتائی ایک جماعت کے ہمراہکہ جس میں علی بن بلال، محمدبن معاویہ بن حکیم، حسن بن ایوب بن نوح، عثمان بن سعید عمری (رضی اللہ عنہ)اوردیگر افراد ان کی پوری تعداد چالیس تھی(الغیبۃ ۳۱۹۔۳۵۷)اسماعیل بن علی النو بختی ابو سہل (الغیبۃ۲۳۷۔ ۲۷۲)ابو عبداللہ بن صالح(الکافی ۱:۳۳۱ ۔۷باب ۷۷ ، ارشاد ۲:۳۵۲)ابو محمد الحسن بن وجناء النصیبی (کمال الدین ۲:۴۴۳۔۱۷باب ۴۳)ابو ہارون جو محمدبن حسن کرخی کے مشایخ میں سے ہیں (کمال الدین ۲:۴۳۲، ۹باب ۴۳،اور ۴۳۴۲۔ ۱باب ۴۳)امام زمانہ کاچچا جعفر کذاب اس نے آپ کو دومرتبہ دیکھا تھا (الکافی ۱:۳۳۱ ۔۹باب ۷۷، کمال الدین

۴۴۲:۲۔۱۵باب ۴۳الارشاد۳۵۳:۲الغیبۃ۲۱۷۔۱۴۷)سیدہ علویۃ حکیمہ بنت امام جواد(الکافی ۳۳۱:۱۔۳باب ۷۷، کمال الدین ۴۲۴:۲، ۱باب ۴۲اور۴۲۶:۲۔۲باب ۴۲، الارشاد ۳۵۱:۲، الغیبۃ۲۳۴،۲۰۴اور۲۰۵۔۲۳۷اور۲۰۷۔۲۳۹)

زہری اور بعض نے کہا ہے زہرانی اور اس کے ہمراہ عمری (رضی اللہ عنہ) تھے (الغیبۃ ۲۳۶۔ ۲۷۱)رشیق صاحب المادرای (الغیبۃ۲۱۸۔۲۴۸)

اورابو القاسم روحی (رضی اللہ تعالی عنہ)(کمال الدین ۵۰۲:۲۔۱۶باب ۴۵، الغیبۃ ۲۶۶۔۳۲۰اور۲۶۹۔۳۲۲)

عبداللہ سوری(کمال الدین ۴۴۱:۲۔۱۳باب ۴۳)عمرواھوازی(الکافی ۳۲۸:۱۔۳باب ۷۶اور۳۳۲:۱۔۱۲باب ۷۷، ارشاد۳۵۳:۲، الغیبۃ۲۰۳۔۲۳۴)

علی بن ابراھیم بن مہزیار اھوازی(الغیبۃ۲۲۸۔۲۶۳)جعفربن ابراھیم یمانی کا ایلیچی علی بن محمد شمشاطی (کمال الدین ۴۰۱:۲۔۱۴باب ۴۵)

غانم ابو سعید ہندی(الکافی ۵۱۵:۱۔۳باب ۱۲۵، کمال الدین ۴۳۷:۲، حدنمبر ۶ کے بعد باب ۴۳۔)کامل بن ابراھیم مدنی (الغیبۃ ۲۱۶۔۲۴۷)ابو عمرو عثمان بن سعید عمری(الکافی ۳۲۹:۱۔۱باب ۷۶، اور۴،۳۲۹:۱۰باب ۷۶، اور۱:۳۳۱۔۴باب ۷۷، الارشاد۳۵۱:۲، الغیبۃ ۲۱۶۔۳۵۵)محمدبن احمد انصاری ابو نعیم زیدی ۔

اورامام کو دیکھنے میں ان کے ہمراہ تھے ابو علی محمودی ۔علان کلینی ۔ ابو ہثیم دیناری ابو جعفر احول ہمدانی اوریہ تقریبا تیس مرد تھے کہ جن میں سید محمد بن قاسم علوی عقیقی بھی شامل تھے (کمال الدین ۴۷۰:۲۔۲۴باب ۷۳، الغیبۃ۲۲۷۔۲۵۹)

سید موسوی محمد بن اسماعیل بن امام موسی بن جعفر اوریہ اس زمانے میں پیغمبر کی اولاد میں سے سب سے زیادہ بوڑھے تھے (الکافی ۳۳۰:۱۔۲باب ۷۷، ارشاد۳۵۱:۲، الغیبۃ ۲۳۰۔۲۶۸)شہر قم کے شیعوں کے وفد کے قائد کے طور پر محمد بن جعفر ابو العباس حمیری (کمال الدین ۴۷۷:۲حدیث ۶کے بعد باب ۴۳)

محمد بن حسن بن عبداللہ تمیمی زیدی المعروف ابو سورۃ (الغیبۃ ۲۳۴۔۲۶۹، اور۲۳۵۔۲۷۰)اور محمد بن صالح بن علی بن محمد بن قنبر الکبیر امام رضا کا غلام(کمال الدین ۴۴۲:۲۔۱۵باب ۴۳، اس نے جعفر کذاب کا امام کا زمانہ کو دیکھنا بیان کیا ہے اورظاہر ہے کہ اس نے خود بھی دیکھا ہیلیکن کافی میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ اس نے خود نہیں دیکھا لیکن اس کو دیکھا ہے جس نے امام کو دیکھا تھا اوروہ جعفر کذاب ہے کافی :۱:۳۳۱۔۹باب ۷۷)

محمد عثمان عمری (رضی اللہ عنہ (کمال الدین ۴۳۳:۲۔۱۳باب ۴۲، اور۴۳۵:۲۔۳باب ۴۳اور، ۴۴۰:۲۔۹باب ۴۳اور۴۴۰:۲۔۱۰باب ۴۳، اور۴۴۱:۲۔۱۴باب ۴۳)

اورانہوں نے حضرت امام حسن عسکری کی اجازت سے چالیس مردوں کے ہمراہ آپ کی زیارت کی تھی کہ جن میں معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب بن نوح بھی تھے (کمال الدین ۲:۴۳۵۔۲ باب ۴۳)یعقوب بن منفوش (کمال الدین ۲:۲۴۳۷۔۵ باب ۴۳)یعقوب بن یوسف ضراب غسانی (الغیبۃ۲۳۸۔۲۷۳)اوریوسف بن احمد جعفری (الغیبۃ۲۲۵۔۲۵۷)

امام مہدی کے وکلاء اورآپ کے معجزات کا مشاہدہ کرنے والوں نے آپ کو دیکھنے کی گواہی دی ہے

صدوق نےپتوں سمیت ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے امام مہدی کے معجزات کا مشاہدہ کیا ہے اورآپ کی زیارت بھی کی ہے بعض آپ کے وکلاء ہیں بعض ان کے علاوہ ،ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کررہے ہیں اوران کی تعداد اسقدر زیادہ ہے کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہے بالخصوص اس تناظر میں کہ یہ مختلف علاقوں سے ہیں۔

بغداد سے :۔عمری کا بیٹا ، حاجز، ہلالی ، عطار

کوفہ سے :۔ عاصمی

اہواز سے :۔ محمد بن ابراہیم بن مہزیار

قم سے :۔احمد بن اسحاق۔

ہمدان سے :۔ محمد بن صالح

شہری سے :۔بسامی اوراسدی (محمد بن ابی عبداللہ کوفی)

آذربایجان سے :۔قاسم سب علاء

نیشاپور سے :۔ محمد بن شاذان

وکلاء کے علاوہ دوسرے حضرات۔

بغداد سے :۔ابو القاسم بن ابو حلیس ، ابوعبداللہ کندی ، ابو عبداللہ جنیدی ، ہارون قزار ، نیلی ، ابو القاسم بن دبیس ، ابو عبداللہ بن فروخ ابو الحسن کا غلام مسرور طباخ ، حسن کے دونوں بیٹے احمد اور محمد اورنوبخت خاندان سے اسحاق کاتب وغیرہ ہیں۔

ہمدان سے :۔ محمد بن کشمرد ، جعفر بن حمدان اور محمد بن ہارون بن عمران

دینور سے :۔ حسن بن ہارون ، احمد بن سعید اخیہ ٓورابو الحسن۔

اصفہان سے :۔ابن باذالہ

صیمرہ سے :۔زیدان

قم سے :۔ حسن بن نضر، محمد بن محمد علی بن اسحاق اوراس کے والد اور حسن بن یقوب

ری سے:۔ قاسم بن موسی ، اس کا بیٹا، ابو محمد بن ہارون ، علی بن محمد ، محمد بن محمد کلینی اور ابو جعفر رفاء۔

قزوین سے :۔مرداس اور علی بن احمد

نیشابور سے:۔ محمد بن شعیب بن صالح ۔

یمن سے :۔ فضل بن یزید ، حسن بن فضل بن یزید ، جعفری ، ابن اعجمی اور علی بن محمد شمشاطی ۔

مصر سے :۔ ابو راج ء وغیرہ ۔

نصبین سے :۔ ابو محمد حسن بن وجناء نصیبی

نیز شہروز، صیمرہ، فارس، اور مرو کے شہروں سے بھی امام کو دیکھنے والوں کو ذکر کیا ہے(کمال الدین ۴۴۲:۴۴۳:۲-۱۶باب ۴۳)

خدام ، خادماؤں اور کنیزوں کی حضرت امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی

حضرت امام مہدی کا مشاہدہ ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو آپ کے والد گرامی حضرت امام عسکری کے گھر میں خدمت گزار تھے۔

اسی طرح بعض نوکرانیوں اور لونڈیوں نے جیسا کہ طریف خادم ابو نصر (الکافی ۳۳۲:۱-۱۳باب ۷۷، کمال الدین ۴۴۱:۲-۱۲باب ۴۳ارشاد ۳۵۴:۲، الغیبۃ ۲۱۵-۲۴۲، اوراس میں طریف کی بجائے ظریف ہے)ابراہیم بن عبدۃ نیشابوری کی خادمہ کہ جس نے اپنے آقا کے ہمراہ امام زمانہ کی زیارت کی تھی(الکافی ۳۳۱:۱-۲باب ۷۷، ارشاد ۳۵۲:۲، الغیبۃ ۲۳۱-۲۶۸)خادم ابو ادیان (الکافی ۲-۴۷۵، حدیث۲۵، کے باب ۴۳)

خادم ابو غانم جو کہتا ہے "حضرت امام حسن عسکری کہ ہاں بیٹا پیدا ہوا آپ نے اس کا نام محمد رکھا اور تیسرے دن اپنے اصحاب کے سامنے اسے پیش کیا اور فرمایا:۔

"هذا صاحبكم من بعدى ، وخليفتى عليكم ، وهو القائم الذى تمتداليه الاعناق بالانتظار، فازا امتلات الارض جوراوظلما خرج فملاقسطاوعدلا"

"میرے بعد یہ تمہارا ساتھی اور میرا خلیفہ ہے اور یہی وہ قائم ہے جس کا لوگ انتظار کریں گے اور جب زمین ظلم وجور سے پر ہو جائے گی تو یہ ظاہر ہو کر اسے عدل وانصاف سے پر کردے گا"(کمال الدین ۴۳۱:۲-۸باب ۴۲)

نیز اسی چیز کی گواہی دی ہے خادم عقیدنے(کمال الدین ۴۷۴:۲، حدیث۲۵، کے بعد باب ۴۳، الغیبۃ ۲۳۷)خادمہ عجوز(الغیۃ ۲۷۳:۲-۲۷۶-۲۳۸)

اور ابو علی خیزرانی کی وہ کنیز جو اس نے حضرت امام حسن عسکری کو ہدیہ کے طور پر دی تھی(کمال الدین ۴۳۱:۲-۷باب ۴۲)

اورجن خادماؤں نے امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی دء ہے ان میں نسیم (کمال الدین: ۴۴۱-۱۱ باب ۴۳)
اورماریہ بھی شامل ہیں(کمال الدین ۴۳۰:۲-۵باب ۴۲، اوراس موقع پرنسیم نے ماریہ کے ہمراہ امام زمانہ کی زیارت کی)
ابو الحسن کے غلام مسرور طباخ نے بھی اسی طرح کی گواہی دی ہے (کمال الدین ۴۴۲:۲-۱۶باب ۴۳)
ان سارے لوگوں نے ویسی ہی گواہی دی ہے جیسی کہ امام عسکری کے گھر میں رہنے والے خادم ابو غانم نے دی ہے۔

حکومتی اقدامات امام مہدی کی ولادت کی دلیل ہیں

حضرت امام حسن عسکری ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اورآپ بنی عباس کے تین بادشاہوں معتز (متوفی ۲۵۵ہجری)اورالمہتدی (متوفی ۲۵۶ہجری)اور معتمد(متوفی ۲۷۹ہجری)کے ہم عصر رہے۔
معتمد اہل بیت کے خلاف سخت کینہ اور تعصب رکھتا تھا اس کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ کی مشہورکتابیں جیسے طبری وغیرہ اوراگر آپ ۲۵۷ھ ہجری، ۲۵۹ھ ہجری اور ۲۶۰ہجری وغیرہ اوراگر آپ مطالعہ کریں کہ جو اس کی حکومت کے پہلے سال ہیں توآپ کو آئمہ علیھم السلام کے خلاف اس کے کینہ اوردشمنی کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔
اوراللہ تعالی نے اسے زندگی ہی میں سزا دی کیونکہ اس کے پاس بالکل کچھ نہیں رہا تھا حتی کہ اسے تین سو دینار کی ضرورت ہوئی جو اسے نہ مل سکے اوراس کی موت بھی بہت بریت طریقے سے ہوئی کہ ترک اس سے ناراض ہوگئے اورمورخین کا اتفاق ہے کہ انہوں نے پگھلے ہوئے سیسے میں پھینک کراسے ہلاک کردیا۔
اس کے انتہائی گھٹیا اورکمینگی پرمبنی اقدامات میں سے ایک یہ تھا کہ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد اس نے فوری طورپر اپنے سپاہیوں کو آپ کے گھر کی دقیق تلاشی لینے اورامام مہدی کے متعلق جستجو کرنے کا حکم دیا۔
نیز حکن دیا کہ آپ کی نوکرانیوں کو قید کردیا جائے اورآپ کی عورتوں کو رسن باندھ دیئے جائیں اورجعفرکذاب شیعوں کے پاس اپنے بھائی عسکری والا مقام ومرتبہ حاصل کرنے کے لالچ میں اس کی مدد کررہا تھا اورجیسا کہ شیخ مفید نے لکھا ہے اسی وجہ سے امام عسکری کے پسماندہ گان پر قید وبند اورتذلیل توہین جیسی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں (الارشاد۳۳۶:۲)
یہ سارے اقدامات اس وقت کئے جارہے تھے جب حضرت امام مہدی کی عمرشریف صرف پانچ برس تھی اوریہ جان لینے کے بعد کہ یہی بچہ وہ امام ہے جو طاغوت کے سر کو کچل دے گا معتمد عباسی کے لیے آپ کی عمر مہم نہیں تھی کیونکہ وہ متواتر روایات میں دیکھ چکا تھا کہ اہل بیت کا بارہواں امام دنیا کو ظلم وجورکے ساتھ پر ہونے کے بعد عدل وانصاف سے پر کردے گا۔
پس امام مہدی کے بارے میں اس کا وہی موقف تھ اجو فرعون کا موسی کہ بارے میں تھاچنانچہ خوف کی وجہ سے موسی کی ماں نے بچپن ہی میں آپ کو سمندر کی لہروں کے حوالے کردیا تھا

اوراس حقیقت کا فقط معتمد عباسی ہی کو علم نہیں ہوا تھا بلکہ اس سے پہلے معتز اور مہدی بھی اس کو جان چکے تھے اس لئے امام عسکری کی مسلسل یہ کوشش رہی کہ امام مہدی کی خبر آپ کے مخلص شیعہ اور چاہنے والوں سے باہر نہ نکلے۔

ساتھ ساتھ آپ نے اپنی وفات کے بعد شیعوں کو قیادت والے مسئلے میں اختلاف سے بچانے کے لیے مناسب اقدامات اوراحتیاطی تدابیر بھی اختیار کررکھی تھیں چنانچہ آپ نے کئی بار خود اپنے شیعوں امام مہدی کی ولادت کی خبردی

نیز اسے مخفی رکھنے کی بھی ہدایت کی تاکہ کہیں وقت کے طاغوتوں کو اس کا علم نہ ہو جائے کہ یہ وہی بارہواں امام ہے جس کے متعلق جابر بن سمرہ کی وہ حدیث ہے جسے کثیر لوگوں نے روایت کیا ہے اوراسے متواتر قرار دیا ہے ورنہ اس نوعمر بچے سے تخت معتمد کو اورکیا خطرہ ہو سکتا ہے کہ جس کی عمر ابھی پانچ سال سے متجاوز نہیں ہوئی

اگراسے یہ علم نہ ہوتا کہ یہ وہی حضرت مہدی منتظر علیہ السلام ہے کہ جس کے درخشندہ دور کی خبر احادیث متواترہ نے دی ہے اور ظالم وجابر حکمرانوں کے بارے میں اس کے موقف کی روایات نے وضاحت کی ہے۔

اگرایسا نہیں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے توحکومت جعفرکذاب کی اس گواہی سے کیوں قانع نہ ہوئی کہ اس کا بھائی عسکری فوت ہوا ہے اوراس کا کوئی بیٹا نہیں ہے؟

کیا حکومت یہ نہیں کر سکتی تھی کہ جعفرکذاب کو اپنے بھائی کی وراثت دے دیتی بغیر ان احمقانہ اقدامات کے جو امام عسکری کے فرزند سے حکمرانوں کے خوف زدہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں؟

کہا جاتا ہے حکمرانوں کی کوشش کی تھی کہ حق حقدار ہی کو ملے اس لیے وہ امام عسکری کے جانشین کے بارے میں جستجو کررہے تھے تاکہ جعفرکذاب اپنے دعویٰ کی بنا پر ناحق میراث نہ لے جائے

ہم کہتے ہیں:۔ اگریوں ہوتا توپھر حکومت کو ایسے شکوک وشبہات پیدا کرنے والے طریقے سے امام مہدی کے بارے میں جستجو نہیں کرنی چاہئے تھی بلکہ حکومت کے لیے ضروری تھا کہ جعفرکذاب کے دعوے کو کسی قاضی کے پاس بھیج دیتی بالخصوص جب یہ مسئلہ میراث کا تھا اور اس قسم کے مسائل ہردن پیش آتے رہتے تھے۔

اورپھر قاضی کا کام تھا تحقیقات کرنا اور امام عسکری کی ماں آپ کی بیویوں ، خادماوں اورخاندان اہل بیت میں سے آپ کے دیگر مقربین کو طلب کرکے گواہی مانگنا پھر ان کی گواہیوں کی روشنی میں فیصلہ صادر کرنا لیکن یوں حکومت کا خود اس مسئلے کے درپے ہونا۔

اورپھر حکومت کے شخص اول کا اتنی جلدی اس مسئلے میں دلچسپی لینا کہ ابھی امام عسکری دفن بھی نہیں ہوئے اورعدالت کے خصوصی مسائل میں سے ہونے کے باوجود اس کی دائرہ اختیار سے اسے خارج کرنا اورسپاہیوں کا امام عسکری کے گھت میں موجود افراد پر اچانک چھاپہ مارنا۔

یہ سب چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ حکام وقت کو امام مہدی کی ولادت کا یقین تھا اگرچہ انہوں نے انہیں دیکھا نہیں تھا کیونکہ انہیں پہلے سے ہی اہل بیت کے بارہویں امام کا علم ہوچکا تھا۔

جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ کرچکے ہیں کہ حکومت امام مہدی کو راستے سے ہٹانے کی غرض سے تلاش کررہی تھی نہ اس لیے کہ حقدار تک حق پہنچانے بلکہ اس پر قبضہ کرنا اوراسے غصب کرنے کے لیے یہ سب کچھ کررہی تھی کیونکہ امام عسکری کی زندگی میں اس کے لیے کوئی بہانا ہاتھ نہیں آیا تھا۔

لہذا آپ کی غیبت کے رازوں میں سے ایک راز آپ کی جان کو لاحق یہ خوف تھا جیسا کہ غیبت سے دسیوں سال پہلے آپ کے آباواجداد اس سلسلے میں فرما چکے تھے

علما انساب نے حضرت امام مہدی کی ولادت کا اعتراف کیا ہے

بیشک ہرفن میں اسی فن کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اورہمارے اس مسئلے کا تعلق علماء انساب سے ہے اوراس مسئلے میں وہی بہترین فیصلہ کرسکتے ہیں ان میں سے بعض کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔

1- علم انساب کا مشہور ماہر ابونصر سہل بن عبداللہ بن داودبن سلیمان بخاری

جوچوتھی صدی کے علماء میں سے ہیں اوروہ ۳۴۱ہجری کو زندہ تھے اورامام زمانہ کی غیبت صغری جو ۳۲۹ہجری میں ختم ہوئی کے معاصر علماء انساب میں سب سے زیادہ مشہورہیں۔

وہ "سرالسلسلۃ العلویۃ"میں کہتے ہیں محمد تقی کے فرزند علی نقی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کانام تھا حسن عسکری آپ کی ماں ایک ام ولدنوبیہ تھی جسے ریحانہ کے نام سے پکاراجاتا تھا اپ ۲۳۱ہجری کو پیدا ہوئے اورآپ نے ۲۶۰ ہجری میں سامرہ میں وفات پائی اس وقت آپکی عمر انتیس برس تھی ۔

حضرت امام علی نقی کے ہاں جعفر بھی پیدا ہوا جسے شیعہ جعفرکذاب کہتے ہیں کیونکہ اس نے اپنے بھائی حسن کی میراث کا دعوی کیا تھا اوراس نے ان کے فرزند قائم حجت کا انکارکیا جس کے نسب میں کوئی شک نہیں ہے۔('سرالسلسلۃ العلویۃ'ابونصر بخاری۳۹)

2- پانچویں صدی ہجری ے علماء میں سے مشہور نساب سید عمری:-

کہتے ہیں جب امام حسن عسکری نے وفات پائی تواس وقت جناب نرجس سے آپ کے فرزند کا آپ کے رشتہ داروں اورخاص شیعوں کو علم تھا۔

اورہم عنقریب آپ کی ولادت کے حالات اوران روایات کو ذکر کریں گے جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں اورمومنین بلکہ سب لوگوں کی آپ کی غیبت کے زریعے آزمائش کی جارہی ہے

اورجعفربن علی نے اپنے بھائی کے مال اورآپ کی تقسیم کے سلسلے میں ان سے زیادتی کی اوراس نے انکارکردیا کہ ان کا کوئی بیٹا ہے اوربعض فرعونوں نے آپ کے بھائی کی خاداوں پرقابض ہونے کے سلسلے پر قابج ہونے کے سلسلے میں اس کی مدد کی(المجدی فی انساب الطالبیین ۱۳۰)

۳۔فخر رازی شافعی

(متوفی ۶۰۶ہجری)اپنی کتاب الشجرہ المبارکۃفی انساب الطالبیۃمیں "امام عسکری کی اولاد" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

"امام حسن عسکری کے دو بیٹے اوردو بیٹیاں تھیں بیٹوں میں سے ایک صاحب الزمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف ہیں اوردوسرا موسی ہے جو اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو گیا تھا اور بیٹیوں میں ایک فاطمہ ہے جو باپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی اوردوسری ام موسی یہ بھی فوت گئی تھی(الشجرۃ المبارکۃفی انساب الطالبیۃفخر رازی ۷۹۔۷۸)

4۔مروزی ازوی قانی

(متوفی ۶۱۴ہجری کے بعد) نے اپنی کتاب "الفخری"میں امام علی نقی کے بیٹے جعفر کو کذاب کہا جاتا ہے اس لیے کہ اس نے اپنے بھائی کے بیٹے کا انکار کیا تھا (الفخری فی انساب الطالبیین:۷)اوریہ چیز بہترین دلیل ہے کہ مروزی امام مہدی کی ولادت کا عقیدہ رکھتے تھے۔

5۔علم انساب کے ماہر سید جمال الدین احمد بن علی الحسینی:۔

المعروف ابن عنبہ (متوفی ۸۶۸)اپنی کتاب "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" میں لکھتے ہیں

"رہے علی یادی تو سر من رای میں ٹھرنے کی وجہ سے ان کا لقب عسکری ہے اوراس کو عسکر بھی کہا جاتا تھا آپ کی والدہ گرامی ایک ام ولدہیں جو نہایت فضلیت وشرافت کی مالکھتیں متوکل نے آپ کو سرمن رای بھیج دیا تھا اوروفات تک وہیں ٹھہرایا تھا اورآپ کے دو بیٹے تھے امام حسن عسکری علم وزہد میں بے مثال تھے اورشیعوں کے بارہویں امام مہدی کے یہی والدہیں اورمہدی ہی قائم منتظرہیں کہ جن کی والدہ کا نام نرجس ہے

آپ کا بھائی عبداللہ جعفر ہے جس کا لقب کذاب ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائی حسن کی وفات کے بعد امامت کا دعوی کیا تھا(عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب۱۹۹)

فصول فخریہ جو فارسی میں چھپی ہے میں کہتے ہیں ابو محمد حسن جنہیں عسکری کہا جاتا ہے اورعسکر سامراء کو کہا جاتا ہے متوکل نے آپ کو آپکے والد کو مدینہ سے سامراء بلا کرروک لیا تھا

6۔گیارہویں صدی کے علماء انساب میں سے زیدی ابو الحسن محمد حسینی یمانی صنعانی:۔

انہوں نے امام محمد باقر کی اولاد کا نسب بیان کرنے کے لیے ایک شجرہ نسب بنایا ہے اور امام علی نقی کے نام کے نیچے آپ کے پانچ بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں

امام عسکری، حسین، موسی، محمد، علی اور پھر امام عسکری کے نام کے نیچے بلاواسطہ لکھتے ہیں "محمد" اور اس کے بالمقابل لکھتے ہیں "شیعوں کا منتظر" (روضة الباب لمعرفة الانساب سید ابوالحسن محمد حسینی یمانی صنعانی ۱۰۵)

7۔ محمد امین سویدی

:۔(متوفی ۱۲۴۶) اپنی کتاب "سبائک الذہب فی معرفة قبائل العرب" میں لکھتے ہیں محمد مہدی کی مران کے والد کی وفات کے وقت پانچ سال تھی آپ درمیانہ قد اونچی تیکھی ناک روشن خوبصورت بال اور چہرے کے مالک تھے۔ (سبائک الذہب سویدی ۳۴۶)

8۔ ہم عصر نساب محمد ویس حیدری شامی:۔

اپنی کتاب الدرر البہیہ فی الانساب الحیدریہ والاویسیہ "میں امام علی نقی کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں آپ کے پاس پانچ بچے تھے، محمد، جعفر، حسین، امام عسکری اور عائشہ پھر حضرت امام حسن عسکری کے فرزند مہدی ہیں جو غائب ہیں

پھر بلافاصلہ اس کے بعد عنوان "امام محمد مہدی اور امام حسن عسکری" کے ذیل میں کہتے ہیں امام حسن عسکری ۲۳۱ ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۰ ھ کو سامراء میں وفات پائی۔ امام محمد مہدی کے لیے بالکل کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا گیا (الدرر البہیہ فی الانساب الحیدریہ والایسة طبع حلب شام ۱۴۰۵ ہجری)

پھر وہ اپنی آخری عبارت کے حاشیے پر لکھتے ہیں امام مہدی پندرہ شعبان ۲۵۵ ہجری کو پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون ہیں

اور آپ کے حلیے کے بارے میں لکھتے ہیں "انتہائی سفید رنگ' روشن پیشانی، علیحدہ علیحدہ آبرو، چمکیلے رخسار، اونچی تیکھی ناک، تعجب آور حسن، سرو کے درخت کی طرح سیدھی قدوقامت، پیشانی چمکتے دمکتے ستارے کی طرح روشن ہے دائیں رخسار پر تل ہے جیسے چاندی کی سفیدی پر کستوری کے ذرے ہوں گھنے بال ہیں جو کانوں کو ڈھانپے ہوئے ہیں، آنکھوں سے حسن، شگفتگی اور حیا میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا (حاشیہ الدرر البہیہ ۷۴۔۷۳)

یہ امام مہدی کی ولادت کے بارے میں علماء انساب کے اقوال تھے ان میں شیعوں کے ساتھ ساتھ سنی اور زیدی بھی تھے اور ضرب المثل ہے کہ مکہ والے اپنے قبیلوں کو بہتر جانتے ہیں۔

علماء اہل سنت کا اعتراف حضرت امام مہدی کی ولادت کے سلسلے میں

حضرت امام مہدی کی ولادت کا اعتراف سنی علماء نے تحریری طور پر کیا ہے اور اس کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوا ہے بعض نے اس سلسلہ میں خاص بحث کی اور اس کا غیبت صغری (۲۶۰۔۳۲۹ہجری) سے لیکر آج تک جاری ہے

ہم ان میں فقط بعض کو ذکر کریں گے مزید تفصیل کے لیے ان اعترافات کے دیگر مجموعوں کی طرف رجوع کریں(ملاحظہ ہو سید قزویجنی کی کتاب "ایمان الصحیح "شیخ مہدی فقیہ ایمانی کی کتاب "الامام المہدی فی نہج البلاغہ "تبریزی کی "من ھو الامام المہدی "شیخ علی یزدی حائری کی "الزام الناصب "استاد علی محمد دخلیل کی "الامام المہدی "سید ثامر عمیدی کی "دفاع عن الکافی "اس میں اہل سنت کے ایک سو اٹھائیس علماء کے نام ان کی صدیوں کی ترتیب سے مذکور ہیں کہ جہنوں نے امام مہدی کی ولادت کا اعتراف کیا ہے)

ان میں سے پہلا ابو بکر محمد بن ہارون رویانی (وفات ۳۰۷ء)ہجری اپنی کتاب المسند (خطی نسخہ)ہیں اور آخری استاد معاصر یونس احمد سامرائی ہے اپنی کتاب "سامراء فی ادب القرن الثالث الہجری "میں یہ کتاب بغداد یونیورسٹی کی مدد سے ۱۹۶۸ میلادی میں چھپی تھی ۔

ملاحظہ ہو دفاعن الکافی"۵۹۲:۱۔۵۶۸،الدلیل السادس اعترافات اہل السنۃ "کے عنوان کے ذیل میں)

۱۔ ابن اثیر جزری عزالدین :۔(متوفی ۶۳۰ہجری)نے انی کتاب الکامل فی التاریخ "میں ۲۶۰ء ہجری کے واقعات میں لکھا ہے اسی سال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فوت ہوئے اور شیعوں کے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں اور شیعوں کے جو مہدی منتظر کے والدیہی ہیں (الکامل فی التاریخ ۲۶۰،۲۷۴:۷ہجری کے آخری واقعات میں)

۲۔ ابن خلکان :۔(متوفی ۶۸۰ہجری)وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں شیعوں کے عقیدے کے مطابق امام حسن عسکری کے فرزند ابوالقاسم محمد جو حجت کینام سے مشہور ہیں بارہویں امام ہیں آپ پندرہ شعبان ۲۵۵ ئہجری روز جمعہ کو پیدا ہوئے

پھر مورخ ابن ازرق فارقی (متوفی ۵۷۷ہجری)سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے تاریخ "میا فارقین "میں لکجا ہے یہی حجۃ نو ربیع اول ۲۵۷ ء ہجری کوپیدا ہوئے اور بعض نے کہا ہے آٹھ شعبان ۲۵۶ ء ہجری کو اوریہی زیادہ صحیح ہے (دفیات الاعیان ۱۷۶:۴۔۵۶۲۔)

آپ کی ولادت کے بارے میں ابن خلکان کا قول ہی صحیح ہے کہ آپ پندرہ شعبان ۲۵۵ ء کو بروز جمعہ پیدا ہوئے۔

اسی پر سارے شیعہ علماء کا اتفاق ہے اور اس سلسلے میں علماء شیعہ نے صحیح روایات اور علمائے متقدمین کے اقوال نقل بھی کئے ہیں اور شیخ کلینی "جنہوں نے غیبت صغری کا تقریبا پورا زمانہ پایا ہے "نے اس کو مسلمات میں شمار کیا ہے اور اس کے خلاف وارد ہونے والی احادیث پر اس کو مقدم کیا ہے۔

چنانچہ صاحب الزمان کے روز ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں آپ پندرہ شعبان ۲۵۵ء ہجری کو پیدا ہوئے(اصول کافی ۵۱۴:۱باب ۱۲۵)

شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ ئہجری)نے اپنے شیخ محمد بن محمد بن عصام کلینی سے انہوں نے محمد بن یعقوب کلینی سے انہوں نے علی بن محمد بن بندار سے روایت نقل کی ہے کہ امام زمانہ پندرہ شعبان ۲۵۵ہجری کو پیدا ہوئے"(کمال الدین ۲:۴۳۰۔۴باب ۴۲)

لیکن کلینی نے اپنے قول کو علی بن محمد کی طرف نسبت نہیں دی کیونکہ یہ مشہور ہے اور اس پر اتفاق ہے۔

۳۔ذہبی:۔ (متوفی ۷۴۸ہجری) نے اپنی تین کتابوں میں امام مہدی کی ولادت کا اعتراف کیا ہے انہوں نے اپنی کتاب "العبر"میں لکھا ہے "اور ۲۵۶ ئہجری میں امام مہدی بن حسن عسکری بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق شیعوں نے انہیں خلف حجۃ، مہدی منتظر اور صاحب الزمان جیسے القاب دے رکھے ہیں اور یہ بارہ میں سے آخری امام ہیں (المعبر خبر من غبر ۳:۳۱)

اورتاریخ دول الاسلام میں امام حسن عسکری کے حالات میں لکھتے ہیں حسن بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق ابو محمد ہاشمی حسینی شیعہ کے ان اماموں میں سے ایک ہیں جن کی عصمت کا دعوی کرتے ہیں اور انہیں حسن عسکری کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سامراء میں رہے ہیں ۔

اور سامراء کو عسکو کہا جاتا تھا اوریہی شیعوں کے منتظر کے والد ہیں آپ نے سامراء میں آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ہجری کو انتیس سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے اور آپ کے فرزند محمد بن مہدی بن حسن عسکری جنہیں شیعہ قائم اور خلف حجۃ کہتے ہیں ۲۵۸ ء ہجری کو پیدا ہوئے اور بعض نے ۲۵۶ہجری کہا ہے(تاریخ دول الاسلام ۲۶۰۔ ۲۵۱ہجری کے واقعات والاجز ۱۵۹۔۱۱۳)

اور"سیر اعلام النبلاء "میں لکھا ہے منتظر شریف ابو القاسم محمد بن حسن عسکری بن علی الہادی بن محمد بن علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین الشہید بن امام علی بن ابی طالب علوی حسینی بارہ اماموں میں سے آخری امام ہیں (سیر اعلام النبلاء ۱۱۹ ۱۳:، حالات نمبر ۶۰)

میں کہتا ہوں :۔ہمارے لیے ذہبی کا امام مہدی کی ولادت کے بارے میں نظریہ مبہم ہے لیکن امام مہدی کے بارے میں ان کا عقیدہ تو یہ دیگر لوگوں کی طرح سیراب کے منتظر ہیں جیسا کہ ہم مہدی کے محمد بن عبداللہ ہونے کے قائل حضرات کی بحث میں وضاحت کر چکے ہیں

۴۔ ابن وردی :۔ (متوفی ۷۴۹ ہجری) اپنی کتاب تتمہ المختصر المعروف تاریخ ابن وردی کے ذیل میں لکھتے ہیں "محمد بن حسن عسکری ۲۵۵ ء میں پیدا ہوئے" (اس سے مومن بن حسن شبلنجی شافعی نے اپنی کتاب نورالابصار میں نقل کیا ہے ۱۸۶)

۵۔ احمد بن حجر ہیتمی شافعی (متوفی ۹۷۴ اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" کے گیارہویں باب کی تیسری فصل کے آخر میں لکھتے ہیں :۔

ابو محمد الحسن الخالص جنہیں ابن فلکان نے عسکری کہا ہے ۲۳۲ ء ہجری کو پیدا ہوئے ۔۔۔۔۔ سر من رای میں وفات پائی اور اپنے باپ کو چچا کے پہلو میں دفن ہوئے آپ کی عمر اٹھائیس سال تھی اور کہا جاتا ہے کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا تھا آپ کا فقط ایک بیٹا تھا ابو القاسم محمد بن حجۃ اور والد کی وفات کی وقت اس کی عمر پانچ برس تھی۔ لیکن اسی عمر میں اللہ تعالی نے اسے حکمت عطا کر رکھی تھی اور اسے قائم منتظر کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مدینہ میں غائب ہوئے اور نہیں معلوم کہاں گئے (الاتحاف بحب الاشراف ۶۸)

۷۔ مومن بن حسن شبلنجی :۔(متوفی ۱۳۰۸ ء ہجری) نے اپنی کتاب نورالابصار میں امام مہدی کے نام نسب شریف کنیت اور القاب کا اعتراف کیا پھر لکھتے ہیں شیعوں کے عقیدے کے مطابق یہ بارہ میں سے آخری امام ہیں پھر تاریخ ابن وردی سے وہی نقل کیا ہے جو نمبر ۴، میں گزر چکا ہے (نورالابصار ۱۸۶)

۸۔ خیر الدین زرکلی :۔(متوفی ۱۳۹۲ ہجری) اپنی کتاب "الاعلام "میں حضرت امام مہدی کے حالات میں لکھتے ہیں محمد بن حسن عسکری شیعوں کے آخری امام ہیں سامراء میں پیدا ہوئے اور جب آپ کے والد کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر پانچ برس کی تھی اور کہا گیا ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش پندرہ شعبان ۲۵۵ ء ہجری اور تاریخ غیبت ۲۶۵ ء ہجری (الاعلام ۶:۸۰)

میں کہتا ہوں :۔ غیبت صغری کا آغاز ۲۶۰ ء ہجری کو ہوا اور ہماری معلومات کے مطابق اس پر اس سب شیعہ اور غیر شیعہ کہ جنہوں نے تاریخ غیبت لکھی ہے کا اتفاق ہے اور اعلام میں جو کچھ ہے شاید یہ کتابت میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ زرکلی نے غیبت کا سن حروف کے بجائے عدد میں لکھا ہے اور کتابت میں عدد کی غلطی کا احتمال بہت زیادہ ہے اس کے علاوہ اور بھی کثیر اعترافات ہیں کہ جب کی اس بحث میں گنجائش نہیں ہے۔

اہل سنت کا اعتراف کہ امام مہدی امام حسن عسکری کے فرزند ہیں

اہل سنت کے بہت سارے علماء نے اعتراف کیا ہے کہ مہدی جو آخری زمانہ میں ظہور کریں گے وہ حسن عسکری کے فرزند محمد ہیں اور آپ ان اہل بیت کے بارہویں امام ہیں جو سارے مسلمانوں کے امام ہیں نہ فقط شیعوں کے

جیسا کہ بعض لوگ اس کا دعوی کرتے ہیں گویا پیغمبر نے فقط شیعوں کو ثقلین یعنی کتاب الہی اور عترت اہل بیت سے تمسک کرنے کا حکم دیا تھا

بہر حال ہم ان انصاف پسند علماء کے اقوال ذکر کرتے ہیں جنہوں نے حقیقت کی تصریح کی ہے

محی الدین ابن عربی :۔(متوفی ۶۳۸ہجری) نے فتوحات مکیۃ میں حمزاوی نے "مشارق الانوار "میں اور صبان نے "اسعاف الراغبین "میں عبدالوہاب بن احمد شعرانی شافعی (متوفی ۹۷۳ہجری) کی کتاب "الیواقیت والجواہر" سے نقل کیا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیۃ کے باب نمبر ۳۶۶ بحث پنجم میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے

لیکن بزرگوں کی میراث کی حفاظت کے دعویداروں نے کتاب سے اس اعتراف کو نکال دیا ہے کیونکہ میں نے خود جستجو کی لیکن مجھے نہیں ملا

شعرانی محی الدین سے نقل کرتے ہوئے کہتا ہے شیخ محی الدین کی فتوحات کے باب نمبر ۳۶۶پر عبارت یہ ہے :۔

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور حتمی اوریقینی ہے لیکن اس وقت تک ظہور نہیں کریں گے جب تک زمین ظلم وجور سے پر نہیں ہو جائے گی پس آپ اسے عدل وانصاف سے پر کریں گے اگردنیا کا فقط ایک دن باقی رہ جائے اسی کو اللہ تعالی اس قدر طویل کردے گا تاکہ آپ حاکم بن جائیں اور آپ پیغمبر اکرم کی عترت اور فاطمہ کی اولاد سے ہیں آپ کے جد حسین ابن علی ابی طالب ہیں اور آپ کے والد حسن عسکری بن امام علی نقی ہیں (الیواقیت والجواہر شعرانی ۲:۱۴۳، مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۷۸ہجری ،۱۹۵۹ء)میلاددی۔)

۲۔ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی :۔(متوفی ۶۵۲ ء ہجری) اپنی کتاب مطالب السئوول میں لکھتے ہیں آپ ابو القاسم محمد بن حسن خالص بن علی متوکل بن قانع بن علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین ذکی بن علی مرتضی امیر المومنین بن ابی طالب مہدی حجۃ، خلف صالح اور منتظر ہیں رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس کے بعد ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا مطلع یہ ہے :۔

فهذاالخلف الحجة ايده الله

هذامنهج الحق وآتاه سجاياه

یہ خلف حجۃ ہے اوراللہ نے اس کی تائید کی ہے یہ راہ حق ہے اوراللہ تعالی نے اسے خصوصیات عطا کی ہیں (مطالب السئوول ۲:۷۹باب ۱۲)

۳۔ سبط ابن جوزی حنبلی :۔(متوفی ۶۵۴ ء ہجری)اپنی کتاب "تذکرۃ الخواص " میں حضرت امام مہدی کے بارے میں لکھتے ہیں آپ محمدبن ابن حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی رضا بن جعفرابن محمدبن علی ابن حسین ابن علی ابو طالب (علیھم السلام)ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ اورابو القاسم ہے آپ ہی خلف حجۃ صاحب الزمان ، قائم ، منتظر تالی اورآخری امام ہیں (تذکرۃ الخواص ۳۶۳)

۴۔ محمد ابن یوسف ابو عبداللہ کنجی شافعی:۔(مقتول ۶۵۸ ء ہجری)اپنی کتاب "کفایۃ الطالب "کے آخری صحیفہ میں امام حسن عسکری کے متعلق لکھتے ہیں ۔

آپ کی پیدائش ربیع الثانی ۲۳۲ ء ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی اورربیع الاول سے آٹھ دن پہلے ۲۶۰ ء ہجری میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر۲۸برس تھی اورآپ سرمن رای والے گھر کے اسی کمرے میں دفن ہوئے جہان آپ کے والد دفن ہیں اوراپنے بعد اپنے بیٹے امام منتظر کو خلیفہ بنایا اورہم کتاب کو یہی پر ختم کرتے ہیں اوران کے بارے میں الگ الگ کتابیں لکھیں گے۔

یوسف کنجی شافعی نے امام مہدی کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اوراس کا نام "البیان فی اخبار صاحب الزمان "رکھا ہے اوریہ ان کی کتاب کفایۃ الطالب کے ساتھ چھپی ہے اوردونوں ایک ہی جلد میں ہیں اس میں انہوں نے بہت ساری چیزیں ذکر کی ہیں اورآخر میں یہ ثابت کیا ہے کہ مہدی غیبت سے لیکر آخری زمانے تک زندہ اورباقی ہیں آپ ظہور فرما کر دنیا کو عدل وانصاف سے پر کردیں گے جیسا کہ وہ ظلم وجور سے پر ہو چکی ہوگی(البیان فی اخبار صاحب الزمان :۵۲۱باب ۲۵)

۵۔ نور الدین علی بن محمد صباغ مالکی:۔(متوفی ۸۵۵ہجری)نے اپنی کتاب "الفصول المھۃ"کی بارہویں فصل کا عنوان یوں قرار دیاہے "حسن عسکری کے فرزند ابو القاسم الحجۃ اورخلف صالح کے ذکر میں جو بارہویں امام ہیں "

اوراس فصل میں کنجی شافعی کے اس قول کو دلیل کے طورپر ذکرکیا ہے "مہدی کی غیبت سے لیکر اب تک ان کا زندہ اورباقی رہنا کوئی محال نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے اولیاء میں سے عیسی بن مریم ، خضر اورالیاس اب تک زندہ اورباقی ہیں اوراب کے دشمنوں میں دجال اورابلیس لعین ابھی تک زندہ ہیں ان کی دلیل کتاب سنت ہیں

پھر اس نے اس کتاب وسنت سے دلیلیں پیش کی ہیں اورامام مہدی کی ولادت آپ کی امامت کے دلائل آپ کی احادیث ، غیبت ، آپ کی حکومت کی مدت کنیت اورآپ کے نسب کو تفصیل کے ساتھ ذکرکیا ہے جو امام حسن عسکری سے متصل ہوتا ہے(ابن صباغ کی الفصول مھمۃ۲۰۰۔۲۸۷)

۶۔ فصل بن روز بہان :۔(متوفی ۹۰۹ ہجری کے بعد) نے اپنی کتاب البطال الباطل "میں اہل بیت کی شان میں اس نظم کو لکھنے کے بعد اس پر فخر کیا ہے۔

سلام علی المصطفیٰ المجتبیٰ
سلام علیٰ السید المرتضی

سلام علیٰ ستنا فاطمة
من اختارھا اللہ خیرالنسا

سلام من المسک انفاسه
علیٰ الحسین الالمعی الرضا

سلام علیٰ الاورعی الحسین
شھید یریٰ جمسه کربلا

سلام علیٰ سیدالعابدین
علی ابن الحسین المجتبیٰ

سلام علیٰ الباقرالمھتدیٰ
سلام علیٰ الصادق المقتدیٰ

سلام علیٰ الکاظم الممتحن
رضی السجایا امام التقیٰ

سلام علیٰ الثامن الموتمن
علی الرضا سید الاصفیا

مُحَمَّد الطیب المرتجی

سلام علیٰ الاریعی النقی

علی المکرم هادی الوریٰ

سلام علی السید العسکری

امام یجهزجیش الصفا

سلام علی القائم المنتظر

ابی القاسم العرم نور الهدی

سیطع کالشمس فی غاسق

ینجیه من سیفه المنقیٰ

قوی یملاالارض من عدله

کما ملئت جوراهل الهویٰ

سلام علیه وآبائه

وانصاره،ماتدوم السما

سلام ہو اللہ کے برگزیدہ مصطفی پر، سلام ہو سید مرتضیٰ پر، سلام ہو فاطمہ زہراپر جسے اللہ نے سب عورتوں سے افضل بنایا ہے سلام ہو حسن مجتبی پر جو سرچشمہ ہدایت ہیں، سلام ہو حسین شہید پر جس کا جسم کربلا میں دیکھا گیا، سلام ہو سید العابدین پر جو حسین کے بیٹے علی اور برگزیدہ ہیں سلام ہو باقر پر جو ہدایت یافتہ ہیں سلام ہو صادق پر جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔

سلام ہو کاظم پر جسے آزمایا گیا جو پسندیدہ اخلاق والے اور متقوں کے امام ہیں سلام ہو آٹھویں امین علی رضا پر جو چنے ہووں کے سردارہیں، سلام ہو محمد تقی پر جو پرہیزگارپاک وپاکیزہ اور لوگوں کی امیدوں کا مرکزہیں، سلام ہو وسیع الاخلاق علی نقی پر جو معظم ومکرم اورامت کے لیے ہادی ہیں، سلام ہو سید عسکری پر۔

سلام ہو ابو القاسم قائم منتظر پر جو نورہدایت ہیں وہ تاریک رات کے بعد سورج کی طرح طلوع کریں گے اور اپنی برگزیدہ تلوار کے ساتھ نجات دیں گے وہ زمین کو عدل سے پر کردیں گے جس طرح وہ خواہشات کے شکار لوگوں کے ظلم سے پر ہو گی سلام ہو اس پر اس کے آبا و اجداد پر اور اس کے مددگاروں پر جب تک آسمان باقی ہے(دلائل الصدق ۲:۵۷۴۔۵۷۵، بحث پنجم ، شیخ محمد حسن مظفر نے اپنی کتاب دلائل الصدق میں کتاب البطال الباطل پوری کی پوری نقل کی ہے)

۷۔ شمس الدین محمدبن طولون حنفی:۔(متوفی ۹۸۳ ء ہجری)مورخ دمشق نے اپنی کتاب "الائمہ الاثناعشر"میں امام مہدی کے بارے میں لکھا ہے "آپ پندرہ شعبان ۲۵۵ ء ہجری بروز جمعہ پید اہوئے اور جب آپ کے والد نے وفات پائی تو آپ کی عمر پانچ برس تھی (الائمہ الاثنا عشرابن طولون حنفی:۱۱۷)

پھر بارہ اماموں کا ذکر کر کے کہتے ہیں میں نے ان کے بارے میں یہ نظم کہی ہے:

علیک بالائمة الاثنی عشر
من آل بیت المصطفیٰ خیر البشر

ابو تراب ، حسن ، حسین
بخض زین العابدین شین

مُحَمَّد باقر کم علم دریٰ ؟
والصادق ادع جعفراً بین الوری

موسی ھو الکاظم ، ابنة علی
لقبة بالرضا وقدره علی

مُحَمَّد التقی قلبه معمور
علی النقی دره منثور

والعسکری الحسن المطھر

محمد مصطفی جو خیر البشر ہیں ان کی آل میں سے بارہ اماموں کے ساتھ تمسک کرنا ضروری ہے ، ابو تراب حسن ، حسین اورزین العابدین سے بغض رکھنا گنا ہے محمد باقر کتنا علم رکھتے تھے اور صادق کو لوگوں کے درمیان جعفر کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔
جو موسی جو کاظم ہیں اوران کے فرزند علی ہیں جن کا لقب رضاہے اوران کی شان عظیم ہے محمد تقی جن کا دل آباد ہے علی نقی کے موتی بکھرے ہوئے ہیں حسن عسکری جو پاک وپاکیزہ ہیں محمد مہدی جو عنقریب ظہور کریں گے(الائمہ الاثناعشر:۱۱۸)

۸۔ احمدبن یوسف ابو العباس قرمانی حنفی :۔(متوفی ۱۰۱۹ہجری)اپنی کتاب "اخبار الدول وآثار الاول "کی گیارہویں فصل"ابو القاسم محمد حجۃ خلف صالح کے بارے میں "کہتے ہیں والد "والدکی وفات کی وقت آپ کی عمرپانچ برس تھی اوراسی میں اللہ تعالی نے آپ کو حکمت عطاکی تھی جیسا کہ یحییٰ کو بھی بچپن میں ہی عطا فرمائی تھی اورآپ متوسط قد ، اونچی تیکھی ناک ، روشن پیشانی اورخوبصورچہرے اوربالوں والے تھے ۔۔۔اورعلماء کا اتفاق (ملاحظہ فرمائیے ان کا قول "علما کا اتفاق ہے "اورپھر اس کا موازنہ اصلاح طلب نعرے لگانے والوں کے باطل خیالات سے کیجئے)
اس بات پرکہ مہدی ہی آخری وقت میں قیام کریں گے آپ کے ظہورکی اخبار نے تائید کی ہے اورآپ کے نور سے عالم ک وروشنی ملے گی اس پر بہت سی روایات ہیں آپ کے ظہور سے دنوں راتوں کی تاریکی ختم ہو جائے گی جیسے اندھیری رات کے بعد صبح ہو آپ کا عدل پورے عالم پرچھا جائے گا جو چودہویں کے چاند سے بھی زیادہ ضو فشان ہو گا(اخبارالدول وآثارالاول قرمانی :۳۵۴۔۲۵۳، فصل ۱۱)

۹۔ سلیمان بن ابراہیم المعروف قدروزی حنفی:۔(متوفی ۱۲۷۰ہجری)قندروزی ان حنفی علماء میں سے ہیں جنہوں نے حضرت امام مہدی کی ولادت اوران کے قائم منتظر ہونے کا صراحت کے ساتھ اعلان کیا ہے اورگذشتہ بحثوں میں ہم ان کی کئی دلیلیں اوراقوال نقل کرچکے ہیں ۔
اب ان کے اس قول کو نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یقینی اورثقہ راویوں کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ پندرہ شعبان ۲۵۵ ء ہجری روز جمعہ سامراء میں پیدا ہوئے(ینا بیع المودۃ ۱۱۴:۳باب ۷۹ کے آخری میں ۔)
اس بحث کو ہم یہاں پر ختم کرتے ہیں البتہ یہ بتاتے ہوئے کہ وہ علمای جو امام مہدی کی ولادت یا ان کے آخری زمانے میں قائم منتظر ہونے کے قائل ہیں ان کی تعداد ان علماء سے کئی گنازیادہ ہے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے

امام مہدی کے متعلق شبہات

گذشتہ فصلوں میں امام مہدی سے متعلق عقیدے سے بحث کی گئی تھی لیکن اس فصل میں ان شکوک و شبہات کا جواب دیں گے جو بعض طفلانہ فکر رکھنے والے لوگ پیدا کرتے رہتے ہیں اور اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ لوگ علوم حدیث اور ان کی اصطلاحات سے بالکل بے بہری ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے

اسی وجہ سے وہ ایسی رکیک دلیلیوں کو وسیلہ بناتے ہیں جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں جیسا کہ اسی فصل میں آپ پر واضح ہو جائیگا۔

صحیحین میں احادیث کے نہ ہونے کا بہانہ

ان کی بے اساس دلیلوں میں سے ایک یہ ہے کہ بخاری اور مسلم نے امام مہدی کے بارے میں ایک بھی حدیث نقل نہیں ہے(الامام الصادق ابو زہرہ:۲۳۹۔۲۳۸، امہدی والمہدیۃ احمد امین :۴۱)

اس دلیل کا جواب دینے سے پہلے چند امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری ہے

اول :۔بخاری سے صحیح طور پر منقول ہے کہ انہوں نے آپ کی صحیح کے متعلق کہا ہے میں اس کتاب کو ایک لاکھ صحیح حدیث یا دوسری جگہ ہے دو لاکھ صحیح حدیث میں سے مرتب کیا ہے اور جن صحیح احادیث کو میں نے ترک کیا ہے وہ اس میں موجودہ احادیث سے کئی گناہ زیادہ ہیں ۔

پس خود امام بخاری بھی نہیں کہتے کہ جو بھی حدیث انہوں نے نقل کی وہ ضعیف ہے بلکہ جن کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے وہ ان کی ذکر کردہ احادیث سے دسیوں گنا زیادہ ہیں ۔

دوم کسی عالم اہل سنت نے یہ نہیں کہ اکہ بخاری و مسلم نے جو حدیث ذکر نہیں کی وہ ضعیف ہے بلکہ ان کی روش اس کے برعکس ہے اسی وجہ سے انہوں نے صحیحین پ رمستدرک کے عنوان سے کتابیں لکھی ہیں کہ جن میں دیگر کثیر صحیح روایات کو جمع کیا ہے۔

سوم:۔علماء جو صحیح حدیث یا خبر متواتر کی تعریف کرتے ہیں تو اس میں کہیں پر یہ شرط نہیں ہے کہ صحیحین یا ان میں سے ایک اسے ذکر کیا ہو پس کسی حدیث کی صحت یا تواتر کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے روای یہ دونوں یا ان دونوں سے کوئی ایک ہو بلکہ اگر بخاری اور مسلم دونوں نے ایک متواتر خبر کی روایت نہ کی ہو تو یہ چیز بھی اس کے تواتر کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی ۔

علماء اہل سنت کے نزدیک اس کی بہترین مثال عشرہ بشرہ والی حدیث ہے کہ جسے اہل سنت متواتر سمجھتے ہیں لیکن نہ اسے بخاری نے روایت کی ہے اور نہ مسلم نے

چہارم :۔جو شخص ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے انکار کے صحیحین کے ان کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث بناتاہے اس نے صحیحین کی حقیقت کو نہیں پہچانا جیسا کہ ہم اس دلیل کے جواب میں اس کی وضاحت کریں گاملاحظہ فرمائیں۔

کسی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ امام مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث مختلف امور کو بیان کرتی ہیں جیسے آپ کا نام بعض خصوصیات ، ظہور کی علامات ، رعیت کے درمیان فیصلے کرنے کی روش اس کے علاوہ اور بہت سارے امور اوربلاشک ان میں سے ہر حدیث میں ضروری نہیں ہے کہ لفظ مہدی بھی ذکر ہو کیونکہ اس کے بغیر بھی مراد واضح ہے مثلا ایک حدیث جو امام مہدی کانام لیکر ان کی ایک صفت بیان کرتی ہے۔

پھر یہ موصوف اوراس کی یہ صفت بخاری میں مذکور ہو لیکن حضرت امام مہدی کے نام کے ساتھ نہیں بلکہ ایک مرد کے عنوان کے ساتھ توکسی عقل مند کو شک نہیں ہو سکتا جی اس مرد سے مراد حضرت امام مہدی ہیں ورنہ بعض احادیث کے اجمال کو کیسے دورکیا جائیگا؟ کیا شرق وغرب میں علماء مسلمین کے بیان مجمل کو مفصل کی طرف لوٹانے کا کوئی اورطریقہ ہے چاہے یہ مجمل ومفصل ایک کتاب میں ہوں یا دو میں۔

اورجب ہم صحیحین پر نگاہ کرتے ہیں تودیکھتے ہیں کہ بخاری اور مسلم نے امام مہدی کے بارے میں دسیوں مجمل احادیث روایت کی ہیں جنہیں علماء اہل سنت نے امام مہدی کی طرف لوٹایا ہے کیونکہ صحاح ، مسایند اورمستدرکات میں ایسی صحیح احادیث موجودہیں جو اس اجمال کو رفع کرتی ہیں ۔

بلکہ ایسی احادیث بھی بخاری و مسلم میں موجودہیں جو واضح طور پر حضرت امام مہدی کے بارے میں ہیں ۔

اس حقیقت کو بیان کرنے سے پہلے ایک نقطہ کی طرف اشارہ کرنا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ اہل سنت کے چار موثق علماء نے اس حدیث :۔المھدی حق ، وھو من ولد فاطمۃ

"مہدی حق ہیں اوروہ اولاد فاطمہ سے ہیں "کو واضح طورپر صحیح مسلم سے نقل کیا ہے اوراب اگر صحیح مسلم کے موجو داڈیشنز میں جستجو کریں تو یہ نہیں ملے گی۔

مندرجہ ذیل علما نے کہا ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے

۱۔ابن حجر ہیثمی (متوفی ۹۷۴ہجری)صواعق محرقہ میں باب نمبر ۱۱، فصل اول صفحہ ۱۶۳

۲۔ متقی ہندی حنفی (متوفی ۹۷۵ہجری)نے کنزالعمال میں جلد نمبر ۱۴، صفحہ ۲۶۴، حدیث نمبر۳۸۶۶۲۔

۳۔ شیخ محمد علی صبان (متوفی ۱۲۰۶ہجری)نے اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۵

۴۔ شیخ حسن عدوی حمزاوی مالکی (متوفی ۱۳۰۳ہجری)میں مشارق الانوار میں صفحہ ۱۱۲۔

بہر حال صحیحین کی بعض احادیث سے مراد فقط حضرت امام مہدی ہی ہیں اور صحیحین کی احادیث کے سمجھنے میں یہ کوئی ہمارا اجتہاد نہیں ہے بلکہ اس پر صحیح بخاری کے پانچ شارح متفق ہیں جیسا کہ ہم اس کی وضاحت کریں گے

صحیحین کی وہ احادیث جن کی تفسیر حضرت امام مہدی سے کی گئی ہے

بخاری نے اپنی صحیح میں فقط دجال کے خروج اور اس کے فتنے کی روایت پر اکتفا کیا ہے(صحیح بخاری۴:۲۰۵، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل اور۹:۷۵، کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

لیکن صحیح مسلم میں دجال کے خروج، اس کی سیرت، اوصاف، فتنہ وفساد، لشکر اور خاتمے کے بارے میں دسیوں احادیث موجود ہیں (صحیح مسلم شرح نووی کے ہمراہ۱۸:۲۳، اور۸۸۔۵۸، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

اورشرح صحیح مسلم میں نووی نے واضح طور پر کہا ہے یہ احادیث جو قصہ دجال کی بارے میں وارد ہوئی ہیں اس کے وجود کے عقیدے کے حق ہونے کی دلیل ہیں اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہے اللہ تعالی اس کے ذریعے اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا۔اس کے بعد لکھتے ہیں اہل سنت اور سارے محدثین وفقہا اور اہل نظر افراد کا یہی نظریہ ہے(صحیح مسلم شرح نووی کے ساتھ ۱۸:۵۸)

رہا ان احادیث کا ظہور حضرت امام مہدی کے ساتھ تعلق تو یہ علماء اہل سنت کے ان اعترافات سے واضح ہو جاتا ہے کہ مہدی ان کے آخری زمانے میں ظاہر ہونے اور عیسیٰ کا ان کے ہمراہ خروج کر کے دجال کو قتل کرنے میں ان کی مدد کرنے والی احادیث متواتر ہیں جیسا کہ ان احادیث کے تواتر کو ثابت کرنے کے لیے ان کے اقوال نقل کئے جا چکے ہیں۔

۔ صحیحین میں نزول عیسیٰ کی احادیث

بخاری اور مسلم میں سے ہر ایک نے اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے پیغمبر نے فرمایا:۔کیف انتم ازا نزل ابن مریم فیکم واماکم منکم "

"تم اس وقت کیسے ہو گے جب تم میں ابن مریم نازل ہو گا اور تمہارا امام جو تم میں سے ہو گا (صحیح بخاری ۴:۲۰۵، باب ماذکر بنی اسرائیل ۔ صحیح مسلم۱۳۶:۱۔۲۴۴باب نزول عیسیٰ بن مریم اور ان دونوں بابوں میں ایسی بہت ساری احادیث موجود ہیں)

اور صحیح مسلم نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر سے سنا کہ:

"لا تزال طائف من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ قال:فینزل عیسیٰ بن مریم علیه السلام فیقول امرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ لھذہ الامۃ"

"میری امت کا ایک گروہ قیامت کے دن تک حق پر لڑتا رہے گا پھر فرمایا پس عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیں نماز پڑھا وہ امت کے احترام میں کہے گا نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں" (صحیح مسلم ۲۴۷:۱۔۱۳۷ باب نزول عیسیٰ)

یہاں تک واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کا امام جو عیسیٰ بن مریم کے نزول تک موجود ہوگا جیسا کہ صحیحین میں ہے وہ اس گروہ کا امیر ہوگا جو قیامت تک حق پر جنگ کرے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے یوں کہ عیسیٰ اس گروہ کی تعظیم اور احترام میں امامت کرانے سے انکار کریں گے۔

مسلم کی حدیث کا واضح طور پر یہی معنی ہے اس میں کوئی تاویل ممکن نہیں ہے اور جب ہم دیگر صحاح، مسایند وغیرہ کیطرف رجوح کرتے ہیں تو ان میں ایسی کثیر روایات پاتے ہیں جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ قیامت تک حق لڑنے والے گروہ کا امیر امام مہدی ہے نہ کوئی اور۔

انہیں میں سے ایک اور روایت ہے جسے ابن ابی شیبۃ نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے:۔المھدی من ھذہ الائمۃ وھو الذی یوم عیسیٰ بن مریم"

"مہدی ان اماموں میں سے ہے اور یہی عیسیٰ بن مریم کو جماعت کرائیں گے (المصنف ابن ابی شیبۃ۱۹۸:۱۵، حدیث نمر ۱۹۴۹۵)

انہیں میں سے ایک وہ روایت ہے جسے ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ اور عمر ودانی سے اس نے حذیفہ سے اپنی سنن میں نقل کیا ہے وپ کہتے ہیں پیغمبر اسلام نے فرمایا:۔

"یلقفت المھدی وقدنزل عیسیٰ ابن مریم کانما یقطرمن شعرہ الماء ،فیقول المھدی :تقدم صل بالناس ،فیقول عیسیٰ :انما اقیمت الصلاۃ لک فیصلی خلف رجل من ولدی"

"جب مہدی متوجہ ہوں گے کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہو چکے ہیں اور ان کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں تو مہدی کہیں گے آگے بڑھو اور لوگوں کو نماز پڑھاو اس وقت عیسیٰ کہیں گے آپ ہی کے لیے نماز کا اہتمام کیا گیا ہے پس عیسیٰ میری اولاد میں سے ایک مرد کے پیچھے نماز پڑھیں گے (الحاوی للفتاویٰ سیوطی ۸۱:۲) اس کے بعد دیگر روایات کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ صحیحن کی حدیث میں امام سے مراد مہدی ہیں (ملاحظہ ہو سنن ترمذی ۱۵۲:۵۔۲۸۲۹۔ مسند احمد ۱۳۰:۳، الحاوی للتفاوی ۷۸:۲، مناوی کی فیض الغدیر۱۷:۶)

ان احادیث میں سے اکثر کو سیوطی نے اپنے رسالے "العرف الوردی فی اخبار المھدی" میں جمع کیا ہے یہ رسالہ ان کی کتاب "الحاوی للتفاوی" کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ان احادیث کو انہوں نے حافظ ابو نعیم کی کتاب الاربعین سے نقل کیا ہے

اور جو احادیث جنہیں نعیم بن حماد نے ذکر کیا ہے کہ جس کے متعلق سیوطی کا کہنا ہے یہ آئمہ حفاظ اور بخاری کے شیوخ میں سے ایک ہے (الحاوی للفتاوی ۲:۸۰)

میں کہتا ہوں:۔ اگر آپ بخاری کی شروح میں غور فرمائیں تو آپ ان کی سب کو اس بات پر متفق پائیں گے کہ بخاری کی حدیث میں جو لفظ امام آیا ہے اس سے مراد امام مہدی ہیں۔

صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں بخاری کی گذشتہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں احادیث مہدی متواتر ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں "عیسیٰ کا اس امت کے ایک مرد کے پیچھے نماز پڑھنا جبکہ ایسا آخری زمانے میں قیامت کے قریب ہوگا "اس صحیح قول کی دلیل ہے کہ زمین حجۃ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی (فتح الباری شرح بخاری ۳۸۵:۶-۳۸۳) جیسا کہ ارشاد الساری میں بھی یہی لکھا ہے کہ اس امام سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور جناب عیسیٰ نماز میں حضرت امام مہدی کی اقتدا کریں گے (ارشاد الساری ۵:۴۱۹)۔

بعینہ یہی بات صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں بھی ہے (عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۶:۴۰-۳۹)

اور فیض الباری میں تو ابن ماجہ سے ایک حدیث ذکر کی ہے جو بخاری کی اس حدیث کی تفسیر کرتی ہے پھر لکھتے ہیں "پس یہ واضح ہے کہ احادیث میں امام کا مصداق اور اس سے مراد حضرت امام مہدی ہیں "اس کے بعد لکھتے ہیں "اس حدیث کے بعد کس حدیث پر لوگ ایمان لائیں گے (فیض الباری علی صحیح البخاری ۴:۴۷-۴۴)

اور "البدر الساری الی فیض الباری "کے حاشیے پر مذکورہ حدیث کی طویل شرح کرنے کے بعد حدیث بخاری کی وضاحت کرنے والی ان احادیث کو جمع کیا ہے جو تصریح کرتی ہیں کہ امام سے مراد حضرت امام مہدی ہیں

اس کے بعد لکھتے ہیں "ابن ماجہ کی حدیث اس معنی کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے اور اس کی سند بھی قوی ہے "(حاشیہ البدر الساری الی فیض الباری ۴:۴۷-۴۴)

مسلم نے اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر نے فرمایا:۔

"یکون فی آخرامتی خلیفه یحثی المال حثیا لایعده عدا"

"میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ آئے گا جو اس قدر مال عطا کرے گا جسے کوئی شمار نہیں کر سکے گا"۔ اور اس حدیث کو دیگر طرق سے بھی جابر اور ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے (صحیح مسلم ۱۸:۳۹)

اور "احثاء مال "ایسی صفت ہے جس سے مراد کثرت میں مبالغہ ہے اور اہل سنت کی کتب اور روایات میں اس کا موصوف امام مہدی کے سوا کوئی نہیں۔ اسی قسم کی ایک حدیث ترمذی نے ابو سعید خدری سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے کہ پیغمبر نے فرمایا:۔

"ان فی امتی المهدی"

"بیشک میری امت میں مہدی ہے"

اس کے بعد فرمایا:۔

"فیجی ء الرجل فیقول:یامھدی اعطنی اعطنی فیحثحی المال له فی ثوابه مااستطاع ان یحمله

"پس ان کے پاس ایک مرد آکر کہے گا مجھے دیجئے مجھے دیجئے پس مہدی کپڑے میں اسقدر مال باندھ کر اسے دیں گے جتنا وہ اٹھا سکتا ہوگا(سنن ترمذی ۴:۵۰۶۔۲۲۳۲)یہی روایت ابوھریرہ اورابوسعیدخدری سے دیگردسیوں طرق سے مروی ہے(ابن ابی شیبۃ کی المصنف ۱۵:۱۹۶۔۱۹۴۸۵و۱۹۴۸۶، مسند احمد ۳:۸۰، عبدالرزاق کی المصنف ۱۱:۳۷۱۔۲۰۷۷۰، مستدرک حاکم ۴:۴۵۴دلائل النبوۃ للبیھقی ۶:۵۱۴، تاریخ بغداد ۱۰:۴۸، مقدسی شافعی کی عقدالدرر:۶۱باب ۴، کنجی شافعی کی البیان ۵۰۶باب ۱۱، البدایۃ ولنھایۃ ۶:۲۴۷، مجمع الزوائد ۷:۳۱۴، الدرالمنثور ۶:۵۸الحاوی للفتاوی ۵۹:۶۲و۶۳و۶۴۔)

۔ صحیح مسلم میں بیابان میں دھنسنے والی احادیث:۔

صحیح نے اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ عبیداللہ بن قطبیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے حارث بن ابی ربیعہ ، عبداللہ بن صفوان اورمیں ام المومنین ام سلمہ کے پاس گئے انہوں نے ان سے اس لشکر کے متعلق سوال کیا جو زمین میں دھنس جائے گا (اوریہ ابن زبیر کے زمانے کی بات ہے)توانہوں نے کہا کہ پیغمبرنے فرمایا تھا:۔"یعوذ عائز فی البیت ، فیبعث الیه بعث ، فاذاکانو اببیداء من الارض خسف بھم"

"پناہ لینے والے گھرمیں پناہ لے گا اوراس کی طرف فوج بھیجی جائے گی پس جب وہ صحرامیں ہونگے تووہ دھنس جائیں گے"(صحیح مسلم شرح نووی کے ساتھ ۱۸:۴و۵و۶و۷۔)

بعض جہلا کا خیال ہے کہ یہ حدیث زبیر کے حامیوں کی گھڑی ہوئی ہے عبداللہ بن زبیرنے مویین کے ساتھ سختی کی تھی جو اسکے قتل ہونے کی موجب ہوئی تھی۔لیکن حقیقت ایسی نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے جیسے ابن عباس، ابن مسعود، ابوہریرہ ،جدعمروبن شیعب ، ام سلمہ ،صفیہ، عائشہ، حفصہ ،قعقاع کی بیوی نفیرہ اوردیگربڑے بڑے صحابہ اورحاکم نے بعض طرق کو بخاری اور مسلم کے مطابق صحیح قراردیا ہے(مسند احمد ۳:۳۷، سنن ترمذی ۴:۵۰۶۔۲۲۳۲، مستدرک حاکم ۴:۵۲۰، ذھبی کی تلخیص المسندرک ۴:۵۲۰۔اورابو داودنے اسے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ ذکرکیا ہے جیسے کہ "عون المعبودشرح سنن ابی داود"میں اس کی وضاحت موجود ہے ۱۱:۳۸۰شرح حدیث ۴۱۶۸۷، اورسیوطی نے حدیث کے کثیر طرق اورجن صحابہ نے اسے روایت کی ہے کو اپنی تفسیردرمنشورمیں سورہ سباکی آیت نمبر۵۱کی تفسیرمیں جمع کیا ہے۶:۷۱۴۔۷۱۲)

بہر حال صحرا کا دھنسنا اس لشکر کے ساتھ پیش آئے گا جو حضرت امام مہدی کے ساتھ جنگ کرے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد ہونے والی تمام احادیث بتاتی ہیں اور یہ وضاحت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مسلم کی حدیث سے مراد کیا ہے۔

غایت المامول میں لکھتے ہیں ہم نے نہیں سنا کہ اس وقت تک کوئی لشکر دھنسا ہو اگر ایسا ہوا ہوتا تو یہ واقعہ اصحاب الفیل کی طرح مشہور ہوتا(غایۃ المامول شرح التاج الجامع للاصول ۵:۳۴۱) پس ضروری ہے کہ یہ دھنسا مہدی کے دشمنوں کے ساتھ ہو دیر سے ہو یا جلدی اور وہاں پر باطل پرست گھاٹے میں ہوں گے

احادیث حضرت مہدی کو ضعیف قرار دینے میں ابن خلدون کا استدلال

ظہور حضرت امام مہدی کے منکروں نے ابن خلدون کے بعض احادیث کو ضعیف قرار دینے کے ساتھ تمسک کیا ہے۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان لوگوں نے علماء اہل سنت کیطرف سے ابن خلدون کو دیئے گئے جوابات کی طرف توجہ نہیں کی۔

نیز اس بات کو بھی بھول گئے کہ ابن خلدون نے بعض احادیث کو ضعیف قرار دینے کے باوجود بعض کو صحیح قرار دیا ہے۔

استاد احمد امین کا شاگرد اور ازہر یونیورسٹی کے پروفیسر سعد حسن احادیث مہدی کے متعلق لکھتے ہیں ان احادیث کو اور ناقدین حدیث نے در کیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے اور علامہ ابن خلدون نے بڑی سختی سے ان کا انکار کیا ہے (المہدیۃ فی الاسلام :۶۹)اور ایسا ہی خیال ان کے استاد احمد امین کا بھی ہے(المہدیولمہدویۃ:۱۰۸)یہی بات ابوزہرہ (الامام الصادق ۲۳۹) محمد فرید وجدی(دائرمعارف القرن العشرین ۱۰:۴۸۰)اور جبهان(جبھان کی تبدید الظلان ۴۸۰۔۴۷۹) جیسے دیگر افراد نے بھی کہی ہے اور سائح لیبی کہتا ہے"ابن خلدون نے ان سب احادیث پر تنقید کی ہے اور ایک ایک کو ضعیف قرار دیا ہے"(تراثنا و موازین النقد۔علی حسین السائح الیبی:۱۸۵، مقالہ جو کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ "میگزین جو لیبیا سے نکلتا ہے، میں نشر ہوا عدد ۱۰۔۱۹۹۳ئطبع بیروت)

ابن خلدون نے احادیث کے ضعیف قرار دینے کی حقیقت

بیشک ابن خلدون نے احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور بعض کو صحیح اور یہ کوئی ہماری اپنی بات نہیں ہے بلکہ خود ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اس کی وضاحت کی ہے جیسا کہ ہم اس کی عبارت نقل کریں گے۔

اور لگتا ہے کہ استاد احمد امین نے اس کی صحت کی تصریح کو نہیں دیکھا اور صرف اس کی تضعیفات کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

پھر یہ لوگ زبن خلدون کی تاریخ کا مطالعہ کیے بغیر اس بات کو بڑھا چڑھا کر نقل کرتے ہیں فرض کریں اگر ابن خلدون نے احادیث مہدی میں سے ایک کو بھی صحیح قرار نہ دیا ہو تو کیا دیگر علماء حدیث ودرایۃ کا ان کو صحیح اور متواتر دینا کافی نہیں ہے حالانکہ ابن خلدون کا موضوع تاریخ اور اجتماعیات ہے۔

پھر ابن خلدون نے کتنی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے تاکہ اس کے اس عمل کو اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔

ابن خلدون نے صرف تیئس احادیث کا مطالعہ کیا اور ان میں سے انیس کو ضعیف قرار دیا ہے اور احادیث مہدی کو ذکر کرنے والوں میں سے اس نے فقط سات افراد کا ذکر کیا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، بزار، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی، اور ابویصلی موصلی (تاریخ ابن خلدون ۵۵۵:۱، فصل ۵۲)

اس طرح انہوں نے ان اڑتالیس علماء کو چھوڑدیا ہے جنہوں نے احادیث کو مہدی کو ذکر کیا ہے کہ جن میں پہلے ابن سعد (متوفی ۲۳۰ہجری) صاحب طبقات اور آخری نورالدین ہیثمی (متوفی ۸۰۷ہجری) ہیں اور احادیث مہدی کو روایت کرنے والے صحابہ میں سے انہوں نے فقط چودہ کا ذکر کیا ہے (تاریخ ابن خلدون ۵۵۶) جب کہ انتالیس صحابہ کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی تفصیل فصل اول میں گزر چکی ہے۔

نیز انہوں نے ان چودہ صحابہ کی بھی بہت کم احادیث کا ذکر کیا ہے چنانچہ ہم نے خود ابوسعید خدری کی احادیث کو شمار ہے فقط ان کی احادیث ان تمام احادیث سے زیادہ ہیں جو ابن خلدون نے ذکر کی ہیں اور ابوسعید ان کے ذکر کردہ چودہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔

اس سے بڑھ کو ابو سعید خدری کی جب احادیث کو انہوں نے ذکر کیا ہے ان کے بھی سارے طرق کو ذکر نہیں کیا ہے فقط چند کو ذکر کیا ہے کیونکہ دیگر طرق کا انہیں علم ہی نہیں ہے۔ اور اگر آپ ہمارے ذکر کردہ طرق ملاحظہ فرمائیں اور پھر ان کا موازنہ ان سے کریں جنہیں ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول کی فصل نمبر ۵۲ میں بیان کیا ہے تو آپ کو ہماری اس بات کا یقین ہوجائے گا۔

اس لیے ابن خلدون پر سخت تنقید ہوئی اور ان کو مختصر اور مفصل جواب دیا گیا اس سلسلہ میں ابوالفیض اپنی کتاب "ابراز الوہم" میں ابن خلدون کی تصعیفات کیساتھ تمسک کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"جن پر آج تواتر مخفی ہے اور اس سے جاہل ہیں اور ان کا جہل انہیں علم کے راستے سے دور اور روکے ہوئے ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں اور ان کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کے ضعیف ہونے کا یقین رکھتے ہیں جب کہ یہ لوگ ضعیف ہونے کے اسباب حدیث ضعیف کے معنی اور علم حدیث کے قواعد واصول سی بھی واقف نہیں ہیں اور ان کا ظرف ان احادیث مہدی سے خالی ہے جن کا تواتر کسی بیان کا محتاج نہیں ہے"

اس انکارکی دلیل فقط وہ کمزور اور جھوٹی علتیں ہیں جو ابن خلدون نے بعض احادیث کو ضعیف قرار دینے کیلئے ذکر کی ہیں اور ان کے ذریعے انہوں نے ان احادیث کے ثقہ راویوں پر الٹے سیدھے اور غلط الزامات لگائے ہیں جب کہ اس وسیع میدان میں ابن خلدون کی کوئی جگہ نہیں ہے اور اس سلسلے میں اس کا کوئی حصہ اور کردار نہیں ہے

لہذا ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے اور ان مسائل کی تحقیق میں کیسے ان کیطرف رجوع کیا جاسکتا ہے ضرورت یہ ہے کہ گھر میں دروازے سے داخل ہوا جائے اور حق یہ ہے کہ ہر فن میں اس کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے لہذا فقط حفاظ اور نافذین ہی کا حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینا قابل قبول ہوسکتا ہے

(البزار:۴۴۳)اس کے بعد حدیث کے متعدد حفاظ اور ناقدین کے اقوال کو نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ

احادیث حضرت امام مہدی صحیح اور متواتر ہیں

شیخ احمد شاکر کا کہنا ہے "ابن خلدون نے اس چیز کو چھیڑا ہے جس کا سے علم نہیں ہے اور اس نے اس وادی میں قدم رکھا ہے جس کا وہ اہل نہیں۔

اس نے اپنے مقدمے کی اسی فصل میں عجب تضادات اور واضح غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے دراصل ابن خلدون محدثین بات کو سمجھ ہی نہیں پائے کیونکہ اگر وہ انہیں سمجھ لیتے تو وہ ساری باتیں نہ کہتے جو انہوں نے کہی ہیں (شیخ عبد المحسن ابن حمد العباد کا مضمون "مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث جھٹلانے کا جواب") یہ مضمون مدینہ منورہ میں "الجامعہ الاسلامیہ "نامی رسالہ میں ۱۴۰۰ ء ہجری میں چھپا ہے عدا، بارھویں جلد نمبر ۱۴۰۰، ۴۶ ء ہجری)

شیخ عباد کا کہنا ہے ابن خلدون ایک مورخ ہیں نہ علم رجال کے ماہر تاکہ ان کی تصحیح اور ضعیف پر اعتماد کیا جائے بلکہ اس سلسلے میں بیہقی، عقیلی، طابی، ذہبی، ابن یتمیہ، ابن قیم جیسے علم حدیث ودرایۃ کے ماہر پر اعتماد کیا جائیگا جنہوں نے احادیث مہدی کو صحیح قرار دیا ہے(سابقہ حوالہ)

بہرحال ابن خلدون کی تضیفات کے ساتھ تمسک کرنے والوں کی دلیل باطل ہے کیونکہ خود ابن خلدون نے ان میں سے چار احادیث کی صحۃ کا اعتراف کیا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وہ حدیث جسے حاکم نے عون اعرابی عن ابو الصدیق ناجی عن ابو سعید خدری کے طریق سے روایت کیا ہے اس کے بارے میں ابن خلدون نے سکوت اختیار کیا ہے اور اس پر کوئی تنقید نہیں کی کیونکہ اس کے تمام روای اہل سنت کے ساتھ علماء کے نزدیک موثق ہیں اگرچہ انہوں نے اسے صحیح نہیں کہا لیکن ان کا سکوت اس کے صحت کے اعتراف کی دلیل ہے(تاریخ ابن خلدون ۱:۵۶۴، فصل نمبر۵۲)

۲۔ وہ حدیث جسے حاکم نے سلیمان بن عبید عن ابو الصدیق ناجی عن ابو سعید خدرہ کے طریق سے روایت کیا ہے اس کے بارے میں ابن خلدون کا کہنا ہے "اس کی سند صحیح ہے"(تاریخ ابن خلدون ۱:۵۶۴)

۳۔ وہ حدیث جسے حاکم نے ظہور حضرت امام مہدی کے بارے میں علی سے روایت کیا ہے اور اسے بخاری و مسلم کے معیار کے مطابق صحیح قرار دیا ہے ابن خلدون کا کہنا ہے "یہ سند صحیح ہے جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے"(تاریخ ابن خلدون ۱:۵۶۵)

۴۔ وہ حدیث جسے ابوداود سجستانی نے اپنی سنن میں صالح بن خلیل سے انہوں نے ام سلمہ سے نقل کیا ہے اور اس کی سند کے بارے میں ابن خلدون کا کہنا ہے اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں ان پر کسی تنقید و تنقیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے(تاریخ ابن خلدون ۱:۵۶۸)

تضعیفات ابن خلدون کی کہانی ہندسوں کی زبانی

ہندسوں کی زبان کسی نقص و تنقید بحث اور تمحیص کو قبول نہیں کرتی ۔

اب ہم ابن خلدون کی تضعیفات میں بحث کے نتائج کو اس زبان کے سپرد کرتے ہیں تاکہ سب ممکنہ صورتوں میں ان کے اس کام کی علمی حیثیت واضح ہو سکے اور یہ تب ہوگا جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ " معجم احادیث المہدی "پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اوران میں احادیث کو ہزار جلدوں سے اکٹھا کیا گیا ہے اور انہیں مختلف قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ پہلی اور دوسری جلد ان پانچ سو ساٹھ (۵۶۰)احادیث پر مشتمل ہیں جو ساری کی ساری سنی اور شیعہ طرق سے پیغمبر اکرم سے مروی ہیں ۔

۲۔تیسری اور چوتھی جلد ان (۸۷۶)احادیث پر مشتمل ہیں جو آئمہ اہل بیت سے مروی ہیں اور ان میں سے بہت ساری احادیث شیعوں کے ساتھ اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے۔

۳۔پانچویں جلد ان (۵۰۵)احادیث پر مشتمل ہے جو آیات قرآنیہ کی تفسیر کرتی ہیں اور شیعہ و سنی مفسرین نے جتنی بھی تفسیر پر بنی احادیث حضرت امام مہدی کے بارے میں ذکر کی ہیں وہ سب تقریبا اس میں موجود ہیں ۔

اس لحاظ سے احادیث کی تفسیر کرنے والی احادیث کو چھوڑ کر بقیہ کی تعداد بنے گی (۱۴۳۶)اور تفسیر کرنے والی احادیث کو ملائیں تو کل بن جائیں گی (۱۹۴۱)اور اگر ان کے سارے طرق شمار کیے جائیں تو تقریبا چار ہزار بنتے ہیں ۔

اب غور فرمائیں:۔

۱۔ابن خلدون نے فقط (۲۳)احادیث کے متعلق بحث کی ہے ۔۲۔ان کے طرق کی تعداد(۲۸)ہے۔

۳۔ ابن خلدون نے ان میں سے چار کو صحیح قرار دیا ہے ۔۴۔ ان میں ضعیف ۱۹ ہیں

پس ابن خلدون (۱۹۱۸) احادیث کو زیر بحث نہیں لائے ان میں سے (۵۳۷) حدیث پیغمبر سے مروی ہے (۸۷۶) اہلبیت سے اور (۵۰۵) احادیث آیات قرآنیہ کی تفسیر کرتی ہیں اور اس طرح ۲۳ کا عدد مندرجہ ذیل نسبتیں تشکیل دیتا ہے:۔

۱۔ پیغمبر سے مروی احادیث کے ساتھ اس نسبت بنتی ہے ۱۰۷،۴/

۲۔ پیغمبر اسلام اور اہم بیت سے مروی ساری احادیث کے ساتھ ہے ۱،۶۰۱/

۳۔ اور ساری احادیث کے ساتھ ہے ۱،۱۸۴/ اور اگر ابن خلدون ساری احادیث کو زیر بحث لائے ہوتے صحیح احادیث کی تعداد جو ان کے نزدیک ۲۳ میں سے ۴ ہے کا تناسب یہ ہوتا:۔

۱۔ اگر پیغمبر اسلام سے مروی ساری روایات پر تنقیدی نظر کرتے تو ۹۸ احادیث صحیح ہوتیں۔

۲۔ پیغمبر اسلام اور اہل بیت سے مروی احادیث سے ۲۵۰ احادیث صحیح ہوتیں۔

۳۔ اگر ساری احادیث پر تنقید کرتے تو صحیح احادیث کی تعداد ۳۳۸ ہوتی۔

اور واضح ہے کہ پہلا عدد ہی احادیث مہدی کے تواتر کے لیے کافی ہے اور جن احادیث کو ابن خلدون نے در کیا ہے انہیں اگر ان احادیث سے نسبت دی جائے جنہیں ابن خلدون بحث زیر بحث نہیں لائے تو مندرجہ ذیل تناسب بنتا ہے:۔

۱۔ پیغمبر سے مروی احادیث کے ساتھ تناسب یہ ہے ۳۹۲۔۳/

۲۔ پیغمبر اسلام اور اھل بیت سے مروی احادیث کے ساتھ ۱،۳۲۰/

۳۔ تمام احادیث کے مجموعے کے ساتھ ۹۷۸،۰/

لہذا کیسے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ابن خلدون نے ساری احادیث مہدی کو ضعیف قرار دیا ہے جب کہ وہ بہت ہی کم تعداد کو زیر بحث لائے ہیں اور ان میں سے بھی بعض کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے

عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں

بعض مشترقین اور غیر مشترقین نے امام مہدی کے انکار کے سلسلے میں محمد بن خالدجندی کی اس حدیث کو بہانہ بنایا ہے کہ اللہ کا نبی عیسیٰ ہی مہدی ہے لیکن میں نے علماء اسلام میں کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جس نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس پر تنقید نہ کی ہو اور اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

لہذا بالاتفاق قابل قبول نہیں ہے لیکن اس غرض سے کہ اس کا بطلان کسی پر پوشیدہ نہ رہے اس کی حقیقت کو بیان کرنا ضروری ہے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے یونس بن عبدالاعلی سے انہوں نے شافعی سے انہوں نے محمدبن خالدجندی سے انہوں نے ابان بن صالح سے انہوں نے حسن بصری سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

"معاملہ سخت ہوجائے گا دنیا پیچھے کی طرف چلتی رہے گی، لوگ کنجوس ہوتے جائیں گے اورقیامت قائم نہیں ہوگی مگربرے لوگوں کے نقصان میں اورکوئی مہدی نہیں ہے عیسیٰ بن مریم کے سوا(سنن ابی ماجہ ۱۳۴۰:۲۔۴۰۳۰، اورخود ابن ماجہ نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔"المھدی حق وھومن ولدفاطمة ""مہدی حق ہے اوراولادفاطمۃ سے ہے۱۳۶۸:۲۔۴۰۸۶، جو گمزرچکی ہے نیز ہم ذکر کرچکے ہیں کہ اہل سنت میں کسی نے اسے صحیح قراریا ہے اورکسی نے متواتر۔۔۔۔۔۔)

اس کی رد اوربطلان کے لیے کسی علمی کاوش کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ حدیث گزشتہ ساری صحیح اورمتواتر احادیث کے مخالف ہے

اوراگرمروی حدیث کے ذریعے نقص کے باوجود استدلال صحیح ہوتو علم رجال اورفن درایت ایک بازیچہ اطفال جائے گا اوراس کا مطلب جعلی احادیث کو صحیح قرار دینا، جھوٹے راویوں کو جلیل القدر اورثقہ شمار کرنا، مجہول احادیث کو مشہور بنانا اورناصبیوں کو سادات سمجھنا ہوگا۔

اورثقہ وقابل اعتماد کو مجروح اورمطعون کے ساتھ ملانے اچھے اوربرے کو یکجا کرنے اورناقص وکامل کے درمیان فرق نہ کرنے کی صورت میں اسلام میں کوئی بھی متواترحدیث نہیں رہی گی۔

کیاکوئی عقلمند مسلمان ایسا ہے جودجال صفت راوی محمدبن خالدجندی کی تصدیق کرسکتا ہو؟

کیونکہ یہی وہ شخص ہے جس نے حدیث جند(جندجو صنعا سے دودن کے فاصلے پر ایک مقام ہے) کونقل کیاہے کہ جس کا جعلی ہونامشہورہے اوروہ حدیث یہ ہے"چارمساجد کی طرف پالان کسے جائیں گے مسجد صرام، میری مسجد، مسجداقصیٰ اورمسجد جند"(تہذیب التہذیب۱۲۵:۹۔۲۰۲)

دیکھئے کس طرح اس نے لوگوں کے دلوں کوجند کی چھاونی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس سے پہلے تین مقدس مساجد کا ذکرکیا ہے اور تعجب ابن ماجہ پرہے کہ انہوں نے محمدبن خالدجندی کی اس عبارت ولا مھدی الا عیسیٰ بن مریم (مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہے)والی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

حالانکہ یہی حدیث دیگر صحیح طرق سے بھی مروی ہے کہ جن میں یہ اضافہ نہیں ہے

ان میں سے ایک وہ ہے جسے طبرانی اورحاکم نے اپنی اپنی سند کے ساتھ ابوامامہ سے بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ ذکرکیا ہے لیکن اس میں یہ الفاظ ولامھدی الاعیسیٰ بن مریم (مہدی وہی عیسیٰ مریم ہے)نہیں ہیں۔

اورحاکم نے اسے صحیح قراردیا ہے اورکہا ہے "یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا"(مستدرک حاکم ۴:۴۴۰، کتاب الفتن اولماحم اورطبرانی کیالکبیر۸:۲۱۴۔۷۷۵۷)

ہاں حاکم نے بھی ابن ماجہ کی اس حدیث کو اس اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنی مستدرک میں تعجب کے لیے نقل کیا ہے نہ کہ بخاری اور مسلم پر حجۃ کے لیے(مستدرک حاکم ۴:۴۴۲۔ ۴۴۱، کتاب الفتن والملاحم)

ابن قیم نے "المنار النیف "میں اس حدیث (ولامھدی الا عیسیٰ بن مریم)(مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہیں)کا ذکرکیا ہے اوراس کے متعلق علماء اہل سنت کے اقوال نقل کئے ہیں اورکہا ہے اس حدیث کو صرف محمدبن خالدجندی نے روایت کیا ہے۔

اورآبری (متوفی ۳۶۳ہجری) سے نقل کیا ہے کہ محمدبن خالد علماء حدیث ودرایت کے درمیان معروف نہیں ہے اوربیقھی سے نقل کیا ہے اسے فقط محمدبن خالدنے نقل کیا ہے اورحاکم ابوعبداللہ نے کہا ہے یہ مجھول ہے اور اس کی سندمیں بھی اختلاف ہے پس اس سے روایت کیا گیا ہے کہ اس نے ابان بن ابو عیاش سے اورانہوں نے مرسل حدیث پیغمبراکرم سے نقل کی ہے

پس اس کی بازگشت بھی محمدبن خالدکی طرف ہوئی جو مجھول ہے حدیث منقطع ہے اورظہور مہدی کی احادیث زیادہ صحیح ہیں(المنار النیف ۱۲۹ ۔۳۲۴و۱۳۰ ۔۳۲۵)

اورابن حجرنے ابوعمرو اورابو الفتح ازدی کی محمدبن خالدپر تنقیدپو ذکرکیاہے(تہذیب التھذیب ۹:۱۲۵۔۲۰۲)

میں کہتا ہوں حدیث:۔(ولامہدی الاعیسی بن مریم)

(مہدی وہی عیسی بن مریم) ایک ناقابل قبول روایت ہے جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے(میزان الاعتدال ۳:۵۳۵۔ ۷۴۷۹)

قرطبی نے کہا ہے یہ جملہ(ولامہدی الاعیسیٰ بن مریم)

اس سلسلے میں وارد دیگر احادیث کے معارض ہے پھر محمدبن خالدپر طعن کرنے والوں اوراس کی حدیث کو رد کرنے والوں کے اقوال نقل کرنے بعد کہا ہے

"حضرت امام مہدی کے ظہور اوران کی عترت اوراولادفاطمۃ سلام اللہ علیھا سے ہونے کے سلسلے میں پیغمبراکرم سے صحیح احادیث موجودہیں پس فیصلہ انہیں کے مطابق کیا جائے گا کہ اس حدیث کے مطابق"(التذکرہ ۲:۷۰۱)

ابن حجر کا کہنا ہے نسائی نے واضح طورپر کہا ہے کہ یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے اوردیگر حفاظ نے قطعی طورپر کہا ہے کہ اس سے پہلے والی احادیث جو واضح طورپر کہتی ہیں کہ مہدی اولادفاطمہ سے ہے زیادہ صحیح ہیں(الصواعق المحرقۃ:۲۶۴)

ابونعیم نے حلیۃالاولیاء میں اس حدیث کو غریب شمار کیا ہے اورکہا ہے "ہم نے اس کو نہیں لکھامگرشافعی حدیث سے "(حلیۃ الاولیاء۹:۶۱)

ابن تیمیہ کا کہنا ہے وہ حدیث جس میں یہ جملہ (ولا مہدی الاعیسیٰ بن مریم)مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہیں) ہے اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اوریہ ایک ضعیف حدیث ہے جسے اس نے یونس سے اس نے شافعی سے اوراس نے یمن کے ایک مجہول شخص سے روایت کیا ہے۔

ایسی سند کے ساتھ توروایت حجۃ نہیں ہوا کرتی اوریونس اس سے روایت کی گیا ہے کہ مجھ سے بیان کیاگیا شافعی سے اور خلعیات وغیرہ میں ہے ہمیں یونس نے بتایا شافعی سے نہ ہمیں شافعی نے ان دونوں کا مطلب یہ ہے کہ خود شافعی نے نہیں بتایا پس شافعی کی طرف بھی اس کی نسبت ثابت نہیں ہے۔

پھر محمدبن خالدجندی کی حدیث کے متعلق کہتا ہے اس میں تدلیس ہے جو اس کے ضعیف ہونے پردلالت کرتی ہے اوربعض لوگ توکہتے ہیں شافعی نے اسے روایت ہی نہیں کیا(مہناج السنۃ ابن تیمیہ ۱۰۲:۴۔۱۰۱)

چنانچہ محمدبن خالدجندی کے بہت زیادہ مطعون ہونے کی وجہ سے امام شافعی کے بعض حامیوں نے ان سے اس حدیث کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اورکہا ہے کہ شافعی کے شاگرد نے ان پر جھوٹ بولا ہے اوردعویٰ کیا ہے کہ شافعی نے خواب میں دیکھا تھا وہ کہہ رہے تھے "مجھ پریونس بن عبدالاعلی نے جھوٹ بولا ہے یہ میری حدیث نہیں ہے(ابن کثیرکی الفتن والملاحم ۳۲)

ابوالفیض غماری نے اس حدیث :۔(ولامہدی الاعیسیٰ مریم)مہدی وہی عیسیٰ بن مریم ہے کو آٹھ محکم و مضبوط دلیلوں سے رد کیاہے۔(ابراز الوہم المکنون :۵۳۸)

مہدویت کے سابقہ دعووں سے استدلال

لامہدویت کا ڈرامہ کرنے والوں نے آخری زمانے میں ظہورمہدی کا انکارکرنے کے لیے مہدویت کے سلسلے میں گذشتہ دعووں کودلیل بنایا ہے جیسے حسنیوں کا دعوی کہ محمدبن عبداللہ بن حسن مہدی ہے

عباسیوں کادعوی کہ مہدی عباسی مہدی ہے اوراسی طرح دوسرے دعاوی جیسے ابن تومرت یامہدی سوڈانی یا محمدبن حنفیہ (رضی اللہ تعالی عنہ) کی مہدویت کادعوی۔اس استدلال کی بنیاد مہدویت کے باطل دعووں پر ہے اوریوں حق باطل کے درمیان ایک دھوکہ دینے والا موازنہ قائم کرکے انہیں گڈمڈ کردیا گیا ہے جسکی وضاحت مندرجہ ذیل باتوں سے ہو جاتی ہے

اول:۔ان دعویداروں میں ظہور مہدی کی ایک علامت موجود نہیں تھی اور صحیحین کی روایات کی روشنی میں یہ بعض علامات گزر چکی ہیں۔

دوم:۔ان سب کی موت ثابت ہوچکی ہے اورکوئی مسلمان ان کے زندہ ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا۔

سوم:۔ یہ سب آخری زمانے میں نہیں تھے کہ جو ظہور مہدی کی شرط ہے اور پھر ان میں سے کسی نے زمین کو عدل و انصاف سے پر نہیں کیا

چہارم :۔ سب سے اہم یہ کہ اگر یہ استدلال صحیح ہو تو عدالت ختم ہو جائے گی کیونکہ فرعون مصر سے لیکن آج تک سارے طاغوتوں نے ایسے دعوے کئے ہیں۔

لہذا جاہلوں کے دعوی علم کی وجہ سے ہمیں علماء کو جاہل قرار دینا ہوگا ، بہادر کو بزدل ، سخی کو بخیل اور بردبار کو بیوقوف کیونکہ ہر اچھی صفت میں بعض لوگوں نے جھوٹے دعوی کئے ہیں ۔

ظہور مہدی کا مسئلہ ان مسائل میں سے ایک ہے جن سے سیاسی اہداف رکھنے والوں نے فائدہ اٹھایا ہے اسی وجہ سے بعض لوگوں نے خود اس کا دعویٰ کیا تھا اور بعض نے اپنے مفاد کی خاطر اس کی ترویج کی تھی ۔

اور جیسے ایک عقل مند انسان کسی غیر مستحق کے دعوی کی وجہ سے وجود حق کا انکار نہیں کرسکتا اسی طرح مہدویت کے ان باطل دعووں کی وجہ سے اس مہدی کے ظہور کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا جس کی بشارت ہمارے نبی اعظم نے دی تھی

اسی کے ساتھ ساتھ علماء اسلام نے امام مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی بہت ساری روایات اور ان کی اکثر اسناد کو صحیح قرار دیا ہے کہ جو ساری مل کر متواتر ہو جاتی ہیں اور بعض سے تو تواتر کا مسلم شمار کیا ہے جیسے کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

ان شبہات کی قلعی کھلنے اور ان کے نقش بر آب ثابت ہونے کے بعد ایک شبہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ امام مہدی کی اسقدر طویل عمر عقل و علم کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔

یہ شبہ ان لوگوں کی سب بڑی دلیل ہے اور آخری فصل میں ہم حسب ضرورت اس پر بحث کریں گے تاکہ واضح ہوجائے کہ یہ عقل و علم کے خلاف ہے اور ثابت کریں گے کہ عقل کی اپنی حدود ہیں اور یہ کسی شخص کی ذاتی خواہشات ، تمناوں اور میلان سے آزاد ہے اور اس کے اپنے احکام ہیں جنہیں تمام عقلاء قبول کرتے ہیں اور ان کا قبول کرنا کسی فرد کی عقل پر موقوف نہیں ہے

نیز اس بات کو روشن کریں گے کہ محال ذاتی اور ممکن ذاتی میں بہت بڑا فرق ہے محال ذاتی میں وقوع کسی حال میں بھی ممکن نہیں ہے حتی کہ انبیاء اور اوصیاء کے ذریعہ بھی واقع نہیں ہوسکتا جیسے نقضین کا جمع ہونا اور ممکن ذاتی جو عام طور پر وقوع پذیر نہیں ہوتا لیکن اس کے واقع ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ وقوع پذیر ہونے اور نہ ہونے کے لحاظ سے محال عقلی اور محال عادی ایک جیسے نہیں ہیں۔

لیکن ان لوگوں نے انہیں اسطرح ملاجلا کرپیش کیا ہے کہ اب عام خیال یہ بن گیا ہے کہ جو شئ بھی عام طور پر وقوع پذیر نہیں ہوتی وہ محال عقلی ہے کیونکہ ان دونوں میں انہوں نے فرق نہیں کیا اور ہم دلیل سے ثابت کریں گے کی ان کا یہ بہانہ عقل و علم کی روشنی میں کسی دلیل اور برہان کی حیثیت نہیں رکھتا۔

امام مہدی عقل اور علم کی روشنی میں

جو لوگ حضرت امام مہدی کا انکار کرتے ہیں اور انہیں امام حسن عسکری کا بیٹا محمد نہیں مانتے وہ ایسی دلیلوں سے تمسک کرتے ہیں جن کا عقائد کے سلسلے میں اسلام کی معین کردہ روش سے دور ک بھی واسطہ نہیں ہے

اسلام کی روش جس طرح عقل و منطق پر قائم ہے اسی طرح فطرت اور غیب پر بھی استوار ہے غیب پر ایمان مسلمان کے عقیدے کا جزہے کیونکہ قرآن و سنت نے بار بار اس کی طرف دعوت دی ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:۔

(الم ذلک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین الذین یومنون بالغیب)۔۔

الم یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے ان متقین کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں(سورۃ بقری آیت ۱۔۳)

نیز فرماتا ہے:۔

(تلک من انباء الغیب نوهیها الیک)۔۔۔۔۔

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی ہم تیری طرف وحی بھیجتے ہیں (سورۃ ہود۴۹)

اورحدیث کی کتابوں میں ایسی سینکڑوں روایات موجودہیں جو ایمان بالغیب اور انبیاء ورسل کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق کرنے پر زور دیتی ہیں اورایمان بالغیب کے انکار کے باوجود مسلمان کاعقیدہ صحیح نہیں ہو سکتا چاہے اس کو سمجھ لے اوراس کے اسرار اورر تفصیلات تک پہنچ جائیانہ جیسا کہ فرشتے، جن عذاب قبر، سوال منکرونکیراوردیگر وہ غیب کی خبریں جب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے انہیں ذکر کیا ہے حضرت پیغمبر نے ان کی خبردی ہے اورثقہ عادل اورامین لوگوں کے ذریعہ ہم تک نقل ہوئی ہیں انہیں میں سے اہم مسئلہ ظہور حضرت امام مہدی ہے کہ جو زمین کوعدل وانصاف سے پر کردیں گے جیسا کہ وہ ظلم وجور سے پرہوچکی ہوگی۔

پس حضرت مہدی کا انکار مسلمانوں کے لیے ممکن نہیں ہے کہ جن کا ذکر صحاح اورمسایند وسنن میں موجود ہے ان کے طرق کی کثرت راویوں کی وثاقت،تاریخی دلائل اورمشاہدات کوپوری تحقیق سے ہم پیش کرچکے ہیں

منکرین چاہے مغرب کے پروپیگنڈے اور مستشرقین کے لٹریچر سے متاثر ہوئے ہوں یا اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے تعصب میں اندھے ہوئے ہوں جب متواتر احادیث ، محکم دلیلیں اور پے در پے اعترافات کے مقابلے میں اپنے آپکو خالی ہاتھ

اور بے بس دیکھتے ہیں تو امت مسلمہ کو اس سے منحرف کرنے اور مرحلہ انتظار میں انہیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ نہ کرنے پر آمادہ نہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے بعض پست اور باطل قسم کی قیاس آرائیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور کہتے ہیں امام مہدی کی عمر کا اسقدر طویل ہونا اور اس کے لوازمات علم و عقل اور حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتے لیکن اللہ کی مدد اور اس کی توفیق سے عنقریب واضح ہوجائے گا کہ ان کی یہ منطق کس قدر علمی اصول وضوابط اور صحیح معیاروں سے دور ہے ۔

شاید ان کے اہم ترین شبہات یہ ہیں طول عمر کم سنی غیبت سے خود حضرت امام کو کیا فائدہ ہے اور مسلمان غائب امام سے کیسے استفادہ کرسکتے ہیں ۔

چنانچہ ہم علمی طریقے سے اور عقلی دلائل کی روشنی میں بحث کررہے ہیں ملاحظہ فرمائیے

سوال اول:۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟

جواب:۔ بیشک امام مہدی مسلمانوں کی امامت میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نہایت کم سنی میں روحانی اور فکری طور پر ایک کامل امام تھے اور بچپن کی امامت آپ سے پہلے بھی کئی اماموں کو حاصل ہو چکی تھی امام محمد تقی آٹھ سال کی عمر میں امام بنے تھے امام علی نقی نو سال اور امام مہدی کے والد امام حسن عسکری بائیس سال کی عمر میں امام تھے۔

تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بچپن میں امامت والا واضح اور صریح منصب امام مہدی اور امام محمد تقی کو حاصل ہوا۔

ہم نے اس کو واضح منصب اس لیے کہا ہے کیونکہ یہ امام مہدی کے بعض آباؤ اجداد میں دیکھا گیا ہے مسلمانوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اس کے مختلف علمی تجربات دیکھتے ہیں اور ایک ظاہر اور واضح چیز کو ثابت کرنے کے لیے امت کے عملی تجربے سے زیادہ محکم اور واضح دلیل دوسری کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی اس کی وضاحت مندرجہ ذیل نکات سے ہو جائے گی

۱۔ اماموں کی امامت کوئی ایسا حکومتی منصب نہیں ہے جو وراثت میں باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہوتا ہے اور حکومتی سسٹم اسے سہارا دیتا ہے جیسا کہ امویین، فاطمیین، عباسیین، میں تھا بلکہ اسلام و مسلمین کی زعامت کا معیار امام کا فکری و روحانی بنیادوں پر قیادت کے لائق ہونا ہے اور امام امت کے مختلف گروہوں کو فکری اور روحانی لحاظ سے قانع کر کے اپنی امامت کا لوہا منواتے تھے۔

۲۔ ان گروہوں کی صدر اسلام میں بنیاد رکھی گئی اور حضرت امام محمد باقر و حضرت امام صادق کے زمانے میں پھولے پھلے اور ان دو اماموں کے زیر نظر چلنے والے مدرسے نے عالم اسلام میں ایک وسیع اور ولولہ انگیز فکر پیدا کی جس نے اس وقت کے مختلف اور معروف انسانی اور اسلامی علمی میدانوں میں سینکڑوں فقہا، متکلمین، علما اور مفسرین پیدا کئے۔

حسن بن علی وشاکا کہنا ہے میں نے مسجد کوفہ میں نو سو شیوخ پائے ان میں سے ہر ایک کہتا تھا مجھ سے یہ حدیث امام جعفر بن محمد نے بیان کی ہے (رجال نجاشی ۴۰۔۸۰ حسن بن علی بن زیاد وشاکا کے حالات میں)

۳۔ جن شرائط کا یہ مدرسہ میں پرچار کرتا تھا اور جنہیں یہ امامت قرار دیتا تھا وہ بہت سخت تھیں کیونکہ وہ یہ نظریہ پیش کر رہا تھا کہ امام علیہ السلام فقط معصوم اور اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم ہو سکتا ہے۔

۴۔ اس مکتب اور اس کے ہم فکر لوگ امامت میں اپنے عقیدے پر پختہ رہنے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دیتے رہے کیونکہ اس وقت کی کوئی حکومت یہ سمجھتی تھی کہ یہ ہمارے خلاف کوئی خط تشکیل دے رہے ہیں کم از کم فکری لحاظ سے۔

لہذا اس وقت کی حکومتیں مسلسل حملے کرتی رہیں کئی قتل ہو گئے کئی قید میں بند کر دیئے گے اور سینکڑوں لوگ قید خانوں کی تاریکیوں میں جام شہادت نوش کر گئے۔

یعنی ائمۃ علیھم السلام کی امامت کے عقیدے کی انہیں بھاری قیمت ادا کرنی پڑی تھی اورانہیں اس عقیدے پر اکسانے والی چیز سوائے اللہ کے قرب کے اور کوئی نہیں تھی

۵۔ ائمۃ علیھم السلام ان گروہوں سے الگ تھلک نہیں رہتے تھے اور نہ بادشاہوں کی طرح عالی شان محلوں میں زندگی گزارتے تھے اور نہ ہی مخفی رہتے تھے مگر یہ کہ خود حکومت انہیں قید یا جلاوطن کردے۔

چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آباواجداد میں سے ہر ایک کے سینکڑوں راوی اور محدث ان کے اپنے ہم عصر لوگوں کے ساتھ خطوکتابت ان کے طویل سفر پھر عالم اسلام کی مختلف جوانب میں اپنے وکلاء کو بھیجنا اور حج کو موقع پر شیعہ کا زیارت کا عادی ہونا

یہ سب امام اور عالم اسلام کے مختلف نقاط میں آپ کے ہم فکر اور پیروی کرنے والے مختلف لوگوں کے درمیان ایک واضح اور مسلسل رابطے کی دلیل ہیں۔

۶۔ اس دور کی حکومتیں آئمہ علیھم السلام کی اس روحانی قیادت کو اپنے اقتدار کے لیے ایک بڑا خطرہ تصور کرتی تھیں اسی وجہ سے اس قیادت کو ختم کرنے کی پوری کوشش تھی اور اسی لیے بڑے بڑے غلط کام سرانجام دیتیں اور اگر ضرورت محسوس کرتیں تو سنگدلی اور سرکشی کے نمونے بن جاتیں اور آئمہ علیھم السلام کے خلاف قید و بند اور دیگر محرمانہ حملے جاری رکھتیں جس کی وجہ سے مسلمان بالخصوص چاہنے والوں کو بہت دکھ ہوتا اور حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہوتی تھی۔

ان چھ نکات کو جو تاریخی حقائق پر مشتمل ہیں اگر مدنظر رکھیں تو مندرجہ ذیل نتیجے تک پہنچنا ممکن ہو جائے گا۔

بچپن میں امامت والی بات ایک کھلی حقیقت تھی کوئی وہم نہیں تھا کیونکہ بچپن میں جو بھی امام سامنے آیا اور انہوں نے مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو روحی اور فکری امام متعارف کرایا۔

اور وسیع وعریض دنیا میں پھیلے ہوئے آپ کے چاہنے والوں اور پیروکاروں کا آپ امام اور رہبر مان لینا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ:۔آپ علم و معرفت کے اعلی درجے پر فائز تھے فقہ تفسیر وعقائد وغیرہ پر پورا تسلط رکھتے تھے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ اتنے بڑے بڑے گروہ آپ کی امامت کے سامنے سر تسلیم خم کردیتے۔بالخصوص اس تناظر میں کہ آپ اپنے پیروکاروں کو اپنے ساتھ رابطہ رکھنے اور اپنی شخصیت کو پرکھنے کا پورا موقع فراہم کرتے تھے کیا ممکن ہے کہ ایک بچہ اپنی امامت کا اعلان کرے اور وہ بھی علی الاعلان اور اتنے بڑے بڑے مختلف گروہوں کے سامنے۔

اور یہ سب اس کی حقیقت سے مطلع ہوئے بغیر اور اس بچے کی حیثیت کا اندازہ لگائے بغیر اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں اور اس راہ میں اپنا امن اور زندگی جیسی قیمتی ترین چیز قربان کردیں ؟

اور کیا یہ ممکن ہے کہ واقعاوہ فکری اور علمی لحاظ سے بچہ ہو لیکن اسقدر طویل رابطے کے باوجود ظاہر نہ ہو؟

فرض کریں کہ اہل بیت کی امامت کو ماننے والے حقیقت حال کو کشف کرنے پر قادر نہیں تھے تو پھر حکومت کیوں خاموش رہی اوراس نے حقیقت حال کو ظاہر کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی حالانکہ یہ اس کے مفاد میں تھا

اوراگرامامت کا وہ دعویدار بچہ فکروعلم میں بھی بچہ تھا توحکومت کے لیے یہ کام کس قدر آسان تھاجیسا کہ دیگر بچوں میں ہے؟

اورکس قدراس کے لیے مفید تھا یہ اسلوب کہ بچے کو شیعوں اورغیر شیعوں کے سامنے اس طرح پیش کردیتی جیسے وہ تھا اوراس کے روحانی اورفکری بنیادوں پرامامت کے لائق نہ ہونے کو ثابت کردیتی۔

اگرچالیس یا پچاس سالہ شخص کے امامت کے لائق نہ ہونے کوثابت کرنا مشکل ہوتوبھی بچے کے لیے یہ کام مشکل نہیں ہے چاہے وہ کتنا ہی ذہین وفطین ہو اوریہ ان سب طریقوں سے آسان تھا جوان حکومتوں نے اپنا رکھے تھے۔

پس وقت کی حکومت کی اس سلسلے میں خاموشی کی صرف ایک ہی وجہ ہوسکتی ہے اوروہ یہ کہ اس نے درک کرلیا تھا کہ بچپن کی یہ امامت ایک کھلی اورروشن حقیقت ہے کہ کوئی جعلی اوربناوٹی شي۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے مختلف مواقع میں اس کی کوشش کرنے اوراس میں ناکام ہونے کی وجہ سے بہت نزدیک سے یہ چیز درک کرلی تھی۔

کیونکہ تاریخ ہمیں اس قسم کے کئی واقعات بتاتی ہے جن میں حکومت کی ناکامی واضح ہوتی ہے اس کے برعکس ایسا ایک بھی واقعہ نہیں ملتا جس میں بچپن کی یہ امامت لڑکھڑائی ہویا اس بچے نے اپنے سے بالاتر کا سامنا کیا ہواورلوگوں کا اس پراعتماد متزلزل ہوگیا ہو۔

اورہم نے جو کہا تھا کہ بچپن میں امامت ایک کھلی اورروشن حقیقت تھی اس سے ہماری مرادیہی تھی اوراس کی مثال خدا کے رسولوں میں بھی ملتی ہے جیسے کہ یحییٰ نبی کے بارے میں خدا فرماتا ہے:۔

(یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ واتینا الحکم صبیا)

اے یحییٰ کتاب کو قوت کے ساتھ پکڑلو اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت عطا کی(سورہ مریم ۱۹۔۱۲ اورفصل دوم کے نمبر۵، اور۸ میں ابن حجر ہیثمی شافعی اوراحمدبن یوسف قرمانی حنفی کااعتراف گزرچکا ہے کہ مہدی کو بچپن میں حکمت عطاہوئی)

اورجب یہ ثابت ہوگیا کہ بچپن کی امامت اہل بیت کہ ہاں اوریہ ایک کھلی حقیقت ہے موجود تھی توخاص طور سے امام مہدی کے بچپن میں امام بننے پر اعتراض کونا کوئی معقول بات نہیں ہے۔

دوسراسوال:۔ طول عمر

شاید سب سے اہم اعتراض کہ جس کا ہمیشہ سے بھرپور پروپیگنڈا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب مہدی ایک ایسے انسان ہیں جو مسلسل گیارہوں صدی سے زندہ ہیں تو انہیں اتنی طویل عمر کہاں سے ملی اور ان طبیعی قوانین سے کیسے محفوظ رہے جس میں بڑھاپے کا مرحلہ ضروری ہے(یہ شبہہ کتب عقائد میں بہت قدیم زمانے سے زیر بحث لایا جاتا ہے اور شیعوں کے بڑے بڑے علماء نے اس کا مختلف طریقوں سے جواب دیا ہے ہم ان میں سے فقط بعض کو ذکر کریں گے)

اس شبہے کو سوال کی صورت میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے ایک انسان کئی صدیوں تک زندہ رہے ؟اس سوال کے جواب کے لیے مسئلہ امکان کی بطور رتمہید وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔

امکان کی تین قسمیں ہیں۔

اول :۔امکان عملی

یعنی وہ امکان جو فعلا اور واقعا ممکن ہے اور واضح طور پر وجود رکھتا ہے ۔

دوم :۔امکان علمی!

یعنی وہ امکان جو صرف علمی پہلو سے محال نہیں ہے اور علم اس کے وجود کو محال قرار نہیں دیتا

سوم :۔امکان منطقی!

یعنی وہ امکان جو عقلاء کی نظر میں محال نہیں ہے اور عقل اس کے وجود کو نا ممکن قرار نہیں دیتی ۔اب ہم اس مسئلہ کو امکان منطقی سے شروع کرتے ہوئے مندرجہ ذیل صورت میں پیش کرتے ہیں ۔

کیا انسان کا صدیوں تک زندہ رہنا عقلی لحاظ سے ممکن ہے ؟اس کا جواب مثبت ہے پس عمر کا طبیعی حد سے کئی گناہ زیادہ ہونا محال نہیں ہے اور یہ بات تھوڑے سے غور وفکر سے واضح ہوجاتی ہے البتہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا لیکن ایسے حالات کو اہل تاریخ نے درج کیا ہے اور علمی نشریات نے نقل کیا ہے جن سے انسان کو تعجب نہیں ہوناچاہئے خاص طور پر مسلمانوں کو کہ جن کے کانوں میں وحی الہی کی یہ آواز ٹکراتی ہے۔

(ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما)

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس آپ ان میں پچاس کم ہزار سال رہے(العنکبوت:۲۹۔۱۴)

امکان کے اس معنی کومزید واضح کرنے کے لیے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں اگرایک شخص ایک مجمع میں دعوی کرے کہ وہ دریا کو چل کرعبور کرسکتا ہے یا آگ پرسے گزرسکتا ہے بغیراس کے کوئی نقصان پہنچے تو حتمی طور پر لوگ اس پر تعجب کریں گے اوراس کا انکارکریں گے۔

لیکن اگروہ اپنے دعوی کے ثابت کرتے ہوئے دریا کو عبور کرلے یا آگ پر سے گزرکردکھادے تو لوگوں کا انکاراور تعجب ختم ہوجائے گا پھر اگرایک دوسرا شخص یہی دعوی کرے تو اس کا تعجب درجہ کمترہوجائیگا اوراگرتیسراچوتھا پانچواں دعوی کرے تو یہ تعجب مزید کم ہوتا جائیگا۔

کیونکہ پہلی مرتبہ لوگوں کو تعجب ہوا تھا وہ پانچویں مرتبہ میں اسی قوت اورحالت پر باقی نہیں رہے گا بلکہ یقینی طورپر کم ہوتا ہوتا ختم ہوجائے گا۔

ہمارا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے۔ قرآن نے خبردی کہ نوح نبوت سے پہلے کی عمر کے علاوہ اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال تک رہے اوریہ کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہی۔

(وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وماصلبو ه ولكن شبه لهم وان الذين اختلوفيه لفى شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلو يقينا ، بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاحكيما)

اوران کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کردیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل ہی کیا اورنہ سولی ہی دی مگر ان کے لیے ایک دوسرا شخص عیسٰی کے مشابہ کردیا گیا جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں یقینا وہ لوگ اس کے حالات کی طرف دھوکے میں پڑے ہیں ان کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں فقط اٹکلی کے پیچھے ہیں اور عیسی کو انہوں نے یقینا قتل کیا بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے اورخدا بڑازبردست تدبیر والا ہے(النساء :۴-۱۵۸-۱۵۷-۴)

اسی طرح بخاری و مسلم کی روایات میں ہے کہ عیسیٰ نازل ہوں گے نیز ان میں موجود ہے کہ دجال زندہ ہے(بخاری اور مسلم میں خروج دجال اورنزول عیسیٰ کی احادیث کو ہم مفصل بیان کر چکے ہیں نیز ذکر کرچکے ہیں کہ اہل سنت کے کن علماء نے اسے اپنا مسلم عقیدہ شمار کیا ہے اورواضح طورپر کہتے ہیں کہ دجال آخری زمانے تک زندہ رہے گا اور حضرت عیسیٰ حضرت امام مہدی کی مدد کے لیے آخری زمانے میں نازل ہوں گے ملاحظہ ہو فصل سوم صحیحین کا احادیث مہدی سے خالی ہونے کا بہانہ)

اب جب صحیح روایات پکارپکار کر کہتی ہیں اورگواہی دیتی ہیں اورپے درپے اعترافات منظر عام پر آتے ہیں کہ پیغمبر کی عترت طاہرہ اوراولاد فاطمہ سے امام حسن عسکری کے فرزند حضرت امام مہدی ۲۵۵ ء ہجری میں پیدا ہوئے اورابھی تک زندہ اورموجودہیں تو تعجب اورانکارکی کوئی وجہ نہیں اوراس سے انکار سوائے دشمنی اورہٹ دھرمی کے کچھ نہیں ہے۔

تفسیر رازی میں ہے "بعض اطبا کہتے ہیں انسانی عمر ۱۲۰ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی لیکن آیت جھٹلاتی ہے اور عقل آیت کی موافقت کرتی ہے۔

کیونکہ انسان میں جو ترکیب ہے اس کا باقی رہنا ذاتا ممکن ہے ورنہ باقی نہ رہتی اور اس میں موثر کی دائمی تاثیر بھی ممکن ہے کیونکہ موثر اگر خدا تعالی ہے تو وہ واضح طور پر دائمی ہے۔ اور اگر غیر ہے تو اس کا بھی کوئی موثر ہوگا آخر کار انتہا واجب الوجوب پر ہوگی جو کہ دائم ہے پس اس کی تاثیر بھی دائمی ہو سکتی ہے پس بقا ذاتا ممکن ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی ایسے عارضی سبب کی وجہ سے ہوگا جس کا معدوم ہونا ممکن ہے ورنہ وہ اسقدر باقی نہ رہتا کیونکہ جو مانع عارض ہے وہ واجب الوجود ہے

پس ظاہر ہوگیا کہ ان کی یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے" (تفسیر کبیر رازی ۲۵:۲۴)

یوں رازی نے غیر معمولی طور پر انسان کے طول عمر کے ممکن ہونے پر استدلال کیا ہے جب کہ جناب حضرت عیسیٰ کی طول عمر ثابت ہے لہذا یہی برہان حضرت مہدی کی طول عمر میں بھی جاری ہو سکتی ہے۔

اور اس استدلال کو مزید تقویت صحاح و غیر صحاح کے حضرت عیسیٰ کے آخری زمانے میں دجال کے قتل اور امام مہدی کی مدد کرنے پر اتفاق سے مل سکتی ہے اس کی تفصیل مہدی کون ہے والے کے جواب میں گزر چکی ہے اب ہم امکان عملی کی بحث کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کیا عملی طور پر یہ امکان ہے کہ انسان اسقدر طویل عمر پائے اور کیا تجربہ اس کا شاہد ہے؟

جواب:

موجودہ تجربات، موجودہ امکانات اور حالات کی روشنی میں اس حد تک کامیاب نہیں ہو سکے کہ انسان کی طبیعی عمر کو ایک سال یا دوگنا بڑھا دیں اور یہ چیز بظاہر دلیل کی محتاج نہیں ہے لیکن یہ انسانی عمر طویل نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ امکان عملی میں ایک انسان دوسرے انسان کی طبیعی عمر کو طویل کرنے کا فقط حیلہ کر سکتا ہے لیکن عمریں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔

لہذا تقدیر کے خلاف عمر کو زیادہ کرنا انسان میں نہیں ہے ہاں اللہ تعالی معمر لوگوں کی زندگی کو طویل کرنے کے اسباب فراہم کر سکتا ہے اور سائنس زیادہ سے زیادہ ان اسباب کی کشف کر سکتی ہے لیکن ان اسباب کو خود فراہم نہیں کر سکتی کیونکہ بالاتفاق یہ اسباب خدا کے ہاتھ میں ہیں۔

دوسرا سوال کیا امکان علمی کی روشنی میں انسان کی عمر طبیعی حد سے زیادہ طویل ہو سکتی ہے؟

جواب اول:

جی ہاں !متعدد شواہداوراعدادو شمار امکان علمی کوثابت کرتے ہیں ۔

۱۔ سائنسی تجربات انسانی عمر کو معمول سے زیادہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں اوریہ تجربات بڑھاپے والے قانون کو توڑرہے ہیں۔

چنانچہ مصر سے نکلنے والے رسالے "المقطف" کے شمارہ اگست ۱۹۲۱ ئمطابق ۲۶ذیقعدہ ۱۳۳۹ ئہجری کی جزدوم جلد ۵۹ صفحہ ۲۰۶پر اس عنوان 'انسان کا زمین پر ہمیشہ رہنا "کے تحت آتا ہے امریکا کی جونس ہبکنس یونیورسٹی کے پروفیسر ریمنڈبول کہتے ہیں ۔

بعض سائنسی تجربات سے ظاہرہوتا ہے کہ انسانی جسم کے اجزاکو ہمیشہ کے لیے زندہ رکھا جاسکتا ہے لہذا انسانی زندگی کے سوسال کے ہونے کا احتمال ہے اوراسکے ہزارسال تک طویل ہونے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے"

اسی رسالے کے ۵۹ کے عددسوم صفحہ ۲۳۹پر ہے "یہ ممکن ہے کہ انسان ہزاروں سال تک زندہ رہے اگراس کی زندگی کو ختم کرنے والی چیزیں اسے عارض نہ ہوں اوران کی یہ بات فقط ایک گمان ہی نہیں ہے بلکہ سائنسی تجربات کا نتیجہ ہے ہم اس امکان علمی کی تائید کے لیے انہیں شواہدپر اکتفا کرتے ہیں ج ماہرین نے اسے امکان علمی میں تبدیل کرنے کے لیے انجام دیئے ہیں۔

۲۔ حال ہی میں بیروت "الایمان پبلیشرز اوردارالرشید "دمشق سے شائع ہونے والی کتاب "حقائق اغرب من الخیال"جزء اول صفحہ ۲۴پر ہے۔

بیریرا۱۹۵۵ ء میں اپنے آبائی وطن مونٹریا میں ۱۶۶ سال کی عمرمیں دنیا سے رخصت ہو اوراس کی عمرکی اس دوستوں کے گواہی دی اورمیونسپل کمیٹی کے رجسٹروں میں اس کا ریکارڈ محفوظ ہے اورخود بیریرانے ۱۸۱۵ ء میں واقع ہونے والی جنگ کا راجنیا کے واقعات بڑی وضاحت سے بیان کئے تھے

زندگی کے آخری دنوں میں اسے نیویارک لایاگیا جہاں پر طبیعی ماہرین کی ایک ٹیم نے اس کا چیک اپ کیا توانہوں نے دیکھا کہ اس کا بلڈپریشر، نبض اوردل کی دھڑکن بالکل صحیح ہے اوردماغ ابھی تک جوان ہے۔

لیکن اس کے باوجودانہوں رپورٹ دی کہ اس کی عمر ۱۵۰سال سے زیادہ ہے اوراس کے صفحہ تیس پر ہے کہ تو اس بار ۱۵۲سال تک زندہ رہا"۔

اورصاحب سنن سجستانی نے "المعمرون نامی ایک کتاب لکھی ہے اس میں اس نے بہت سارے سن رسیدہ افراد کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض کی عمرتوپانچ سوسال تک زندہ رہا "۔

۳۔ فقط طبی ماہرین کا بڑھاپے کے مرض اور موت کے اسباب کو پہنچاننے کیلئے تجربات کرنا اور انسانی عمر کو طولانی کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرنا اگرچہ محدود حدتک ہی کیوں نہ ہو یہ خود امکان کی ایک دلیل ہے ورنہ ان کا یہ کام فضول اور خلاف عقل ہوگا۔

اس کی روشنی میں حضرت امام مہدی کے مسئلے میں تعجب یا انکار کی کوئی منطقی وجہ نہیں ہے مگر یہ کہا جائے کہ حضرت امام مہدی سائنس سے بھی سبقت لے گئے ہیں پس آپ کی شخصیت میں امکان علمی امکان عملی میں تبدیل ہوا قبل اس کے کہ سائنس ترقی کرتے ہوئے

لیکن یہ بھی انکار یا تعجب کی کوئی عقلی وجہ نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص سائنس سے پہلے کینسر کی دوا دریافت کرلے اور اسلامی نظریہ میں ایسی سبقت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں وجود، طبیعت اور انسان کے متعلق کئی حقائق کی طرف اشارے کئے ہیں اور سائنس نے بعد ان سے پردہ اٹھایا ہے۔

ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے سامنے یہ قرآن کریم ہے جو حضرت نوح کا واقعہ بیان کرکے امکان عملی کا واضح ثبوت فراہم کررہا ہے اسی طرح احادیث نبویہ نے متعدد اشخاص کے صدیوں سے زندہ ہونے کی وضاحت کی ہے جیسے حضرت خضر حضرت عیسیٰ اور دجال،

جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں جساسہ سے نقل کیا ہے ان پر ہم کیوں ایمان رکھتے ہیں حالانکہ اسلام کے مستقبل کے لئے ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے سوائے حضرت عیسی کے جو نازل ہو کر حضرت امام مہدی کے وزیر، مددگار اور آپ کے لشکر کے قائد ہوں گے جیسا کہ کثیر روایات میں ہے(ملاحظہ ہو شہید محمد باقر کی "الجوث حول المھدی)

اور کیوں بعض لوگ حضرت امام مہدی کا انکار کرتے ہیں جب کہ مستقبل میں وہ اس قدر اہم کام کرنے والے ہیں کہ زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے اور حضرت عیسیٰ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے(اس چیز کا صحیح بخاری کے پانچ شارحین نے اعتراف کیا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل فصل سوم کے اول میں گزر چکی ہے)

جواب دوم:۔

فرض کریں بڑھاپے والا قانون حتمی ہے اور انسانی عمر کو طبیعی حد سے زیادہ طویل کرنا ان طبیعی قوانین کے خلاف ہے جن کا ہم آج تک مشاہدی کررہے ہیں تو امام مہدی کی نسبت یہ چیز معجزہ ہوگی اور یہ کوئی تاریخ میں انوکھا واقعہ نہیں ہے۔

پھر مسلمان جو اپنا عقیدہ قرآن کریم اور سنت شریفہ سے حاصل کرتا ہے کو اس پر تعجب یا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے سامنے اس سے بھی زیادہ مضبوط طبیعی قانون ٹوٹ گیا ہے جیسا کہ جناب ابراہیم کو جب بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے ذریعے ان کو نجات دی اور آگ گلزار بن گئی۔ قرآن اس کی یوں تصریح کرتا ہے

(قلنا یا نار کونی برداوسطاما علی ابراهیم)

ہم نے کہا اے آگ ! ابراہیم پر بالکل ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث بن جا(سورۃ انبیاء ۲۱۔ ۲۹)

اب یہ اوراس قسم کے دوسرے معجزات وکرامات جو خدا نے خاص طورپر اپنے اولیاء کو عطا کئے ہیں سائنسدانوں کی مادی وسائل سے تیارکردہ نئی نئی ایجادات اوربڑی بڑی اختراعات کی وجہ سے فہم کے زیادہ قریب ہوگئے ہیں۔

یہی ایجادات اگر سابقہ دور میں ذکر کی جاتیں تو سختی سے ان کا انکار کیا جاتا لیکن ہم ان کا مشاہدہ کررہے ہیں مثلا یہی ٹیلیویژن جسے پہلے ہم روایات میں پڑھتے تھے کہ :۔آخری زمانے میں مشرق میں رہنے والے لوگ مغرب میں رہنے والوں کو سنیں گے اوردیکھیں گے"

اوربعض لوگ انہیں بالکل غیر معقول قراردیتے تھے لیکن آج کل ایسا ہورہا ہے لہذا کسی شئ کے وجودپر تعجب کرنا یا اس کے وجود کا انکار کرنا صرف اس بنا پر کہ اس کی نظیر نہیں ہے یا وہ عام نہیں ہے کوئی منطقی اور علمی بات نہیں ہے جب کہ یہ چیزیں امکان علمی اور منطقی کے دائرے میں ہے اوراس پر متعدد شواہد بھی موجودہیں

ایسی ہی بڑی بڑی علمی دریافتوں کی خبر دینے والی احادیث مثل وروایات ہیں جو امام مہدی کے معجزانہ طور پر ظہور کی خبر دیتی ہیں کہ جو جدید ایجادات کے بالکل مطابق ہے۔ حضرت امام صادق سے مروی ہے کہ :۔جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے لیے ان کے کانوں اورآنکھوں میں اسقدر کشش پیدا کردے گا کہ ان کے اورہمارے درمیان کوئی بڑا فاصلہ نہیں رہے گا وہ ان سے بات کرے گا تووہ سن رہے ہوں گے اورا سے اس کی اپنی جگہ پر دیکھ رہے ہوں گے(روضۃ کافی ۸:۲۰۱۔ ۳۲۹)

اس قدر طولانی غیبت کا راز کیا ہے؟

تیسرا سوال:۔اس قدر طولانی غیبت کا راز کیا ہے؟

کہتے ہیں حضرت مہدی کی عمر کے اس حد تک طولانی ہونے پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے قوانین توڑنا پڑیں یا معجزہ کی ضرورت ہو ؟کیوں اس بات کو قبول نہیں کرلیتے کہ آخری زمانے میں امت بشریہ کی قیادت کے لیے اسی زمانے میں ایک شخص پیدا ہوگا اور طبیعی حالات میں زندہ رہ کر انقلاب کے لیے قیام کریگا؟

جواب:۔ہمارے سابقہ معروضات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا جواب بہت واضح ہے اللہ نے ایسی حکمتوں اور اسرار کی وجہ سے کہ جن تک ہماری رسائی نہیں ہے یا ان میں سے بعض کو ہم جانتے ہیں۔

اس جہان میں یا کسی اور جہان میں بعض اشخاص کو امام مہدی کی عمر سے بھی بہت زیادہ طویل عرصے سے زندہ رکھا ہوا ہے ہم ان پر یقینی صورت میں ایمان رکھتے ہیں پس امام مہدی کے بارے میں بھی ایسا ہی کرنا چاہے کیونکہ جیسے کہ پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں ہم مسلمان ہونے کے ناطے ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کوئی فضول کام انجام نہیں دیتا۔

نیز غیب کی بہت سی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ جن پر عقلی ونقلی محکم دلائل موجود ہیں پس کوئی حرج نہیں ہے کہ ہمیں اپنے کسی عقیدے کی حکمت اور فلسفہ معلوم نہ ہو جیسا کہ احکام شرعیہ قوانین الہیہ اور بندگی وعبادت کے ایسے کئی اعمال ہیں جن کے راز اور حکمتیں ہمیں معلوم نہیں ہیں لیکن ان کی پابندی کرتے ہیں اسی طرح دوسرے الہی وغیرہ الہی ادیان میں بھی ایسا ہے بلکہ انسانی اور ملکی قوانین میں بھی ایسا ہوتا ہے

اب ہم کہتے ہیں کہ سابقہ فصول میں ہماری قائم کردہ دلیلیں جو یہ بتا رہی ہیں کہ مہدی پر ایمان لانا ضروری ہے اس کی خصوصیات سمیت اور یہ کہ وہ حسن عسکری کا فرزند حجۃ ہے اور یہ کہ پانچویں سال میں امام تھا اور یہ کہ اب تک زندہ ہے اگر کافی ہے تو حتمی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اس طولانی غیبت کا عقیدہ رکھیں چاہے اس کے کسی فلسفے کا ہمیں علم ہو یا نہ۔

اگرچہ ممکن ہے کہ ہم اپنی محدود عقل اور قاصر فہم کے ساتھ بعض اسرار کا پتہ لگالیں۔ لیکن جو مسلمان حضرت امام مہدی کی طولانی عمر کے معجزے اور غائب ہوتے ہوئے ان کے وجود کے فوائد کا قائل نہیں ہو سکتا اس کے لیے ضروری ہے کہ نئے سرے سے اپنے عقیدے کو عقلی ونقلی دلیلوں کی کسوٹی میں پرکھے۔

اس بنا پر اس دوسرے فرض کو قبول کرنا بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ دلیلیں ہماری اس طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ زمین ایک لحظہ کے لیے بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی اس پر ایمان لانے کے بعد چاہے اس کے اسرار کا ہمیں علم ہو یا نہ ہو اس عقیدے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ حضرت مہدی ولادت سے لے کر اب تک زندہ ہیں

سوال چہارم:۔ امام غائب کا فائدہ کیا ہے؟

بعض اذہان میں یہ سوال بھی گردش کرتا ہے کہ امام مہدی جب اس طرح غائب اور نظروں سے اوجھل ہیں تو امت مسلمہ کو ان سے فائدہ کیا ہے؟

جواب:۔

جو شخص اس مسئلے میں دقت اور تحقیق کرتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان صحیح روایات کو مدنظر رکھے جو کہتی ہیں امام مہدی بہت سریع یا اچانک ظہور فرمائیں گے یعنی کسی مخصوص زمانے یا وقت کی تعین کے بغیر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر نسل ان ظہور مبارک کی منتظر رہے لہذا اس مسئلہ میں تامل کرنے سے مندرجہ ذیل فوائد کا کشف کرنا مشکل نہیں ہے۔

۱۔ یہ چیز ہر مومن کو شریعت پر کاربند رہنے اور اس کے اوامر ونواہی کی پابندی کرنے کی طرف دعوت دیتی ہے اور اسے دوسروں پر ظلم کرنے اور ان کے حقوق کو غصب کرنے سے باز رکھتی ہے۔
کیونکہ امام مہدی کے اچانک ظہور کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی اس حکومت کی بنیاد رکھیں گے جس میں ظالم سے انتقام لیا جائے گا، عدل کو رائج کیا جائے گا اور ظلم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائیگا۔ اگر کہا جائے شریعت اسلام جس کا دستور قرآن کریم ہے نے ظلم وزیادتی سے منع کر دیا ہے پس وہی کافی ہے تو ہم کہیں گے حکومت سلطنت اور طاقت کے وجود کا عقیدہ رکھنا بہت قوی مانع شمار کیا جاتا ہے۔
صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کے ذریعے وہ کچھ روکتا ہے جو قرآن کے ذریعے نہیں روکتا۔

۲۔ یہ چیز ہر مومن کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو امام مہدی کے لشکر میں شامل کرنے ان کی پوری طرح حفاظت کرنے اپنی قربانی دینے اور شریعت الہیہ کو قائم کرنے کے لیے ان کی حکومت کو پوری زمین پر پھیلانے کیلئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار اور آمادہ رکھے۔
کیونکہ اس سے مومن نے اندر باہمی تعاون اور اپنی صفوں کو منظم و مضبوط رکھنے کا شعور پیدا ہوتا ہے اس لیے کہ مستقبل میں وہ حضرت امام مہدی کے لشکر میں شامل ہونے والے ہیں

۳۔ یہ غیبت مومن کو اپنے فرائض خاص طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو جلد از جلد انجام دینے پر آمادہ کرتی ہے کیونکہ حضرت امام مہدی کے مددگاروں کے لیے فقط انتظار میں بیٹھے رہنا کافی نہیں ہے بلکہ عظیم اسلامی حکومت قائم کرنے اور ظہور سے پہلے اس کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ضروری ہے۔

۴۔ امت مسلمہ جو زندہ اور موجود حضرت امام مہدی کا عقیدہ رکھتی ہے ہر وقت عزت اور کرامت کے احساس کے ساتھ زندگی گزارے گی

اللہ تعالی کے دشمنوں کے سامنے اپنا سر تسلیم خم نہ کرے گی ان کی ظلم وزیادتی اور سرکشی کے سامنے نہیں جھکے گی کیونکہ اسے ہر لمحے امام مہدی کے کامیاب ظہور کا انتظار ہے لہذا وہ ذلت وپستی سے محفوظ رہے گی استکباری قوتوں اوران کے تمام آلہ کاروں کو حقیر اور معمولی سمجھے گی

اوریہی احساس مقابلہ کرنے قربانی دینے اورپایدار رہنے کا ایک بہت بڑا عامل ہے اوریہی اللہ اوراسلام کے دشمنوں کو خوفزدہ کیئے ہوئے ہے اوریہی ان کے مسلسل خوف اورڈر کا راز ہے۔ اس لئے انہوں نے ہمیشہ نظریہ مہدویت کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے اوراس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے قلموں کو خریدا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے انہیں گمراہ کرنے اوراپنے صحیح نظریات سے منحرف کرنے اپنے فاسد عقائد کی ترویج کرنے کے لیے ان کے اندر ربابیت بہائیت ، قادیانیت، اوروہابیت جیسے نئے نئے فرقے پیدا کیے ہیں۔

ان کے علاوہ ظہور امام مہدی کا عقیدہ رکھنے والا شخص آخرت میں بھی اس کے بہت سارے فوائد اورثمرات حاصل کرسکتا ہے ان میں سرفہرست اللہ تعالی کے عدل اوراس امت پرمہربان ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے بغیر کسی سہارے کے نہیں چھوڑدیا کہ دین سے اانحراف کودیکھ کے وہ مایوسی کا شکار ہوجائے بلکہ ان کے لیے امام مہدی کی قیادت میں دین کے تمام روئے زمین پر غالب ہونے کی امید برقرار رکھی ہے۔

دوسرا فائدہ انتظار پراجروثواب ہے امام صادق سے ایک صحیح حدیث سے مروی ہے "ہمارے مہدی کا انتظار کرنے والا اپنے آپ کو راہ خدا میں خون میں لت پت کرنے والے کی مثل ہے"

اسی طرح کا ایک فائدہ اللہ تعالی کے اس فرمان کا پابند رہنا ہے جس میں وہ ابراہیم کی اپنے بیٹوں کو وصیت نقل کررہا ہے۔

(یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تمومن الا وانتم مسلمون)

میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے دین کو منتخب کیا ہے پس نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ مسلمان ہو(البقرہ:۲-۱۳۲)

اورہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ جوبندہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مرجائے وہ جاہلیت والی موت مرتا ہے اورہمارے زمانے کے امام یہی امام مہدی ہیں ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بھی ظاہر ہوجاتی ہے کہ "زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی"

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ دشمنان اسلام کی مسلسل اورسرتوڑ کوشش رہی ہے کہ خود مسلمانوں کی صفوں کے اندر ایجنٹ پیدا کریں شاید انہیں بعض ایسے لوگ مل جائیں جنہیں وہ اچک لیں اوراپنی چادردیواری میں محفوظ کرلیں اورانہیں جھوٹے القاب دے کرکہ جن کہ وہ عرصہ دراز سے بھوکے ہیں اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے ان سے سواری کا کام لیں اوراسلام اوراس کے اعلی اصولوں کو بدنام کرنے والے رسالوں اور تنظیموں کے لیے انہیں آلہ کار کے طور استعمال کریں۔

لیکن انہیں وہی لوگ ملیں گے جو اپنے روشن راستے سے منحرف ہو کر اپنے آپ کو بچے کی طرح وہ شعور سے بے بہرہ ان دایوں کی گودوں میں ڈال دیئے ہیں جو ہر گندے کھیل کے لیے بچے کو تیار کرتی ہیں

جیسے آجکل سلیمان رشدی جیسے لوگ کمزور مسلمانوں کو اپنے زہریلی پروپیکنڈے سے ڈسنے میں مصروف ہیں

لہذا مسلمانوں کو گھٹیا ہتکنڈوں کے خطرات سے آگاہ کرنا ان کے ناپاک عزائم سے بچانا اورقرآن وسنت اورمکتب اہلبیت علیہم السلام کے حقیقی ایمان کے قلعے میں محفوظ کرنا ناشرعا واجب ہے

چنانچہ ندا سلام پر لبیک کہتے ہوئے ہم نے اس کتاب میں اسلام کے ایک بنیادی نظریے کے بارے میں بحث کی ہے اوروضاحت سے بیان ہوچکا ہے کہ ظہور حضرت امام مہدی کا نظریہ اسلام کے دائمی پیغام کا لازمہ ہے اوراسے جھٹلانا اسلام کے پیغام کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

اوراس کتاب کا سلاست اسلوب اورقوت دلیل کے علاوہ امتیاز یہ ہے کہ اس میں نظریہ مہدویت کی حقیت کے متلاشی ہر شخص کے لیے جواب موجود ہے

والحمدللہ علی ھدایتہ ، الصلوۃ والسلام علی افضل انبیائہ ورسلہ محمد، علی آلہ الطاہرین ، وصحبہ المخلصین ومن سار علی نھجھم الی یوم الدین(المحرم الحرام ۱۴۱۷ ھجری)

فہرست

امام مہدی علیہ السلام کے نسب کے بارے میں احادیث 4

حضرت امام مہدی علیہ السلام کنانی، قریشی اورہاشمی ہیں 4

حدیث کی روشنی میں حضرت امام مہدی (ع) کا حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے ہونا 4

حدیث کی روشنی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا حضرت ابو طالب کی اولاد سے ہونا 5

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اولاد عباس سے ہونے والی احادیث 6

مجمل احادیث 6

مذکورہ مجمل احادیث پر ایک نظر 7

واضح احادیث 8

حدیث:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اہل بیت علیہم السلام سے ہیں.. 10

حدیث: حضرت امام مہدی (ع) عترت سے ہیں 11

احادیث۔ حضرت امام مہدی (ع) پیغمبر اکرم کی اولاد میں سے ہیں 12

حدیث:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد سے ہیں.. 13

حدیث:۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام پیغمبر کے نواسے حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ 16

حدیث کے باطل ہونے پر سات دلیلیں.. 16

پہلی دلیل:.. 16

دوسری دلیل.. 17

تیسری دلیل 18

چھوتھی دلیل.. 18

چھٹی دلیل.. 19

ساتویں دلیل 19
احادیث :"اسم ابیہ اسم ابی (عبداللہ) 21
اس تعارض کی حقیقت اور اس کی علمی حیثیت 22
حضرت امام مہدی کے حضرت امام حسین کی اولاد سے ہونے کی تائید کرنے والی احادیث 26
حدیث ثقلین 26
حدیث:من مات ولم یعرف امام زمانہ 29
حدیث : ان الارض لاتخلومن قائم للہ بحجۃ 30
"زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہو سکتی" 30
دلیل کہ بارہ خلفاء سے مراد بارہ امام ہیں 35
امام مہدی امام حسین کی اولاد میں سے ہیں اور آپ کے نویں فرزند ہیں 41
مہدی محمد ابن حسن عسکری ہیں 44
لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں ان سے ان کا امام غائب ہو جائے گا۔ 46
امام مہدی کی ولادت 50
حضرت امام حسن عسکری کا اپنے فرزند حضرت امام مہدی کی ولادت کی خبر دینا۔ 52
دایہ کی امام مہدی کی ولادت کے بارے میں گواہی 53
آئمۃ کے اصحاب اور غیر اصحاب میں سے جن لوگوں نے امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی دی ہے 53
امام مہدی کے وکلاء اور آپ کے معجزات کا مشاہدہ کرنے والوں نے آپ کو دیکھنے کی گواہی دی ہے 58
خدام ، خادماؤں اور کنیزوں کی حضرت امام مہدی کو دیکھنے کی گواہی 59
حکومتی اقدامات امام مہدی کی ولادت کی دلیل ہیں 60
علما انساب نے حضرت امام مہدی کی ولادت کا اعتراف کیا ہے 63

1-علم انساب کا مشہور ماہر ابونصر سہل بن عبداللہ بن داودبن سلیمان بخاری 63
2- پانچویں صدی ہجری ج علماء میں سے مشہور نساب سید عمری:- 63
۳- فخر رازی شافعی 64
4- مروزی ازوی قانی 64
5- علم انساب کے ماہر سید جمال الدین احمد بن علی الحسینی :- 64
6- گیارہویں صدی کے علماء انساب میں سے زیدی ابو الحسن محمد حسینی یمانی صنعانی :- 64
7- محمد امین سویدی 65
8- ہم عصر نساب محمد ویس حیدری شامی:- 65
علماء اہل سنت کا اعتراف حضرت امام مہدی کی ولادت کے سلسلے میں 66
اہل سنت کا اعتراف کہ امام مہدی امام حسن عسکری کے فرزند ہیں 68
امام مہدی کے متعلق شبہات 75
صحیحین میں احادیث کے نہ ہونے کا بہانہ 75
صحیحین کی وہ احادیث جن کی تفسیر حضرت امام مہدی سے کی گئی ہے 77
- صحیحین میں نزول عیسیٰ کی احادیث 77
- صحیح مسلم میں بیابان میں دھنسنے والی احادیث:- 80
احادیث حضرت مہدی کو ضعیف قراردینے میں ابن خلدون کا استدلال 81
ابن خلدون نے احادیث کے ضعیف قراردینے کی حقیقت 81
احادیث حضرت امام مہدی صحیح اور متواتر ہیں 83
تضعیفات ابن خلدون کی کہانی ہندسوں کی زبانی 84
عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں 85

مہدویت کے سابقہ دعووں سے استدلال...88
امام مہدی عقل اور علم کی روشنی میں...90
سوال اول:۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟...92
دوسرا سوال :۔ طول عمر...94
امکان کی تین قسمیں ہیں۔...95
اول :۔امکان عملی...95
دوم :۔امکان علمی!...95
سوم :۔امکان منطقی!...95
سوال یہ ہے کیا عملی طور پر یہ امکان ہے کہ انسان اسقدر طویل عمر پائے اور کیا تجربہ اس کا شاہد ہے؟.........97
جواب: 97
دوسرا سوال کیا امکان علمی کی روشنی میں انسان کی عمر طبیعی حد سے زیادہ طویل ہو سکتی ہے؟.................97
جواب اول:...98
جواب دوم:۔ 99
اس قدر طولانی غیبت کا راز کیا ہے؟ 100
تیسرا سوال:۔اس قدر طولانی غیبت کا راز کیا ہے؟...100
سوال چہارم :۔ امام غائب کا فائدہ کیا ہے؟...101
جواب:۔...101